U23068. Date 23-12-09

Title - BAZM-E-SUKHAN

Cdeator - Sayyed Ali Hasan Khan.

Publisher - Matba Naami Mufeed Aam (Agra).

Date - 1209 H

Payes - 156.

Subjects - Urdu Shayari - Intikhab May Tazkira; Tazkira Shora May Intikhab.

الشعر کالکلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح
بعہد معدلت مہد جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال تذکرۂ رنگین مسمّی
بزم سخن
سید علی حسن خان صاحب سلمہ اللہ القوی
بکوشش بلیغ و عرق ریزی تمام باہتمام عاصی احمد خان صوفی مدظلہ العالی
در مطبع نامی مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

فہرست

ثاے مثلثه

جیم تازی

الشعر کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح
بعہد معدلت مہد جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال تذکرہ رشک گلشن مسمیٰ
بزم سخن
سید علی حسن خان صاحب سلمہ اللہ القوی
بکوشش بلیغ وعرق ریزی تام باہتمام عاصی حمد خان صوفی مدظلہ العالی
در مطبع نامی مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد از که آید و نعت که سراید خویش گفته اند

محمد حامد حمد خدا بس	خدا مدح آفرین مصطفی بس

کاسلیس رباب سخن علی حسن نگارش مدعا را ساز همید هد و به هم نفسان را آواز که امروز بر چار بالش نازش کج نشسته با گرانمایگان برابری میخواهم و به گرامی پایگان همسری

قطره ام دعوی سحاب کنم	ذره ام لاف آفتاب کنم
الف و با ندانم از ابجد	کج نشینم به بزم اهل خرد
حرفی از مدح خویش می رانم	ورنه آنم که خوب می دانم

الله الله درین بے بضاعتی سخن و قدر مایگی این گرامی فن رتبهٔ خویش فراموش نمودم و در پهلو نقادان دوکان خود فروشی کشودم

خویشتن دانی و خود آرائی	می نوازد دہل ز رسوائی

منشار این نازش و منتهاے این افتخار جز این بیش نیست که فرمان حضرت والد ماجد عز مجدہم بر آن

آورد کہ تذکرہ سخن سنجان ریختہ بضبط نگارش درآید اگرچہ بندہ باین جنس گرانمایہ ارزش نداشت اما بہ فحواے الامر فوق الادب ہمت بامتثال امر برگماشت بافضال الٰہی و بہ اقبال قبلہ گاہی در اندک زمان کار بپایان رسید و نگار امید غازۂ مدعا بر رو کشید ع

مشکلے بود بآسان بگزشت

چون از نگارش نامہ فراغ یافتم بہ بزم سخن موسومش ساختم از ارباب بصیرت چشم آن دارم کہ اگر خطاے رفتہ باشد ازان چشم پوشند و بہ صلاح و اصلاح کوشند

بیا ساقی باندانۂ دلاویز — بدہ نوشینہ دارو ے طرب بیز
بیا ساقی بمستانہ اداے — برآر از خاطر یاران صداے
بیا بگذر ز درد و صاف ساقی — بدہ کز دیگران باقیست باقی
مے خواہم کہ در جام دگر نیست — ز دُرد دش ہم بآشامم دگر نیست
نخواہم صد ایاغ از بادہ لبریز — بدہ جامی و لے کیفیت انگیز

دلم از کیف آن بلبل نوا کن
لبم با نغمۂ خوش آشنا کن

حرف الف

آباد مہدی حسن خان فرزند غلام جعفر خان لکھنوی بر ناسخ سخن میگزراند، درسنہ ۱۲۲۱ پیرایہ وجود در بر کشید دیوانے گذاشتہ از وست ؎

کیا عجب شوق اسیری میں اگر منقار سے
بلبلیں دامن پکڑ لیں دوڑ کر صیاد کا

دل لگانے میں تو ہے جور اوٹھانے کا مزا
لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو

لطف جینے کا یہ ہے جان کسی پر نکلے
نہ بچے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو

آبرو نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک نسبت تلمذ و قرابت با سراج الدین علی خان آرزو داشت بعہد محمد شاہ تالب تہی کرد در صنعت ایہام مائل بود سخن با سلوب بایستہ بر کرسی می نشاند خوش گفتہ ؎

نہ دیوے لیکے دل وہ عہد شکنیں
اگر باور نہیں تو مانگ دیکھو

آتش خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی و از تلامذہ مصحفی در ۱۲۶۲ جامہ گذاشت دو دیوان دارد فکر بلند و طبع ارجمند داشت از وست و لیں نکوست ؎

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

قاصدوں کے پاؤں توڑے بدگمانی نے مری
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوئے دوست

تھی آرزو کہ تجھے گل کے روبرو کرتے
ہم اور بلبل بیتاب گفتگو کرتے

شب کو دم دے دیکے لیجاتا ہی کوئے یار میں
میں تو تنہا ہی مجھے بھی مرشد مرا دل ہو گیا

پیامبر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

آرزو سراج الدین علی خان اکبرآبادی از تلامذہ میر عبدالصمد سخن دہلوی در فارسی بیشتر فکر میکرد و در ریختہ کمتر درسنہ ۱۱۶۹ بہ لکھنو جامہ گذاشت و بدہلی مدفون گشت ؎

جان تجھ پر کچھ اعتماد نہین — زندگانی کا کیا بھروسا ہے
میخانے بیچ جا کر شیشے تمام توڑے — زاہد نے آج دل کے اپنے پہپولے پھوڑے

آرزو مرزا علاؤالدین عرف مرزا کالے خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ دہلی سخن بر مرزا قادر بخش صابر میگذاشت سه

رہ رہ کے خون اونے بھی حسرت نکال لی — عاشق کا تو نے خون نہ بہایا تو کیا ہوا
اسپر بھی بد دماغ وہ ہوتے ہین یا نصیب — ہر چند بات کہتے ہین ہم التجا کے ساتھ

آزاد خواجہ ضیاء الدین دہلوی غیر ازین بر حالش آگہی ندارم سه

کہتے ہین نقش پر تری آیا سنجائے گا — تو خاک مین بھی اون سے ملایا نجائے گا

آزاد مرزا اعظم شاہ پسر مرزا عادل ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر طبع خوشی داشت جوانے زیبا مردے رند مشرب بود شوق تصوف بر مزاجش استیلا یافتہ از وست سه

وہ اور ہین جنکی شب ہجران کو سحر ہے — یان شام ہوئی حشر کی اور یار نہ آیا
آزاد چپکا رہنا آٹھون پہر برا ہے — پھٹ جائیگا کلیجا کچھ بات بھی کیا کر
ہم یہہ سمجھے تھے چھپا ئیگا گنہگار ونکو — پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا
آزاد کو مت پوچھو کیا اوسکا ٹھکانا ہے — جس کوچہ مین دن گذرا اوان شب بھی ہا ہوگا

آزاد میر فقیر اللہ دکھنی از شعرائے متقدمین بود سه

سب صنعتین جہان کی آزاد ہمکو آئین — پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزردہ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول مولانا مفتی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور دہلی اوستاد حضرت پدر والاگہر نامہ نگار محامد جمیلہ اش ہمچو ماہ نیم ماہ و مہر نیمروز غازۂ شہرت بر رو دارد محتاج بیان نیست در طور کلیم حضرت مہین برادر زید مجدہم ترجمہ حالات مفصلاً ضبط فرمودہ در ینجا برہمین قدر اکتفا میرود کہ اگرچہ شاعری دون مرتبہ ایشان بود و بقاعدۂ شعرا در شعر انہماک نمی داشتند اما انچہ

فکر می فرمود ندا از لطافت و سلاست تہی نمی بود نبذے از گفتارش ثبت افتاد از روانی فکرش ہویداست ؎

مر کر بھی ہمارا دلِ بیتاب نہ ٹھیرا — کشتہ بھی ہوا تو بھی یہہ سیماب نہ ٹھیرا

ہو نہ دامن گیر کوئی جا نکر قاتل تجھے — تو بھی رو تا چل جنازہ کو ہمارے دیکھکر

برگشتہ بخت جذبہ دل تکو آفرین — آکر وہ پھر گیا مری بیت الحزن کے پاس

اولجنے کو بلا ہین آپ بھی کچھ خیر ہی چھیڑا — لگا یا ہاتھہ کس نے آپکی زلفِ پریشان کو

مختصر حال چشم و دل یہہ ہے — اسکو آرام اوسکو خواب نہین

عالم خراب ہین نہ نکلنے سے آپکے — نکلو تو دیکھو خانمین کیا گھر کے گھر ملے

آشفتہ میرزا رضا قلی ولد حکیم محمد شفیع اکبرآبادی بالکھنوی ست طبیب حاذق بود و بزم شاعرہ می آراست از میر سوز اصلاح سخن میگرفت از گفتار اوست ؎

جی تہا آنکھونمین یار تہا دلمین — اسقدر انتظار تہا دلمین

مرگئے پر بھی ہمکو خاک ندی — آجتک یہہ غبار تہا دلمین

دم آخر جو ہچکی آئی تھی — وہ فراموش کار تہا دلمین

چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر — خدا بتونسے بٹھا کے اوسی خراب کر

مر گیا اک صنم پہ آشفتہ — موت ایسی خدا نصیب کرے

آشفتہ عظیم الدین خان عرف بھورے خان از افغانان دہلی بود و سخن خود بہ میر مجروح مائل میشود در اواخر عمر شعر و شاعری را ترک گفتہ بیاد الٰہی بر آسود ؎

پنڈت پوچھ یا تھہ دکہا دفال کہلا دکو کرکے — بخت جو ہون برگشتہ اپنے کیسکے پھیرے پھر تے ہین

آشفتہ حکیم سید منور علی خلف سید علی نواز رضوی از سادات بارہا متوطن شاہجہان آباد در طب دستگاہ بلند داشتہ و کسب این فن از غلام حیدر خان کردہ و سخنوری از مومن خان آموختہ فکر بلند داشت ؎

بہت روئے تو اپنی جان کھوئی — کسیکا ہم نے بتلاؤ لیا کیا

نہ قتل کا خیال اونہیں اور نہ موت کو — قسمت مین کیا نہ امری مرنا لکھا نہین

جو نامہ بر گیا وہ گیا جان سے وہان — اب اجی مین ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین

ابہی دلربائی کو کیا جانتا ہے — ستم کو وہ بدخواد اجانتا ہے

آبلہ پائی سے یہہ رتبہ ہوا حاصل کہ بس — ہم زمین کیا آسمان پر بہی قدم رکہتے نہین

سنا تہا ہمنے آشفتہ کو کوئی دم کا مہمان ہے — کئی دن ہوگئے اوسکو نہ مرتا ہے نہ جیتا ہے

آشفتہ گلاب سنگہہ دہلوی مسکن برزنے فریفتہ بود عاقبت بر گلو خنجر کشیدہ جان از دست

پوچہتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مرگیا — اوسمین کیا باقی رہا تہا بندہ پرور مرگیا

زلفون سے بہی زیادہ کیا رخ نے دلپہ جور — کافر جو تہے سو تہے پہ مسلمان کو کیا کہون

اک نہ آنے سے تیرے اے ظالم — شکوے سو سو زبانپہ آتے ہین

آشفتہ امرناتہہ دہلوی تلمیذ تنویر جوانے رعنا بود ؎

اندہون تم جو ہوا آشفتہ پریشان خاطر — کس پہ ہوش آپنے کہوئے ہین کہان دل آیا

بہیجدو خاک پر شہیدون کے — پہنکتے کیون ہو فرش خواب کے پہول

آشفتہ حاجی منشی عبد اللہ از باشندگان سلہٹ پور عبد الحمید از شاگردان حافظ ضیغم در ہر دو زبان پارسی و ریختہ مہارتے داشت ؎

دیکھنا شوق شہادت عاشق دلگیر کا — کیا تڑپ کر چوم لیتا ہے گلا شمشیر کا

آشوب میر امداد علی خان نقد میر روشن علیخان فروغ از سادات شاہجہان آباد از بادشاہ وقت اجداد او بخطاب خانی ممتاز بودند اصلاح سخن از میر نظام الدین ممنون میگرفت بروش استاد خود سخن میگفت ؎

پوچہا جو مین نے یار سے انجام سوز عشق — شوخی سے اک چراغ کو اوسنے بجہا دیا

دلکو سمجہے تہے کہ اوس بزم سے لے آئینگے — ہائے اپنا بہی ہوا اونسے پہر آنا مشکل

عذر جفا کے کب تلک تم کرو ہم گلہ کریں	وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کریں

آشنا میر امیر علی ولد میر سبز مرشد آبادی از تربیت یافتگان غلام حسین آتش افروز بود

مجھکو تو بات کل کی نہیں یاد آشنا	کہتے ہیں روز حشر کو دینا حساب ہے

آشنا میر زین العابدین خلف حکیم اصلح الدین گجراتی مسکن دہلوی موطن خان آرزو را دریافت از گفتار اوست

ہم سے بندوں پہ ظلم کرتے ہیں	ان بتوں کا کوئی خدا بھی ہے

آشنا منشی عبدالکریم خان از باشندگان کلکتہ بود

ضبط نالہ باعثِ چاکِ گریبان ہو گیا	کام یوں دستِ جنوں کا اپنے آسان ہو گیا

آغا آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم شوکت دہلوی موطن کانپوری مسکن گفتارش جز این قدر دست نداد

کل اوس تلک پہنچ تو گیا تھا پہ ہمدمو	کچھ مجھکو چپ سی لگ گئی ایسی کہ کیا کہوں

آفتاب ابو المظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ چہل و نہ سال بر سریر سلطنت دہلی حکمرانی فرمود با اہل سخن مودتے داشت فکر رفیع یافتہ از وست

صبح اوٹھ جام سے گزرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے	شب دلارام سے گزرتی ہے ابتو آرام سے گزرتی ہے

آگاہ میر حسن علی افسانہ خوان سلطانی درین فن دستی داشت این بیت ازوست

ہاں تیغ کھینچ اے بتِ آتش مزاج تو	مرنے پہ آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

آگاہ محمد صلاح دہلوی زمانہ محمد شاہ بادشاہ را دریافتہ ازوست

پیری میں کرون سیر ہوا کی تو بجا ہے	دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گذری کا

آگاہ سید محمد رضا عرف احمد مرزا از ساکنان دہلی اکتساب این فن از مرزا نوشہ نمود

ہجر کے ہاتھون کچھ ایسا زیست سے بیزار تھا
غیر کے بدلے بھی کل مرنے پہ مین تیار تھا

گھر غیر کا ہو راہ مین یہہ تھی مری قسمت
لایا تو اوسے جذب محبت کا یہین تھا

آگہ پنڈت جوالا ناتھہ پسر دیا رام برہمن باشندۂ کلکتہ در پارسی ہم فکر میکرد او راست

جان جاتی ہے تڑپتا ہون پڑا
دیکھئے کیا ہو تماشا کیا ہے

آہی میر عبد الرحمن ابن میر حسین تسکین دہلوی موطن اکتساب کتب درسیہ از مولوی امام بخش صہبائی کردہ و سخن سرائی از مومن دہلوی آموختہ فن معما نیکو میدانست او راست

اوٹھہ کہین ہے آمد آمد اوس ستمگر کی وہان
اہل محشر مجھکو یہہ مژدہ سنا کر لیگئے

الف مقصورہ

اثر سید محمد میر برادر خورد خواجہ میر درد ظاہر و باطنش از حلیۂ صلاح آراستہ بود به تصوف نسبتے داشت دیوانے و مثنوی گزاشت او راست ؎

بیوفا تیری کچھہ نہین تقصیر
مجھکو میری وفا ہی راس نہین

یون خدا کی خدائی برحق ہے
پر نہین تو اثر کی آس نہین

مر تو چلے کہا تھا کساب در گزر کرین
یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین

ہر دم فزون ہین کجرویان روزگار کی
کچھہ سیکھتا چلا ہے روش میرے یار کی

کب کب تری گلی مین ہم بیقرار آئے
سو بار جی نے چاہا تب ایک بار آئے

اثر عبد الرزاق فرزند عبد الرحمن تمنا از سکنا رشاہجہان آباد حضرت صہبائی را با وستادی گرفتہ اشعار پر مضمون میگفت او راست ؎

کیا جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے جور کیا
باتین یہہ سب ہین اس دل الفت شعار کی

عشق بتان مین خاک بسر ہے تو اے اثر
دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے

احسان حافظ عبد الرحمن خان خلف غلام رسول خان اوستاد و ملازم مرزا فرخندہ بخت دہلوی مسکن طبع نیکو داشت جانب صنائع لفظی مائل بود از وست ؎

سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون — بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا

گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے — وگرنہ یاد تھین ہمکو شکایتین کیا کیا

خفا مت ہو مجھکو ٹھکانے بہت ہین — مرا سر ہے آستانے بہت ہین

مرتے مرتے بھی نہ اکبار تجھے دیکھ لیا — اسقدر رنج بھی نہ مری جان قضا نے جانا

احسن اوستادی مولوی محمد احسن خلف الصدق مولوی منشی محمد احمد بلگرامی اصل و صفی پوری مسکن سلسلہ نسبش بحضرت صدیق اکبر رضی میرسد ترجمہ حالاتش از صبح گلشن دریاب خامئہ نامہ گرد آور از قحط فرصت یارائے آن ندارد کہ حرفے از کمالات و شمہ از فضائل او برطراز د مختصر اینست کہ سلیقہ نظم و نثر انچہ قسمتم کردہ اند ہمہ از اثر فیضان اوست تا پائے اقامت اندرین ریاست افشردہ پنج تا مجلد در فن لغت و انشا علاوہ تصانیف سابقہ از معدن طبع برآوردہ چنانچہ در چار دانگ کمال علم شہرت برافراشتہ و نقشہا در فن سخنوری ایجاد کردہ کہ مضمون تازہ بے یاریگری فکرت از دربیچو شدہ گاہے بریختہ گوئی ملتفت نشدہ الا دو چار بار بابرام بعض احباب در عنفوان ذوق سخن او راست ؎

اپنی غفلت سے گیا ہاتھ سے جانان اپنا — ہوگا کل اپنے ہی ہاتھون مین گریبان اپنا

ہون مین بیمار محبت نہ سہی کوئی انیس — تپش دل سے ہون خود مروحہ جنبان اپنا

حشر کردیگی بپا پھر کسی رخسار کی یاد — نہ دکھا تو مجھے اے صاعقہ جولان اپنا

پیا مین اسقدر اوس چشم سرمہ سا کی لئے — کہ سرمہ ہوگیا تن چشم نقش پا کے لئے

احسن مرزا احسن علی خوشنویس دہلوی از خوشہ چینان خرمن صحبت ضیا و سودا در سرکار آصف الدولہ بزمرۂ شعرا بسر می برد او راست ؎

ٹکڑے اوڑجائینگے سینہ مین جگر کے احسن ۔۔۔ تیرے نالو نکا کوئی دن جو یہہ انداز رہا
حسن پر اپنے ہرایک مہ پارہ گرم لاف تھا ۔۔۔ گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی ۔۔۔ دل دھڑکتا ہے کہ میرا کہین مذکور نہو
تم تو دل مانگو ہو یان جان تلک ہی حاضر ۔۔۔ بات یہہ بھی ہے کوئی آپکے فرمانے کی

احسن مولوی محمد احسن ابن مولوی حسن بخش متوطن کاکوری در مین پوری اقامت ورزیدہ اوراست ؎

خال ابرو نے مار ڈالا ۔۔۔ کعبہ والون نے رہزنی کی
رونے پر آگئے ہنستے تھے ہم ۔۔۔ اب روتے ہین بات بیکسی کی

احسن احسن اللہ خان جہان آبادی این بیت ازوست و نکوست ؎

اوسکی گلی مین احسن شب چوری چوری جانا ۔۔۔ یہہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احفاد سید احفاد علی فرزند میر یاد علی از خوش فکران سہسوان ضلع بدایون است از والد مستند خود سرمایہ علم اندوختہ و فن سخنگوئی از تسلیم سہسوانی آموختہ طبع شگفتہ دارد اوراست ؎

ہے کیا جو تم اوبھتے ہو اہل نیاز سے ۔۔۔ چھوڑا ہے کیا اوانے جو سمجھو گے ناز سے

احقر غلام نبی باشندہ دہلی پارسی بیشتر میگفت احیاناً بریختہ ہم فکری کرد اوراست ؎

جسوقت فاتحہ کو اوٹھے دلربا کے ہاتھ ۔۔۔ ماتم سے شل ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتھ

احمد احمد بیگ عمزاد مرزا فاضل بیگ خان در عملیات دستگاہ داشت ؎

ہوئے جو خاک اوس کوچہ مین تو یہہ بروپائی ۔۔۔ لگے سو بار قدمو نسے لگے سو بار دامن سے

اختر واجد علی شاہ بادشاہ اودہ امروز در کلکتہ جا دارد مثنوی و دیوانے ازوست

غمزہ و عشوہ و انداز و ادا نے مارا ۔۔۔ ناتوان ایک یہہ جور نگ ہوا چار کے ہاتھ

اختر قاضی محمد صادق خان بہادر ولد قاضی محمد لعل از باشندگان ہوگلی نواح کلکتہ

از مستفیدان مرزا قتیل بود پارسی نیک میدانست وفن شعبده را ماہر بود وسودا ے مہوسی در سر داشت از تصنیفات اوست تذکرۂ آفتاب عالمتاب ومحامد حیدری و دیوان پارسی وریختہ وگنج نیرنج ادراست ہ

کل بنکے شیخ مجتہد عصر سا قیا ۔۔۔ دکہلا کے باغ سبز عذاب وثواب کا

کہنے لگا براہِ تبختر مجہے بطنز ۔۔۔ معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

ہمنے کہا کہ یہہ تو ہین ہم خوب جانتے ۔۔۔ پر کیا کرین کہ ہے ابہی عالم شباب کا

گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون ۔۔۔ کیجیے نہ آپ گر مجہے مورد عتاب کا

تقوی ہمارے آگے ہو جب آپکا درست ۔۔۔ اور ہو یقین آپکے اس اجتناب کا

حی ہووے کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش ۔۔۔ اور وان کوئی مخل نہو باعث حجاب کا

گردن مین ہاتہ ڈال کے وہ شوخ بہیجیا ۔۔۔ دے ذائقہ زبان کو دہانکے لعاب کا

کہینچے ہنسی سے اپنا وہ منہہ سے ملاکے منہہ ۔۔۔ یہہ ریش جسمین جلوہ ہے رنگ خضاب کا

منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیے ۔۔۔ گر ڈبی سنجایئے جلد یہہ پیالہ شراب کا

اوسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپکو ۔۔۔ گر آپ خوف کیجیے روز حساب کا

اور امتحان بغیر تو یہہ آپکا غلام ۔۔۔ قایل نہین ہے قبلہ کسی شیخ دشتاب کا

اختر مرزا وجیہ الدین دہلوی نبیرۂ سلیمان شکوہ این شعر در بدایت شعور گفتہ از وست

یہہ عمر اور عشق کا آزار دیکہنا ۔۔۔ اور دل پہ پہر یہہ صدمہ شب انتظار کا

ارشد مرزا عبد الغنی دہلوی شاگرد مرزا اصابر اوراست ہ

صاحب ہماری جان بہی صدقہ ہو دل تو گیا ۔۔۔ بندہ کچہہ ان ہٹون سے ہٹا پا سنجائیگا

نحم ہجر اور اوسپہ رشک رقیب ۔۔۔ مرض مین مرض دوسرا ہوگیا

ارمان شاہ علی پور جعفر علی حسرت است کہ سخنور معروف بود ہ

کون کہتا ہے اجی تم سے نہ گہبرا جاؤ تم ۔۔۔ پر کوئی بات تسلی کی تو کر جاؤ تم

اسد میر امانی دہلی مولد مرد ظرافت پیشہ بود زانوے تلمذ پیش سودا تہ کردہ در اثنار راہ لکھنو از دست جور رہزنان نقد جان باخت ہ

جون تون اسد کو لائے تھے اوسکی گلی سے ہم — خانہ خراب راہ مین آکر بچھل گیا
اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی — مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اسرار مرزا سپہر شکوہ ابن مرزا طہماسپ نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ عمر ہا در صحبت اولیاء کرام ماندہ بہرۂ وافی اندوختہ از وست ہ

پھر محو خیال رخ جانانہ ہوا ہے — پھر شیشۂ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

اسعد مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ ہ

تو اسعد غضب ہے کہ ہاتون سے تیرے — نہ تسبیح ٹھہری نہ زنّار ٹھیرا

اسیر تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علی خان خلف میر بدر علی موطن امیٹھی خوشباش لکھنو ست و مصحفی اوستاد او از یادگاران ریختہ گویان لکھنو ہمین باقی ماندہ است او راست

مسجد کو میکدہ سے نہ زاہد بلا مجھے — تعجیل کیا ہے وقت تو آئے نماز کا
مے کھچتی ہے خوشے ٹوٹتے ہین — توبہ کے نصیب پھوٹتے ہین
شیشہ ہاتھ آیا نہ ہمنے کوئی ساغر پایا — ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا
آہ سوزان سے کچھ امید ہوئی — یہہ ہمین خاک مین ملائیگی
ہوئی تکرار لیجانے مین کیا کیا جب لکھا نامہ — صبا سے نامہ بر بگڑا الجھا ہد ہد کبوتر سے
بیگانہ جہان ہمین عزلت نے کر دیا — کچھہ کچھہ کسی کسی سے ملاقات رہ گئی

اسیر میر مکرم علی ولد میر کرم علی باشندۂ بریلی مقیم دہلی او راست ہ

یہہ بھی کوئی ادا ہے کہ سو شوخیونکے ساتھہ — باتین ہین ہم سے اور نظر اغیار کیطرف

اسیر سید نہال نبی پسر غلام نبی احقر ست نسبت تلمذ با برادر خود سید آل نبی لاغر دارد از وست ہ

روز کے وعدون مین مرجائینگے ہم
یون ہی گذری تو گذر جائین گے ہم

بہتر نہین کسی سے یہ ہر دم کی چہیڑ چہاڑ
کہتے نہ تہے اسیر وہ آخر بگڑ گئے

قاصد ڈرتا ہے مانگتے خط
ایسا نہو وہ جواب دیدے

اسیر گلزار علی پسر نظیر اکبرآدی دیوانے گزاشتہ ہ

خدا کو یاد کر اور جام بہر کے لا ساقی
غم زمانہ فراموش ہو تو اچہا ہے

اشک مولوی ہادی علی خلف شیخ حسین علی از عمائد لکھنو ست مشق سخن از برق بہم رسانیدہ در ہر سہ زبان مہارتے دارد ہ

دل ستمزدہ و یاس وحشت و حرمان
انیس ہین یہی دو تین چار پہلو مین

اصالت سید فضل علی از اولاد سید وارث علی باشندہ لکھنو امانت مصلح کلام اوست ہ

بوسہ جو مانگتا ہون تو انداز و ناز سے
مجہکو دکہاتے ہین وہ انگوٹہے ہلا کے ہاتہ

اصغر ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامرا نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ دستور ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ابن مولوی علی اکبر از تلامذۂ خواجہ آتش کشمیری موطن و لکھنوی مسکن بود در سنہ ۱۲[illegible] طائر روانش از قفس قالب پرواز کرد در ہر دو زبان پارسی و ریختہ فکر میکرد مثنوی و دیوانے گزاشت از وست ہ

پتا نہ کوچۂ گیسو مین ہے نہ پہلو مین
تمہین بتاؤ مجہے پہر کہان ہے دل میرا

نہین دیر و حرم سے کام ہم الفت کے بندے ہین
وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دلکی جہان نکلے

اصغر تخلص سید اصغر علی ابن سرفراز علی نرسنگپوریست کہ درین ایام منشی سر رشتۂ اہتمام مطابع ریاست است در فارسی و انگریزی و ہندی مہارت دار داز وست

واہ رے شوخی کہ وہ کہتے ہین مجہسے لیکر دل
مضطرب ہو کس لئے کیا آپ کا جاتا رہا

کثرت یاس کو سو جانسے دیتے ہین دعا
آگئے یاقی ہی نہین دلمین تمنا کوئی

اظہر سردار مرزا از شاگردان میرزا علیجان شفق متوطن لکھنو خوش باش کلکتہ این بیت از وست

تمہارے کوچہ مین آجکی شب کٹی ہے ہمکو تڑپ تڑپ کے
خبر بھی تم نے نہ لی ہماری یہہ کوئی تیہر ہے یا جگر ہے

افسوس میر شیر علی پور میر مظفر خان ملازم نواب قاسم خان عالیجاہ از باشندگان نارنول تلمیذ میر حیدر علی حیران و میر سوز از نسل امام جعفر صادق بود دیوانے گذاشتہ

قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہین افسوس
حصول کیا ہے جو مژدہ بہار کا پہونچا

کیا لکھون اوسکو مین احوال یہہ کہنا قاصد
بجواسی کے سبب طاقت تحریر نہین

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانیکو
وہی غمخوار جو یان آئے تھے سمجہانیکو

کچھہ بات تم سے کر نہین سکتے ہزار حیف
مدت مین تم ملے بھی تو غیر ونکے گھر ملے

افسر مرزا محمد دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر اوراست

محبت مین صبر و شکیب و قرار
ہر اک رفتہ رفتہ جدا ہو گئے

افضل سید افضل حسین خلف اسیر لکھنوی از والد خود اصلاح سخن میگیرد

گلستان مین اگر آنا ہوا ہے کچھہ تو جی بہلے
ہنسو پہولو نسیم تم مین چہیڑ تا ہون جاکے بلبل کو

ادہر آئے اودہر صحن چمن سے فصل گل گذری
مقدر سے ملی فرصت نہ دو باتونکی بلبل کو

غذا خون جگر ہے جامہ اپنا رخت عریانی
عدم سے ساتھہ ہم لائے ہین اسباب توکل کو

افسون آغا حید ربرا حوالش آگہی دست نداد

وصل مین ہجر کا ڈر ہجر مین امید وصال
وصل مین شاد یہہ دل ہجر مین محزون نہوا

کبھی مجنون کبھی مٹی کا بنا یا فرہاد
اے صنم کھیل ہمارے یہہ لڑکپن مین رہے

عین مستی مین ہمین ساقی پھر توبہ کا خیال
توڑین ہم شیشہ تو آواز آئے استغفار کی

افضل سید افضل علیخان عرف سید صاحب خلف رشید قاسم علیخان قاسم

زاد بومش لکھنو است و والد او مصلح کلام او از دست ؎

ہے وصف روے یار نہ تو نام ماہ کا ۔ کیا ذکر اس مقام پہ اوس روسیاہ کا

جھانکتے ہین وہ روزن در سے ۔ نقش دیوار ہم ہین ششدر سے

افضل منشی حسن یار خان بہادر المخاطب بہ اسد الدولہ ولد باقر علی خان از امراے لکھنو و از تربیت یافتگان خواجہ آتش است ؎

خنجر کا ذکر قتل مین میرے نہ کیجیے ۔ لیتے نہین ہین نام چھری کا شکار مین

کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا ذکر ۔ غماز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

افضل افضل علیخان ولد داروغہ اعظم علیخان اوراست ؎

پہلو مین بیٹھکر مرا دلشاد کیجیے ۔ بندہ ہون رنج سے مجھے آزاد کیجیے

افغان الف خان مردے درویش خصلت بود زیادہ ازین آگہی ندارم ؎

پہلے قدم مین عشق کے میر اتو جی گیا ۔ مجنون یہہ چندروز بہلا کیونکہ جی گیا

اکبر نواب محمد اکبر خان کہین برادر نواب مصطفےٰ خان شیفتہ از تلامذہ مومن خان بود از جودت طبع در مدت قلیل مشق سخن بہم رسانید ؎

سوجھی حضرت ناصح کو کوئی تدبیر وصال ۔ حیف چارہ نکرے آپ سا دانا دل کا

خانۂ غیر مین گر لگنے لگا جی تیرا ۔ ہمکو بھی ادر سے آتا ہے لگانا دل کا

اکبر شاہ دیکھکے دشمن کو ہنسدیا ۔ اوس بیوفا کو مجھسے محبت کہین نہو

اکرام حکیم اکرام اللہ خان فرزند حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی بود ؎

آرزو وصل کی مٹا ئی تھی ۔ کیا ہوا گر مٹا دیا دل کو

الفت یکے از ساکنان مظفر نگر بود بیشتر ازین وقوف ندارم ؎

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب ۔ سو آج کوچہ مین اوسکے ہوا بہشت نصیب

الفتی راجہ پیارے لال عظیم آبادی پارسی خوش میدانست ؎

خاکساری سے مثالِ نقشِ پا — جس جگہہ بیٹھے وہین سکے ہوگئے

الم محمد علی دہلوی از شیخ محمد ابراہیم ذوق باستفادہ پرداخت از وست ؎

نہ اٹھا تحمل اگر اوسکے ناز کا تو پہر — آلم فریفتہ کیون اپنے نازنین کے ہوئے

اماحی خواجہ اماحی مسقط الراس او دہلی ست نور چشم خواجہ آتشی در مرثیہ گوئی مہارتے داشت در ۱۲۷۱ در مجلس عزاے امام حسین؈ از اندوہ و ملال جامۂ ہستی گذاشت ؎

گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جی کا — اے نالۂ دل وقت ہے فریادرسی کا
سینہ مین جو ہر روز ترا پہونکدے ای آہ — ٹک دل سے خبردار کہ یہہ گہر ہے کسی کا

امانت سید آغا حسن خلف الرشید میر آغا رضوی لکہنوی از شاگردان دلگیر مرثیہ گو بود جادۂ رعایتِ لفظی بسیار می پیمود و واسوخت و دیوانے ازو یادگار ست

گلوری غیر نے بہیجی جو نہین تو مینے کہا — سمجھہ کے کہائیو یہہ پان ہے لگاوٹ کا
نادان کی صحبت مین ہر سو طرح کا دہڑکا — دل دون کسی نادانکو مین ایسا نہین لڑکا
خط اونکا دیکے مجہکو نامہ بر دیتہا اگالی — کہا مین نے یہہ کیا اولا کہ پیغام زبانی ہے
جی چاہتا ہے صنعتِ صانع پہ ہون نثار — بت کو بٹھا کے سامنے یادِ خدا کرون
رفتار کے چلن سے غضب دل لبہا لیئے — چھوٹے سے سن مین یار بڑے تم ہو چالیئے

امراؤ علی خان نام متوطن کول و مقیم اکبرآباد از علم بہرہ نداشت اما فکر بلند نصیبش کردہ بودند اوراست ؎

دو پہول گر کسی نے چڑہا کے اوڑہا دیئے — بادِ صبا کو گورِ غریبان سے لاگ ہے
نزع مین دیکہا تو بولے ضعف آیا ہی ایسے — مرگ تک ہمسے رہین کافر کی ٹہٹے بازیان

امیر نواب علی محمد خان از افاغنہ دہلی بود و پیوند تلمذ بہ قیام الدین علی قایم داشت انجمن مشاعرہ می آراست ؎

ہائے شوخی ترے رخسار کی ہنگامِ عتاب — جتنا بگڑے ہے تو اوتنا ہی سنور جائے ہے

بس ہین آیا جو تمہارے اوسے چاہو سو کرو | کیا ستم آدمی سہتا نہین لاچاری ہین

امیر منشی امیر احمد خلف مولوی کریم احمد لکھنوی سلسلۂ نسبش تا حضرت شاہ مینا قدس سرہ منتہی میشود زانوے تلمذ پیش منشی مظفر علی اسیر تہ کردہ آغا یقین نامہ نگار آنست کہ کہ از استاد خویش گوے سبقت ربودہ امروز در رامپور باوستادی کار کیا ہر آستجا متبع و مسرور ست ترجمہ و کلام شان مفصلاً در طور کلیم گذشت از انجا کہ او از گرامی شعراے این زمان ست نبذے از ان ثبت افتاد او راست ؎

کہان وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چھوٹے ہوئی ہے مدت
کسی کسی کی ہے یاد دل مین خیال کچھ کچھ کہین کہین کا

قریب ہے یار روز محشر چھپیگا کشتون کا خون کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

دوزخ کے سزاوار نہ فردوس کے قابل
ہم لوگ شمارِ صفِ محشر سے بڑھینگے

کریگا یاد اسے غم کسکو بعد مرگ تو برسون
کھلایا ہے جگر برسون پلایا ہے لہو برسون

دیر مین کون ہے کعبہ مین گذر کسکا ہے
یار کا گھر یہہ اگر ہے تو وہ گھر کسکا ہے

تیر پہ تیر لگاؤ تمہین ڈر کسکا ہے
سینہ کسکا ہے مری جان جگر کسکا ہے

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ میلا ہو یہہ محشر مین
کبھی جیبِ کفن پر ہو کبھی قاتل کے دامان پر

گلا کٹوا دے لے لیکے ای دل پھر کہان یہہ دن
کبھی گردن ہو خنجر پر کبھی خنجر ہو گردن پر

مین جب کہتا ہون اوس سے مجھکو تری شرم ہے یارا
تو شوخی سے حیا الزام رکھدیتی ہے چتون پر

ندامت سے عبث یہہ اہل ایمان خشک روتے ہین
چھپے گی روسیاہی خاک اس پانی کی چادر سے

انجام عمدۃ الملک نواب امیر خان دہلوی از تلامذۂ رشادت پیوند مرزا بیدل بود و با سلاطین صفویہ قرابت داشت در ۱۱۵۹ بدیوان عام دہلی از زخم سنان وفات یافت او راست ؎

نعش میری دیکھکے مقتل مین یون کہنے لگے ‏ | ‏ کچھہ تو یہہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انشا میر انشاء اللہ خان خلف حکیم میر ماشاء اللہ خان مصدر تخلص مرشد آبادی مولد لکھنوی مسکن از ہواخواہان نواب سعادت علی خان بہادر بود چندے از مصحفی باستفادہ پرداخت سپس انحراف ورزید در ہر فن دستگاہ کامل میداشت علی الخصوص درسخن مذاقے خاص بہمرسانیدہ کہ دیگران را ازوے نصیبے نبود ازوست

آنجو رہے برہنہ کے انشا کو بھیجے آپنے ‏ | ‏ اسکے یہہ معنی کہ لو نقشہ تمہارا مجکو دیا

گرچہ شے پینے سے کی توبہ ہی پیئے ساقی ‏ | ‏ بھول جاتا ہون مگر تیری مدارات کیوقت

کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر ‏ | ‏ فعل بد تو خود کرین لعنت کرین شیطان پر

کی جیئے شب جو سہواً تعریف چاندنی کی ‏ | ‏ میری طرف سے اپنے وہ منہ کو موڑ بیٹھے

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم اے صنم اچھا ‏ | ‏ لو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے ‏ | ‏ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھہ ولی نہین

غصہ مین ترے ہمنے بڑا لطف اوٹھایا ‏ | ‏ اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے

پھبتی ترے مکھڑے پہ مجھے دور کی سوجھی ‏ | ‏ لا ہاتھ ادھر دیکھہ بہت دور کی سوجھی

دو گھڑی دن سے کہا مینے کہ کیا ارشاد ہے ‏ | ‏ سنکے بولے اب ہوا کہا بات تیری یاد ہے

انیس میر ببر علی ابن میر مستحسن خلیق نبیرۂ میر حسن متوطن دہلی و مقیم لکھنو بود در مرثیہ گوئی شہرۂ آفاق است و در مرثیہ خوانی ہم یگانہ وطاق اما بر دیگر اصناف سخن دستی نداشت اوراست

کل تو آغوش مین شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا ‏ | ‏ آجکی شب تو نکل جاے مرے قابو سے

انیس امیر الدولہ نوازش خان از باشندگان دہلی بود نسبت تلمذ بمیر منون داشت اوائل در سخن گوئی مہارتے بہمرسانیدہ آخرش ترک کردہ اوراست

آہ یہہ کسکی یادگاری ہے ‏ | ‏ آج جو دلکو بیقراری ہے

بائے موحّدہ

باقی مولوی سید عبد الباقی خلف مولوی سید سراج احمد النقوی السوسوانی
در علوم عربیہ مہارتے دارد گاہے ماہے در کوے سخنوری پا میگزارد امروز بملازمت
ریاست بہوپال اوقات عزیز خود بسر می برد او راست ؎

بڑہا جب دستِ وحشت آستین سے — کہین سے جیب لی دامن کہین سے
الماس گر نہین تو نمک ہی بہرا رہے — زخمون سے چھیڑ چھاڑ کا کچہہ تو مزا رہے

بحر شاعر مجہول الحال است از گلشن بیخار بیتے بر داشتہ آمد ؎

سو ذلتین اوٹہا کے ہم آخر سمجہہ گئے — تم نے نہ اپنا بہید بتایا تو کیا ہوا

بحر شیخ امداد علی ابن شیخ امام بخش از سخنوران مستعد لکہنؤ بود و ناسخ اوستاد
او در علم عروض و قوافی ید طولے داشت دیوانے از و یادگار است از وست ؎

بتو خدا یہ نہ کہو معاملہ دل کا — بڑا بہلا یہین ہو جاسے فیصلہ دل کا
کچہہ ریاضت سے نہین پشت خمیدہ زاہد — بارِ عصیان وہ اوٹہایا کہ ہوئی چور کمر
جان نکلے ہجوم غم مین کیونکر — کچہہ بہیڑ چہٹے تو راستا ہو
جو اس مقام پہ آیا ہے ہاتہہ ملتا ہے — ہتیلیون مین کسی آدمی کے بال نہین
بعد مدت مقر ر وعدہ خلافی وہ ہوا — کہل گیا قفل دہن یار کا جہوٹا ہو کر

بادر مرزا ابلاقی فرزند شاہزادہ نصیر الدین بہادر دہلوی تلمیذ مرزا پیارے
رفعت از افکار اوست ؎

لب تک بہی میرے وا نہین ہوتے کہ کچہہ کہون — منہہ دیکہتا ہون مین دم گفتار آچکا
اپنی ہی پرسش مین ہوگا ختم وہ ہنگامہ سب — گر قیامت مین ہمارے حال کا دفتر کہلا

گہٹا نہ خاک ہوئے پر بھی کچھہ وقار اپنا ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا
مین اگر جاؤن تو نکلے مطلب دل کچھہ نہ کچھہ سیر اجانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے
تو نہ آتا تری آواز تو آیا کرتی گھر بھی قسمت سے ترے گھر کی برابر نہوا
چارہ گر کھینچ لے اس دلکو بھی پیکان کیساتھہ گر یہی دل ہے تو دل بھی نہین درکار مجھے

بدر میر بدر الدین از نام آوران کرنال بود گویند کہ از شجاعت و تہور نصیبے وافر داشت اور است

کسکا خواہان ہے کہ دل قافلہ اشک کیساتھہ دمبدم سینہ سے آنکھون مین چلا آتا ہے

برق فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر فرزند مرزا کاظم علی از تلامذہ رشادت پیوند شیخ ناسخ در ۱۸۵۶ء ہمراہ رکاب واجد علیشاہ در کلکتہ فرود آمد و ہمین جا نقد حیات بہ اجل سپرد دیوانے از و یادگار عالم ست

پردہ تو پردہ اور سنو لن ترانیان آتے نہین ہین خواب مین شرما کے سامنے
دیکھیے حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے روح نام شب فرقت سے فنا ہوتی ہے
مین جو روتا ہون تو کہتے ہین مجھے ہنس ہنس کر جو کرے عشق یہی اوسکی سزا ہوتی ہے

برق قاضی نجم الدین ساکن سکندر آباد فکر صائب دارد او راست

کیا کیا اوڑی ہین جیب و گریبان کی دہجیان ہاتو نے جبکہ یار کا دامن نکل گیا
ہم سمجھتے تھے کہ جنت مین لگے گا کیا جی بارے کچھہ اوسمین تو نقشہ ترے گھر کا نکلا
رشک رقیب حسرت وصل آرزوی مرگ صدمہ ہے کونسا جو مری جان پر نہین

برکت برکت علی خان از خاکدان خیرآباد است زمانے بہ مختاری راجہ پٹیالہ گذرانید آخر الامر بسبب اتحاد ناظم دہلی مرجع و مآب ارباب دہلی گشتہ روانی از کلامش پیدا است

پہونچے آسیب نہ اوسکو کہین دلگیر نہو نالہ شب مین الٰہی مرے تاثیر نہو

دلِ بیتاب کسطرح سے ٹھہرائے کوئی | مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی

تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے ہے تو کہتا ہون

ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قبا بوسے

بسمل محمد عبد الحکیم ابن حکیم پیر بخش برادرزادہ صہبائی در پارسی مہارتے تمام و در ریختہ دستگاہ تمام دارد سخنگوئے ذی اعتبار است و شاعر ریختہ کار او راست

نہ آشنا بد گمان ہو تو نہ تڑپینگے نہ تڑپینگے
تعجب ہے تمہاری شان سے کچھ حال تو کہیے
لائے گا سر پہ دیکھیے کیا کیا قیامتین
دیر و حرم مین جا کے جو دیکھا بچشمِ غور
شیخ ہے کو برا بنا تے ہو

خدا کیواسطے منہ کھول زخمو نپر نمک انکا
کہان تم حضرت بسمل کہان ستے بیا بانکا
رخ سے بکا یک اوسکا اولٹنا نقاب کا
پایا کچھ ایک رنگ عذاب و ثواب کا
اسکا تکو مزا چکھا ئینگے ہم

بسمل سید جبار علی رئیس چنار گڈہ در سرکار راجہ بنارس متعلق بود از وست

ہر دم مجھے نیاز اوسے ناز ہی رہا
تیری ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہے

انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا
گویا اسی لیئے مرے منہ مین زبان ہے

بسمل حافظ محمد حسین ولد حافظ محمد بخش از باشندگان دہلی و تلامذۂ مرزا صاحب او راست

نہ آدیگا یہان تک اور نہ مطلب کے لیے ہونگے
نیم بسمل کیون نہ مجھکو چھوڑتا ہنگام ذبح
ہم گرے تھے دلکو لینے وہ طلب کرتے ہین جان
دل تو نے ہم سے اوپر کا فر اوٹھا لیا

نہ سمٹے گا قیامت تک کبھی دامن تمنا کا
یار کو میرے تڑپنے کا تماشا ہو گیا
دلکو کیا رہتے تھے تم اب جا نکا رونا ہو
اس ناز کی ہین لوچ ہے کیونکر اوٹھا لیا

بسمل مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی از بہرہ اندوزان خرمن صحبت آتش بود دیوانے گذاشتہ

جفائیں سہتے ہیں جور و ستم اوٹھاتے ہیں ۔ نہیں ہیں یار جو تجھسے نباہ کرتے ہیں
نہ تڑے عشق اگر آگاہ ہوتے عادت دل سے ۔ گزرگیا تا ہے آسانی سے اور چھٹنا مشکل ہے

باسط صفدر علی بیگ فرزند مرزا افضل علی بیگ باشندۂ دہلی اصلاح سخن از مرزا صابر بیگ زینت در سیاق دستگاہے قوی داشت او راست ہ

رونے سے اوسکو میرے قتل کی فکر ۔ تغیر سے دہیان ہے سوا اپنا
کچھہ نہ کچھہ پیدا رہی ہی سوز غم کے ہاتھہ سے ۔ شگفتہ گر آبلہ اک داغ پیدا ہوگیا
سینے کیا ناصحونکی باتوںکو ۔ اب وہ اپنا نہیں دل داغ رہا
توبہ تو ہرت سے کی تھی ہمنے پر اسے شیخ اب ۔ ہوگئی مے کی ہوس کچھہ ابر و باران دیکھکر
سے کدے رن بندۂ خدا ایسے ۔ ان بتونکے ہی گھر خدائی ہے

بنّو نام زنے خانگی از کسوت رزان شاہجہان آباد از حلیۂ حسن وجمال آراستہ بود بیتے ازو بدست آمد ہ

موت پر بس نہیں چلتا ہی کروں کیا ورنہ ۔ تو نہیں ہے تو نہیں زیست گوارا مجھکو

بہادر رن بہادر سنگھ نقد فتح بہادر سنگھ از باشندگان اکبرآباد است و تلامذۂ مرزا حاتم علی مہر ہ

ایک دم بھی جدا نہیں ہوتا ۔ کیا محبت ہے درد کو دل سے

بہار منشی ٹیک چند جامع لغات بہار عجم از اقامت گزینان دہلی بود و با سراج الدین علی خان آرزو نسبت تلمذ داشت او راست ہ

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہیں ۔ کہیں تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں

بہار مرزا علی خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی بیشتر در مرثیہ گوئی انہماک داشت و احیاناً بہ تغزل ہم میل میکرد در رشک کربلائی باصلاح گفتارش می پرداخت

رد کون حضور کو میں یا تھام لون کلیجہ ۔ پہلو سے آپ اوٹھے اک درد اوٹھا جگر میں

بیان خواجہ احسن اللہ دہلوی مسکن از تلامذۂ مرزا مظہر رح بود با مولانا فخر الدین رح باستفادہ باطنی پرداخت در حیدرآباد تعلق ملازمت داشت از انجا بعدم آباد شتافت از نتایج افکار اوست ؎

قفس میں میں نہ ہائی کے لیے کیا کیا نہیں کرتا | تڑپتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی | ظالم یہہ تری نگاہ کیا تھی

وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھسے ہمنشین | شام سے لیکے صبح تک وہی نہیں نہیں رہی

بیباک میر نجف علی عربی موطن گوپاموی مولد از احفاد امام موسی کاظم سفر بود و با مصحفی واسطہ تلمذ داشت اوراست ؎

ایکسا دن ہو تو کوئی صبر کرے | روز کے انتظار نے مارا

دادخواہونسے گھر گئے رستے | اوسکا جسکو یہہ سی گزار ہوا

بیتاب خدا وردی خان از شاگردان میر نظام الدین ممنون و گاہے ظریف ہم تخلص می نمود اوراست ؎

مجھسے وہ ہر دم کہے ہے اپنا خنجر دیکھکر | قتل کیجے تجھکو جی چاہے ہے اکثر دیکھکر

بیتاب عباس علی خان ابن نواب عبد العلیخان از نواب زادگان رامپور ست امروز جہان آباد از نور وجودش منور ست از مومن خان سرمایۂ استفادہ اندوختہ ؎

داد سے روز جزا کے بھی رہونگا محروم | یہہ نظر آئی ہے طول شب ہجران مجھکو

بیخواب تخلص شاعریست کہ گونہ از حال او اطلاع رونداد ؎

مرگیا تجھکو یاں نہ آنا تھا | روٹھنے کا بھی اک بہانا تھا

بیخود سید ہادی علی ولد میر ناصر علی سحر از خواجہ وزیر باستفادہ پرداخت و در لکھنؤ اقامت داشت مثنوی و دیوانے گذاشت ؎

نہ تمہیں رحم کی عادت نہ اسے صبر کی خو | تم بھی مجبور ہو بندہ کا بھی لاچار ہی دل

جدا ہو نہ پہلو سے اے دردِ عشق
بہلتی ہے تجھسے طبیعت مری

کیا میں نے شکوہ تو برہم نہو
تمہیں نے بگاڑی ہی عادت مری

بیدار میر محمد علی معروف بہ میر محمدی دہلی نژاد بود و بہ تلمذ مرتضےٰ قلی خان فراق بہرہ یاب بود و آنانکہ از تلامذہ ثناء اللہ فراق نوشتہ اند بہ غلط رفتہ اند وے در اکبرآباد قالب تہی کرد گفتار ریختۂ او یادگار روزگار است ؎

ہم خاک بہی ہوگئے ولیکن
جی سے نہ ترے غبار نکلا

بہر اند شل نگین زخم یہہ مہر داکا
کہتا ہمیشہ سے ہے نام بہ قاتل کا

ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہین
ورنہ یہہ نالے تو پتھر مین اثر کرتے ہین

شکوہ کم نگہی آنکھونسے اوس کے نکرو
گفتگو خوب نہیں مردم بیمار کے ساتھ

اب تک مرے احوال سے وان بیخبری ہے
اے نالۂ جانسوز یہہ کیا بے اثری ہے

ربط جو چاہئے بیدار سو اوس سے معلوم
مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے

بیدل حکیم غلام حسین ابن خواجہ محمدی خان باشندۂ دہلی شاگرد عبدالرحمٰن خان احسان این چند اشعار از افکار موزون اوست ؎

جان تو ہوکے خفا جب مرے گھر سے نکلا
ٹکڑے ہو ہو کے جگر دیدۂ تر سے نکلا

دل کر چکے پہلے ہی نسیانِ غم فرقت
اب کیا ہے ادہر قصد جو ہی نازو ادا کا

بتون سے ملتے ہو راتون کو بیدل
تمہیں یہہ دن لگے قدرت خدا کی

بیمار شیخ علی بخش از مشاہیر سخنوران سنبہل مرادآباد بود از مصحفی باستفادہ گفتار پرداخت سلسلۂ ملازمت بہ رامپور افغانان داشت اوصاف او مستغنی از بیانست پرواز طائر خیالش بالاتر از گمانست قوت بیان و لطف زبان او اگر از میر و مصحفی بیش نیست اینہم نتوان گفت کہ کمتر است ہان تقدم زمانے و تجدد زبانے چیزے دیگرست از نغز گفتار اوست ؎

لب جو کون سیر کو آیا / موج منھہ چومتی ہی ساحل کا

جس کسی نے دل دیا اونکو چہپے چوری دیا / ایک مین کمبخت نادان تہا کہ رسوا ہوگیا

موت سے بہاگنے لگے بیمار / کیا اوسے تم شکستہ پا سمجھے

حالِ دل بیمار نہین ضبط کے قابل / لیکن وہ زبان مجھکو ہلانے نہین دیتے

نصیب ہمکو ملا سنگ رہگذر کا سا / کہ ٹھوکرون نہین رہا سر کا عمر بہر کا سا

سجدہ مین پہا نشہ ایسا پڑہی دیرین نماز / بیمار کو شعور کسی بات کا نہین

تاء فوقانی

تابان میر عبدالحی دہلوی از شاگردان سودا بود و از اولاد موسی رضا عالی پایہ شمع جمال او بود و جہانے عقیدتمند کمال او در عنفوان شباب چہرہ ہستی در نقاب عدم پوشید از وست ؎

غم وصل مین ہی ہجر کا ہجران مین وصل کا / ہر گز کسیطرح مجھے آرام ہی نہین

بیان کیا کرون ناتوانی مین اپنی / مجھے بات کہنے کی طاقت کہان ہے

کرون دعوی خون مین قاتل سے اپنے / کب آئیگی یارب قیامت کہان ہے

تابش محمد جعفر الہ آبادی الموطن دہلوی مسکن علایق دنیوی را یک گوشہ نہادہ گوشہ نشینی ورزید سخن دلپذیر میگفت ؎

کبہی بن بادہ رہ نہین سکتے / توبہ کچہہ ہمکو سازگار نہین

دلمین خوش ہین عدو پراسے تابش / وہ ستمگر کسی کا یار نہین

تپش یوسف علی از خوش سوادان دہلی با مرزا قادر بخش صابر نسبت تلمذ دارد از نتیجہ افکار اوست ؎

غصہ اوٹہا اوٹہاکے یون ہی بار بار کا　　اے دل مزاج تونے بگاڑا ہے یار کا
اضطراب دل سے کہتے ہین تپش نے جان دی　　روز کے جھگڑونسے چھوٹا مرگیا اچھا ہوا
بے طرح پہنسگیا ہے مصیبت مین سہل ہو　　آتا ہے رحم اس دل ناکردہ کار پر
اک روز اے تپش کوئی آفت اوٹہائیگا　　حسرت سے دیکھنا یہہ اودہر بار بار کا

تپش مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا محمد جان بن مرزا یوسف بیگ اصلش از بخارا است وصولد او دہلی سید جلال بخاری از بزرگان اوست میر درد را تلمیذ رشادت پیوند است ہمانا ذہنش رسا ست و فکرش بلند اوراست ؎

کچھ تیرے سلیقے سے پہنسے ہم نہین صیاد　　لائی ہے ہمین دام مین تقدیر ہماری
کسکی طرف سے آج تپش تجھکو یاس ہے　　سچ کہہ ہمارے سرکی قسم کیون اداس ہے

تجلی میر محمد حسین وبقولے میر حسن المعروف بہ میر حاجی خلف میر محمد حسن کلیم میر تقی را ہمشیرہ زادہ و تلمیذ رشید بود در دہلی نشو ونما یافت دازہمانجا بعدم شناخت طبع جولان و فکر رسا داشت مثنوی لیلی و مجنون از فارسی بریختہ آوردہ از وست ؎

مری وفا پہ تجھے روز شک تہا اے ظالم　　یہہ سر یہ تیغ ہے لے ابتو اعتبار آیا
عشق مین کرتے ہین بدنام تجلی کو عبث　　وہ بیچارا کبھی اوس کوچے مین آیا نہ گیا
جب رات تہی دراز ملاقات کم ہوئی　　ملنے کے دن ہو آئے تواب رات کم ہوئی
حال تیرا اونسے کیا کہتا تجلی مین بہلا　　وہ تو تیرے نام ہی کو سنکے شرمانے لگے

تجمل حکیم تجمل حسین خان دہلوی منشا فرزند نواب غلام رسول خان از تلامذہ آغا جان عیش بود ؎

بعد فنا جنازہ پرآیا نہ جائیگا　　اون سے تو خاک مین بھی ملایا نہ جائیگا

تجمل از شعراء لکھنؤ بودہ است بر نام او آگہی ندارم بیتے از وے شنیدہ آمد ؎

جب کے گھر لیکے مین یہہ دیدۂ تر بیٹھ گیا　　اوٹھتے اوٹھتے مرے آخر کو وہ گھر بیٹھ گیا

تحریر غلام مصطفےٰ یا صرف مصطفےٰ علی اختلاف الاقوال فرزند شاہ رفیع الدین قدس سرہ از گرامی زادگان دہلی بود اما برعکس خانوادہ خودش از علم و فن چندان حظے نداشت گاہ گاہ در سخن فکر میکرد ؎

فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھالانیکی
آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

تحسین محمد حسین خان دہلوی مالک مطبع مصطفائی طبع ہموارہ دار داو راست

جب بت سے نہ راضی ہوں تو تیجا نہ سمجھیا کام
تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہاں کا

تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر
ایسا نہو کہ جان کو دینی پہر عذاب ہو

ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے
کیا جو عشق تو پہر پاس آبرو کیا ہے

اگر نہین ہے تجھے ذوق میکشی تحسین
تو تیرے ہاتھہ مین یہہ ساغر و سبو کیا ہے

تری اسد الدولہ آغا محمد تقی خان بہادر بن سید محمد امین خان نیشاپوری متوطن فیض آبادی مسکن از شاگردان میر سوز بود دیوانے گذاشت ؎

در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوہ دوست
آئینہ خانہ مرا گوشہ تنہائی ہے

اوس نے تو کچھہ یہہ دکہایا ہی کہ جی جانے ہے
پیر مزا مین نے یہہ پایا ہے کہ جی جانے ہے

تسلی ٹیکارام ولد گوپال رائے بخشی وزیر الممالک وطن اصلی او اٹاوہ بود و مولد او لکہنو در پارسی بمرزا فاخر مکین و در ریختہ با مصحفی مشورت داشت او راست ؎

گو دلمین خفا ہے تو پر اس بات کو نالولنا
گہہ بیٹھیے بیت عاشق دلگیر کے منہہ پر

اب بہی اس نیم جان مین کچھہ ہے
فائدہ امتحان مین کچھہ ہے

تسلی میر شجاعت علی دہلوی مولد از تلامذہ نصیر بود در اواخر عمر لذات دنیا را ترک گفتہ ؎

مجھے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہین
ہمنشین وہ تو مرے پاس نہ آیا نہ گیا

تسلیم شیخ مہدی بخش از سکنائے سارن پور شاگرد الفت حسین فریاد دیوانے دارد

ہمارے داغ دل اور چشم گریان دیکھتے جاؤ — چمن کی سیر کرلو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم حاتم خان از افغانان رامپورست و در زمرۂ تلامذۂ شیخ علی بخش بیمار مشہور طبع سلیم و ذہن مستقیم دارد اوراست ؎

پہلے اے غنچۂ گل مونہہ تو ذرا بنوالے — کیجیو پھر دہن یار سے نسبت پیدا

تسلیم شیخ امیر اللہ خلف مولوی عبد الصمد فیض آبادی نسیم دہلوی باصلاح گفتارش پرداختہ در مثنویات نصیبے وافر ازان اوست و در نستعلیق خطاطے ست ممتاز مثنوی شام غریبان یکسرہ ملاحظہ نمودم لطفیکہ بخشید نتوانم گفت گویند کہ وے امروز بملازمت سرکار والی رامپور بسر می برد از وست و خیلے نکوست ؎

اجل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن — مرا جہان میں کوئی نظر نہین آتا
ہین عاشق اپنے مطلب کی کہین گے — تمنا کیا ہماری مدعا کیا
اک دور سرسری مین نہ گل ہے نہ ہے چمن — بھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو

تسلیم منشی محمد انوار حسین ابن منشی احتشام الدین از نام آوران سواد سہسوان ست از مدتے اتامت لکھنؤ ورزیدہ در فن تاریخ گوئی عدیم المثل ست اصلاح سخن از بیمار می گرفت اکنون مصلح گفتار دیگران ست بسوے پارسی بیشتر میل خاطر دارد شنیدم کہ کلام ریختۂ خود را بہ تلامذہ قسمت کرد اوراست ؎

مانند ابر اشک سے دامن بھگوئین کیون — اک بوند آبرو بہا دے ہم ڈبوئین کیون
بہتر ہے مر رہین کہ ٹلے سر سے بار عشق — انصاف کی ہے بات کہ بیگار ڈھوئین کیون
مجھسے وحشی زیادہ سمجھے آپ — قدر دان شاخ کیا ہرن ہین ہے

تسکین میر حسین دہلوی از اولاد میر حیدر قاتل فرخ سیر بود سخن بمشورت شاہ نصیر و مومن خان می گفت در سنہ ۱۲۶۸ھ انفاس زندگانی بسر برد از بلند خیالات اوست ؎

ہمکو ہر دام مین لازم ہے پہنسانا دل کا — سیکہے ہین تیری لگاوٹ سے لگانا دل کا

وحشت اب لاش کو لے بہاگیگی — تنگئے گور سے گہر یاد آیا

کوچۂ یار مین مین نے تسکین — پاؤن رکہا تہا کہ سر یاد آیا

سہل سمجہے ہو اسکا آجانا — تہتے تسکین دلکو کیا جانا

قاصد آیا ہے وہانسے تو ذرا تہم تو سہی — بات تو کرنے دے اوس سے دل بیتاب مجہے

دیکہے جاتے ہی چلی جان یہہ جلدی کہ نہ پوچہہ — صبر بہی چند قدم پیچہے رہا جاتا ہے

دیکہتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار — حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے

تشنہ محمد علی در دہلی توطن دارد مرزا جان عیش و ذوق را اوستاد خویش می شمارد از وست ؎

نہون وہ لب جو کہلین شکوۂ جفا کے لئے — وہ ہاتہ ٹوٹین جو اوٹہین کبہی دعا کے لئے

ہوئی تہی ایسی کہانکی صفائی اوس بت سے — کہ آسمان نے عوض خاک مین ملا کے لیے

تصور نبی بخش نواسۂ شاہ نصیر دہلوی در عین شباب بعدم آباد راہ بر داشت ؎

کس نے کہا تہا تجہہ سے تصور کہ اوس سے مل — دل اپنا دیکے آپ تو مجبور ہو گیا

خواب کا بس کیا چلے اس دیدۂ بیدار پر — چور کو آتے نہین دیکہا کبہی ہشیار پر

تصور سید حیدر حسن خان باشندۂ بلدۂ پناوڑا سلسلۂ نسبش تا امام زید شہید میرسد رحمۃ اللہ علیہ با جرأت تلمذ داشت بعض ارباب تذکرہ بجاے حیدر حسن احسان حسین ولد حیدر حسین نگاشتہ اند واللہ اعلم از وست ؎

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین ہونے لگے — وہ اودہر رونے لگے اور ہم ادہر رونے لگے

رونا کوئی موقوف کرین ہین مری آنکہین — جب تک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصور گرمجوشی یار کی مجہکو رولاتی ہے — بہت گرمی کا ہونا مینہہ برسنے کی علامت ہے

تصویر بیتن از باشندگان دہلی بودہ از انقلاب زمانہ پیشۂ نیچہ بندی ذریعۂ معاش

خود کردہ اگرچہ ناخواندہ بحث بود اما فکر رفیع و ذہن رسا داشت ؎

فدا نا آشنائی پہ تو ہین لاکہون دل و جانسے — اگر وہ بت کسیکا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا
گر آج بہی نزاکت آنے تمہین نہ دیتی — کچہہ اور تہا ارادہ یان جان ناتوان کا
ہمکو کرنا ہی نہین شکوہ بیجا و بجا — اب تمنا ہی تری دلسے اوٹہا دیتے ہین
مین باز آیا تمہاری دوستی کی ان نگاہونسے — مجہے بہی یون ہی دیکہو دیکہتے ہو جیسے دشمن کو

تعشق مولوی سید محمد از اکابر شاہجہان آباد بودہ در علوم متداولہ دخل متکاثر داشت و بفن طب قدرت وافر سخن بر حکیم قدرت اللہ خان قاسم عرض می نمود او راست

تو اسے پیمان شکن وعدہ پہ کسدن سیر گہر آیا — سدا سنتے رہے یون ہی کہ شام آیا سحر آیا
کس پری سے ہے تعشق گرمجوشی اندنون — پہر فزون ہمکو نظر آتی ہے وحشت آپکی

تمکین میر سعادت علی عظیم آبادی موطن دہلوی مسکن از وست ؎

درد و غم رنج و اضطراب و قلق — حال کیجے بیان تو کس کس کا
نام تمکین ہوا تو کیا ہمدم — راتدن بیقرار رہتا ہون

تمکین مولوی غلام بتول خان خلف مولوی غلام رسول خان بہادر زاد بوم شش مید نی پور بر عہدہ ہاے جلیلہ از سرکار انگریزی سرفراز گشتہ این بیت از وست ؎

لن ترانی کے سوا اوسکی زبان پر کچہہ نہین — اوس ستمگر نے سنا ہے جیسے قصہ طور کا

تمنا تخلص شخص مجہول الحال است جز اینکہ از باشندگان کلکتہ است اطلاع ندارم

صبا یہہ کہنا خدا بچالے فقط ہین اب آخری سنبہالے
گزرتے ہین ناز اوٹہانیوالے جو دیکہنا ہو تو آکے دیکہو
سفر بسرعت ہوا اس جہان سے کوئی کہے بڑہ گئے کاروانسے
قدم اوٹہا کے چلو یہانسے کہ یہہ جگہہ ہے رواروی کی

تنویر خدا بخش خان دہلوی مسکن از شاگردان قطب الدین ہمراز ابو ظفر بہادر شاہ

بوده است ؎

خدام حشر اپنے گریبان کرینگے چاک	یون ہی چلوگے وان بھی جو دامن جھٹک کے

تنہا محمد عیسیٰ مولدش دہلی و منشاش لکھنو ست اکتساب سخن از مصحفی کردہ او راست

غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری	ہین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

توقیر عبد القادر پنجابی الاصل دہلوی مسکن مردے ظریف و لطیف طبع بودہ ست

توقیر دل رمیدہ پھر آوارہ ہوگیا	کس نے سنا دیا اوسے موسم بہار کا
مجھکو کیون دیکھا بت نا آشنا کو دیکھکر	ناصحو دیکھو کہ کچھ کہنا خدا کو دیکھکر
انتظار نامہ بر مین اسقدر بیہوش ہون	جان تن مین آگئی پیک قضا کو دیکھکر

تہور مرزا غلام فخر الدین برادر مرزا صابر بود با حافظ عبد الرحمن خان احسان نسبت تلمذ داشت و گاہے از مومن اصلاح سخن میگرفت در آغاز جوانی نقد جان باجل سپرد

سنتے ہی نام غیر تہور بھی ہے غضب	اوس جنگجو سے لڑنے کو تیار ہوگیا
اب ہے کیا باقی جو ہو کاوش تری سست اے جنون	چاک دامان ہوگیا ٹکڑے گریبان ہوگیا
پھر خدا لاے اوسے یاد تن بے تقصیر	کیا تہور بے تکلف یار تھا

تیمور مرزا سعادت سلطان دہلوی ابن قادر بخش تلمیذ مرزا صابر و احسان ست ؎

اس سادہ مزاجی پہ بھی مرتے ہین ہزارون	اللہ رے عالم ترے بیساختہ پن کا

ثاء مثلثہ

ثابت شیخ ثابت علی فرزند شیخ محمد علی ساکن نواح پورب ملازم راجہ بھرت پور بود او راست ؎

آنکھ کسیکی کیا لگی ہے	جان لب پہ ٹھہر گئی ہے آکر

ثاقب مرزا مہدی ابن مرزا انور علی بیگ شاگرد ناسخ و ارشد محسن الدولہ ؎

کیونکر صاف ہوں بعد شہادت بھی تنگ ہے ۔ غبارِ دل مرا قاتل لیے دھویا آب خنجر سے

ثاقب نواب شہاب الدین احمد خان خلف ارشد نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لوہارو تلمیذ رشادت پیوند مرزا غالب سخن عاشقانہ میگفت ؎

نہیں عقل سے عشق خالی کہ اسمیں ۔ بڑے تجربے ہمکو حاصل ہوئے ہیں

چیر کر سینہ کو دل دیکھتے ہیں قتل کے بعد ۔ اک چھری تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتھ

فکرِ وصال و ہجر کا صدمہ اوٹھائیے ۔ اس چند روزہ زیست میں کیا کیا اوٹھائیے

ثاقب وہ ضبط اشک کو سمجھے ہیں بیغمی ۔ یہہ روئیے کہ شورشِ دریا اوٹھائیے

ثبات مہر علی متوطن پٹیالہ مقیم دہلی از دولت جمال و کمال بہرہ ور است از قوت حافظہ ہمہ کلام میر و سودا نوک زبان وار دارد است ؎

دیکھا مجھے تو ہوکے خفا غیر سے کہا ۔ اس بزم میں ہر ایک کو آنا نچاہیے

کھل جائیگا دہان کس و ناکس پہ رازِ عشق ۔ اے دل اس اضطراب سے جانا نچاہیے

ثمر احمد سعید فرزند سعد اللہ خان از ارباب دہلی ست علاوہ فن سخن از علم فقہ بہرہ تمام دارد از وست ؎

مثال آئینہ ہے کھلی حقیقت حسن ۔ کہ ہمکو دیکھہ کے اپنا تجھے غرور رہو

نگاہ گرم کا ہی تیری کچھ اثر اولٹا ۔ کہ غیر پر پڑی اور دل جلا دیا میرا

نگاہ مست سے ساقی کی یہہ سرور رہو ۔ کہ دل سے حسرت مے کا خمار دور رہو

خلش غمزہ کی تھی کم کہ میرے زخموں پر ۔ تبسمِ لبِ دلبر نمک فشان ہوتا

جیم تازی

جانصاحب میر یار علی بن میر امن لکھنوی از ارشد تلامذۂ عاشور علیخان بہادر همه در ریختی فکر میکند وجز بن بر دیگر صنف سخن قادر نیست مگر در فن خود نظیر ندارد اگر راہ انصاف پویند غیر ازین نگویند که اندرین باب از رنگین و انشا پیش قدم است وے از مدتے بقدر دانی رئیس در رامپور پاے اقامت افشردہ او راست

شا نہین الله کی مطلع وہ ہو دیوان کا — جیسے بسم الله پہاٹک ہے لیا قرآن کا
جس مرودے کے پیچھے مر اگہر ہوا تباہ — برسون کے بعد پہر وہی آلو نظر پڑا
نہ پھینکا ٹہیا نہ کہنکارے چپ چلے آئے — کیسکے گہر مین کوئی بنجظ نہین آتا
یہہ بدگمان ہے دل اوسن گوڑے نٹ کہٹکا — لگا پانے جو سرمہ موئے کا دل کہٹکا
مجھے نفرت ہی صورت سے نگوڑے جانصاحب کی — وہ اوسکی شکل کیا ہے ای بوا قربان کی صورت
نکاحی بیاہی کو چھوڑ بیٹھے متاعی رنڈیکو گہر مین ڈالا
بنایا صاحب امام باڑہ خدا کی مسجد کو تمنہ ڈہا کر
ایک پر بیٹھہ رہون اور کسی سے نہ ملون — ایسے بندی نے کبھی ہی نہین اقرار کہین
پاس اوسکے گر نجاؤنہین تو لوگو کیا کرون — چین ہی لینے نہین دیتا نگوڑا دل مجھے

جانی بیگم جان عرف بہو بیگم اہلیہ نواب آصف الدولہ بہادر از گفتار اوست

دل جس سے لگا یا دہ ہوا دشمن جانی — کچھ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہین ہے

جرأت شیخ قلندر بخش فرزند حافظ امان دہلوی اقامت گیر لکھنؤ بود جعفر علی حسرت اوستاد او در موسیقی دستگاہ کامل داشت در نوزدہ سالگی بصارتش زائل گشته بنا بر علیه خانہ نشینی گزید سخن بر اسلوب شایسته میگفت الحق اوستاد قیامت کار است و خداوندگیتی ریختہ گفتار در سنہ ۱۲۲۵ھ از کشاکش آخشیجان وارست از نادر گفتار اوست

کیا کہین دل ہوے پر بہی زبان سے اپنی — حرف مطلب نہ کوئی خوف کے مارے نکلا

ہوا ہے حال ابتو یہہ ترے بیمار ہجر انکا
کہ جس نے کھولکر منہہ اوسکا دیکھا بس وہین چپکا

دم مارتے نہین اور اوٹھاتے ہین ظلم یار
اپنا جو اک مزاج پڑا ہے نباہ کا

تیرے مریض غم کی زبان پہ نہین کچھہ اور
اک تار بندہ گیا ہے فقط آہ آہ کا

دلکو تھامے ہوے چپکا سا ہی کیون کہہ تو سہی
جرأت اک بات بہی کرنا تجھے دشوار ہی کیا

کیا لڑکپن کا ہی عالم اوس بت ناداں کا
بہولی بہولی صورت اور اوسپر وہ بالا کان کا

تماشے کو نکل آتا ہے وہ رشک پری گھر سے
مزا دکھلا رہا ہے اندنون دیوانہ پن اپنا

ناصحو آپ مین جرأت نہ رہا
اب سمجھکر اوسے سمجھائیے گا

ق

کیجو زمین سے قبر برابر مری کہ مین
کشتہ ہون ایک پردہ نشین کے حجاب کا

کل واقف کار اپنے سے کہتا تھا وہ یہہ بات
جرأت کے جو گھر رات کو مہمان گئے ہم

کیا جانیے کمبخت نے کیا ہمپہ کیا سحر
جو بات نہ تھی ماننے کی مان گئے ہم

گو وہ نہ بوسہ دیوے لیکن اس آرزو مین
کس کس مزے کی باتین اپنی زبان پہ ہین

جو دیکھا مضطرب مجھکو تو محفل مین کسی سے وہ
یہہ کہتا تھا کہ ہی لطف محبت راز داری مین

طفلان اشک کودتے آنکھون مین کیون نہ گھر ہین
گو شوخ ہین یہہ لڑکے پر اپنے تو جگر ہین

ندیا مینے جو ہمدم تری باتون کا جواب
مست شرابا تہیو اسوقت مین تھا اور کہین

اے ستم ایجاد کب تک یہ ستم دیکھا کرین
تو کرے غیرونسے باتین اور ہم دیکھا کرین

زبس وہ آپکو بیمثل سمجھے ہے زمانے مین
ہوا اسو شکل سے حیران کل آئینہ خانے مین

نہین دہیان ہے بات سننے کیسکی
میان جرأت اب سچ کہو تم کہان ہو

رقیب کو جو بٹھاتے ہو مین سمجھتا ہون
یہہ ساری باتین ہین پیارے مرے اوٹھانیکو

ندیکھو نبض مری آہ مت لگاؤ ہاتھہ
طبیبو اب مرے جینے سے تم اوٹھاؤ ہاتھہ

گر چرایا نہین ہے تم نے دل
مسکراتے ہو کیون ادہر کو دیکھہ

دل وحشی کو خواہش ہے تمہارے در پہ آنیکی
دوانہ ہے ولیکن بات کہتا ہے ٹھکانیکی

ناصح مین اور ہم مین بھی ہین طرفہ صحبتین | ہم کچھ نہین سمجھتے وہ سمجھائے جائے ہے
یاد جب آتا ہے یہہ کہنا تو اوڑ جاتی ہے نیند | اپنی ہٹ تو رکھ چکے لو اب تو ہٹ کر سوئیے
پوچھا یہان تلک کہ ہوا تنگ نامہ بر | لذت ملی جو یار کے پیغام سے مجھے
آج بھی اوسکے جو آنیکی نہ ٹھہریگی تو بس | ہم وہ کر بیٹھینگے جو جی مین ہین ٹھہرائے ہوئے
کیا کیا وہ خفا مجھسے ہوا گھر سے نکل کے | جب مین نے پکارا اوسے آواز بدل کے
ہزار افسوس یون آئے زندگانی | چلی تو خاک مین ہمکو ملا کے

جرار میر محمد حسین تلمیذ اسیر از اہالی لکھنؤ ست و شاعر خوشگو ست

اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنیکی امید | میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا
اب ملینگے نہ کبھی اون بت سفاک سے ہم | جو ٹھنی دلمین ٹھنی جیمین جو ٹھہرا ٹھہرا

جلال میر ضامن علی ولد حکیم اصغر علی افسانہ گو از نامی سخنوران لکھنؤ ست و برق و ہلال اوستاد او بیشتر سخن بروش لکھنؤ میگفت الحال بہ طرز دہلی فکر می نماید مدتہا بہ سرکار رامپور بسر برده از دست ولیس نکوست

چھپتے نہین گواہ جو سوز نہان کے ہین | چند اشک گرم ہین کئی چھالے زبان کے ہین
گذری خبر جو غیر کے دلمین بھی تم چھپے | ہرکارے ہر جگہ مرے وہم و گمان کے ہین
نقش قدم پکارتے ہین راہ عشق مین | مٹ جائے حوصلے جسے نام و نشان کے ہین
حسرت اوس صحبت کی دلمین آئی ہے | ہم نے اک شے کسی کی پائی ہے

جلیل سید جلیل احمد بن مولوی سید اولاد احمد از سادات بلده سہسوان ست و سلسلہ نسبش تا حضرت مودود چشتی رح منتہی میشود الحال ملازم ریاست بھوپال است با نامہ نگار آوریہ نیاز مودت دارد گاہے گاہے بہ سخن فکر میکند و آنہم بفرمایش و اصرار دیگران

لے لیا گر ہمنے بوسہ زلف عنبر بار کا | کہیے اس مین کونسا نقصان ہوا سرکار کا

کیون بنائین دل صد چاک نشانہ اپنا
کیا نگاہ غلط انداز تری تیر ہوئی

جمیل سید جمیل احمد خلف میر امتیاز علی نقوی از باشندگان سہسوان ضلع بدایون است فکرش رسا و طبعش موزون مشق سخن از منشی صابر حسین صبا بہم رسانیدہ امروز بملازمت ریاست بھوپال ادامہا اللہ بالاقبال سر افتخار بہ فلک میسا ید چنین می سراید

کیا پوچھتے ہو داغ جگر مین کہانکے ہین
کچھہ آپکے دیئے ہوئے کچھہ آسمان کے ہین

قاصد کی گفتگو مین دلاویزیان کہان
اسکی زبان پہ لفظ کچھہ اوسکی زبانکے ہین

جوش نظام الدین خلف وجیہ الدین پنجابی موطن کولوی مسکن طبع شگفتہ دارد

بار اوتارا ہے دوش سے سر کا
ہے یہ احسان تمہارے خنجر کا

ہے پرستش سنگ کی عشق بتان مین بندگی
جا دین گر کعبہ تو پہلے سنگ اسود چوم لین

سر کو تو تیغ رکھ کے میرے
ثابت قدمی کا امتحان لو

جوشش شیخ محمد روشن باشندہ عظیم آباد فکر بلند و خاطر ارجمند داشتہ از عروض بہرہ وافی نصیبش کردہ بودند او راست ؎

وہ زمانہ کیا ہوا جو مرے گریہ مین اثر تھا
یہی چشم خونفشان تھی یہی دل یہی جگر تھا

گر یونہی یہہ دل دریئے آزار رہیگا
اک روز نہ اک روز تجھے بار رہیگا

اوسکی بخشش کا تجھے خوف عبث ہے جوشش
ہو چکا ہے وہ اسیطرح سے سو بار خفا

نہ نشکل شیشہ آتی ہے نظر نے جام کیصورت
رہی زیر فلک پھر کون سی آرام کیصورت

دیکھئے ہم مین اور اون آنکھون مین کیا ہوتی ہے
لہو کے پیاسے ہین وہ تشنۂ دیدار ہین ہم

جولان شاہ الف نام درویشے آزاد مزاج بودہ است از وست ؎

کیا بتائین کہ کہان ہے مسکن
لوگ قائل ہین رہا کرتے ہین

اوٹھایا ہے گلی سے اوس پری رو کی اگر مجھکو
تو لے چل وحشت دل اب جدہر چاہے اودہر مجھکو

معشوق پہ بھی ہوتی ہے تاثیر عشق کی
چٹکی کلی جو بلبل بیدل نے آہ کی

جوان مرزا نعیم بیگ از باشندگان جہان آباد و مرشد زادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر بود اور است ؎

پہلو مین دل اپنے کو بہی غمخوار نپایا
یہہ خوبیِ قسمت کہ کوئی یار نپایا

کسیکو اپنی سفارش کیواسطے اوس پاس
جو لیکے جاؤن تو اوسکا وہ آشنا نکلے

جیتا نہین پہرتا ہے کوئی اوسکی گلی سے
مجہہ تک مرے دلدار کی کیونکر خبر آوے

جہاندار مرزا جہاندار شاہ معروف بہ مرزا جوان بخت بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ بود از معاصران خود گوے سبقت می ربود در سنہ ۱۲ بعلوی عالم شتافت ؎

مرکے انتظار مین یہہ بے اجل گیا
آنکہین جو یون کہلی ہین اور دم نکلگیا

آخر گِل اپنی صرفِ درِ میکدہ ہوئی
پہونچے وہان ہی خاک جہان کا خمیر ہو

حاء مہملہ

حاتم شیخ ظہور الدین عرف شاہ حاتم مردے سپاہی پیشہ نیک اندیشہ بود در جہان آباد عالمی از وبہرہ متوافر ربود وسودا ہم یکے از ایشانست دو دیوان گزاشتہ

ہم تو بیٹہے ہوئے یہہ آفت ہو
اوٹہہ کہڑے ہو تو کیا قیامت ہو

مفلسی اور دماغ اے حاتم
کیا قیامت کرے جو دولت ہو

آتا ہے اب نشہ کی طرف جی کبہو کبہو
ساقی نگاہِ مست ادہر بہی کبہو کبہو

بیخود اس دور مین ہین سب حاتم
اندنون کیا شراب سستی ہے

حجام عنایت اللہ المعروف بہ کلو باشندہ سہارنپور ست و بہ پیشہ حجامان منسوب وشہور با سودا نسبت تلمذ داشت سخن خوش میگفت اور است ؎

خط آنے سے بہی اپنی رسائی نہین وہان
حجام کسطرح سے ملین کیا ہنر کرین

ہے جی مین کہ اگر رو زمین اون آنکہون سے پوچہون
بچتے نہین کسو واسطے بیمار تمہارے

اوس کاوشِ مژگان کا گلہ مجہسے عبث ہے
اے آنکہو یہہ ہوتے ہوئے ہین خار تمہارے

حزین میر بہادر علی از مقربان مرزا ولیعہد بہادر از زین العابدین خان عارف باستفادہ پرداخت و مرزا نوشہ را ہم دریافت ؎

ہے یہی رونا تو خط کا ہمکو لکہا جائے گا
ہم جو لکہتے جائینگے اشکون سے مٹتا جائے گا

اک تماشا جانکر قاتل اگر ٹہرا رہا
ہم بہی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا

دنیا کی حسرتین ترے گوشہ مین آگئین
اللہ رے وسعتین تری آتنگنائے دل

دیکہا وہ اپنی آنکہہ سے جو کچہہ سنا نہ تہا
اور دیکہیے حزین ابہی کیا کیا دکہائے دل

بیخودی کہو کے لئے سر پہ ہزارون جہگڑے
توبہ سے سے ہوئے ہم تو پشیمان اولٹے

حسرت حافظ عبد الرحمن پانی پتی از احفاد قاضی ثناء اللہ رح ؎

ہم تو حسرت کو سمجہتے تہے کہ اک عارف ہے
یہہ تو اے واے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

تم بہی رو بیٹہو گے دلکو ہمین ہنستے کیا ہو
اگر آئینہ کبہی تمنے مری جان دیکہا

اوس نے حسرت کو کیا قتل کہین ہاے کہ آج
مین نے اوس شوخ سے ظالم کو پشیمان دیکہا

گر نہین دوست خدایا مری جانکو دشمن
کیون شبِ غم مرے جینے کی دعا کرتے ہین

حسرت مرزا جعفر علی فرزند ابو الخیر عطار دہلوی موطن لکہنوی مسکن عمر ہا برفاقت مرزا جہاندار شاہ بسر بردہ باسر پ سنگہ دیوانہ نسبت تلمذ درست کردہ در سنہ [illegible]ھ جامہ حیات از بر کشید دیوانہ یادگار است ؎

کیا دل سو گیا رونے سے کچہہ حاصل نہین ہوتا
اگر رو رو کے جی کہو دین تو پیدا دل نہین ہوتا

آشیان چہوڑ چلے ای چمن آرا ہم تو
تو ہی لیجائیو سر پہ یہہ گلستان اوٹہا

درس تہا مکتب مین مجہکو آہ کا
یہہ سبق تہا پہلی بسم اللہ کا

کل کسی سے تہی خوش جو نہین ہو تم آج خوش
ہم نے تو ایک دن بہی نہ پایا مزاج خوش

ہوا سے بال اون زلفوں کے رخساروں پہ ہلتے ہین
دل بیمار اوٹھ بیٹھو کہ دونون وقت ملتے ہین

جو ایسا ہی دل دیوانہ میرے درپئے جان ہے
تو پھر اک روز میرا ہاتھ ہے اور اوسکا گریبان ہے

حسرت میر محمد حیات از سکنا ر عظیم آباد و بہرہ یابان خدمت مرزا مظہر رح بود خاطر شگفتہ و طبع خندان داشت ۵

سنا ہے آج میخانے مین جام مے پہ مستون نے
لٹایا دین و دنیا دونون ہمت اسکو کہتے ہین

حسرت میر صمد علی دہلوی خوش باش میرٹھ شاگرد رحیم بیگ رحیم ۵

سخت جانی کی آس ٹوٹ گئی
لوہا مانا تمہارے خنجر کا

حسن سید غلام حسن بن میر غلام حسین ضاحک اصلش از ہرات است و مولد او دہلی بر اصناف شاعری دستے داشت مثنوی بدر منیر ازو مشہور آفاق است در ۱۲۰۱ راہ عدم پیمود شاعر شیرین زبان تاریخ رحلت اوست دیوانے ہم دارد

دامن صحرا سے اوٹھنے کو حسن کا جی نہین
پاؤن دیوانہ نے پھیلا کے بیابان دیکھکر

دل کو کھویا ہے کل جہان جا کر
جی مین ہے آج جی ہی کھو آون

خنجر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو
کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو

شب وصل صنم ہے آج ای ہمدم کٹھی سب ہی
گریبان سحر کو ٹانک کہنا دامن شب سے

آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دلکو لیلیا
لیتے لیتے دل کے لینے کا تجھے ڈھب ہو گیا

اک جان کے درپے ہین ہر اتنے ستمگر
غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے

ہین نیچے تو پھر نظر ابھی دیکھا نہین تجھے
رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی

مزے نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے
یون ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے

حسن دیتا ہے تو کیون جی بتون پر
ملا دینگے تجھے یہ کیا خدا سے

تیری یہہ چھیڑ چھاڑ مرے جیکو بہا گئی
لی چٹکی اس ادا سے کہ بس جان آ گئی

حسن خواجہ حسن فرزند خواجہ ابراہیم مودودی در درویشی بہ مرزا بخش اشتیاق داشت ازین رو ترک دنیا کردہ از موسیقی بہرہ مند بود در نظم مرزا جعفر علی حسرت را تلمیذ رشادت پیوند از وست و نکوست سہ

اُمڈ کے آنکھوں سے یکبار بہہ چلے آنسو
ہنسی ہنسی میں جو ذکر وداع یار ہوا
بہلا میں دیوانہ سہی پر یہہ ناصح
مرے ساتھہ بکتا ہے عاقل کو دیکھو
آہ کس کس بیوفائی کا تری کیجے شمار
اور تو سب یکطرف منہہ بھی دکھا نیسے رہی

حسن مولوی ابو الحسن نقد مولوی الٰہی بخش نشاط باشندۂ کانپلہ او راست

منفعل ہوں دست و پا بھی مار نیسے قفس قفس
کیوں میں تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا پڑ گیا

حسین نواب غلام حسین خان از افاغنہ شاہجہان پور ست این بیت از وست

تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی
دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی

حسین سید غلام حسین فرزند سید عبد اللہ دہلوی سہ

تہا عرش سے بڑہکر جو دماغ اپنا وہی ہے
یوں چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حشم حکیم باقر علی ابن حکیم مرزا احمد ساکن لکھنؤ تلمیذ ناسخ سہ

ارمان ہی رہا کہ ادہر دیکھیے کبھی
الفت کی چتونوں سے محبت کی آنکھہ سے

حشمت مرزا غلام فخر الدین فرزند مرزا معظم بخت بن شاہ عالم بادشاہ از تلامذۂ حافظ عبد الرحمن خان احسان در ۱۲۶۱ھ جامہ گذاشت سہ

گہر دو ہی قدم پر تو ہے ان قدموں کے صدقے
بڑہیے کوئی دو چار قدم اور زیادہ

حشمت میر محمد علی ہمعصر سودا ست سہ

خط نے ترے حسن سب گنوایا
یہہ سبزہ قدم کہاں سے آیا

حقیر منشی نبی بخش ابن منشی حسین بخش متوطن اکبر آباد بہر دو زبان پارسی در ریختہ

فکر می نمود ؎

زخم کے منہ میں بہر آیا پانی
جبکہ پیکان کا مزہ یاد آیا

وہ نگاہیں جنسے تہی مجھکو تسلی کی امید
تشنۂ خون آفت دل دشمن جان ہوگئیں

کیا سبک رو ہیں رہروان عدم
کہ سکا نہ نقش پا دیکھا

ہاتھ دوڑاے جنون نے پہر گریبان دیکھکر
پاؤن پہر وحشت نے پہیلائے بیابان دیکھکر

گر یہی چاک کی عادت ہے توای دست جنون
پیرہن سارے گریبان ہی گریبان ہوئے

شانہ نے بل نکالدیئے زلف یار کے
موذی کو اس نے زیر کیا مار مار کے

حقیر سید امام الدین عرف میر کلو باشندۂ دہلی ؎

دلمیں ہی بیٹھہ رہیں در پہ صنم کے ہی حقیر
راہ کعبہ کی تو آتی ہے نظر دور ہمیں

گلی میں یار کے جنبش گہسیٹ لائی تجھے
حقیر صدقے ہو تو اپنی ناتوانی کے

حقیقت میر شاہ حسین فرزند سید عرب شاہ اصلش از بلخ و مولد او بریلی خوش باش لکھنؤ از جرأت اکتساب سخن کردہ در مدراس قالب تہی کرد و ہمانجا خوابگاہش ساختند دیوانے و تحفۃ العجم و خزینۃ الامثال و صنم کدۂ چین یادگار اوست ؎

ہجر میں کیوں نکروں یاد ملاقات اوسکی
کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل

دلا اب دونوں مل کاٹینگے اوقات آہ و زاری میں
ہوئے بیمار ہم بھی لے تری تیمار داری میں

حکیم محمد پناہ خان فرزند سید محمد شریف خان دہلوی ہوطن بود در اوائل نثار تخلص میکرد اکتساب سخن از میر درد رح کردہ اوراست ؎

تیرے لیے خلق در بدر ہے
اے خانہ خراب تو کدہر ہے

کہتے ہیں حکیم آیا میخانہ سے مسجد میں
ہمکو تو تعجب ہے وہ گبر مسلمان ہو

حمزہ شاہ حمزہ متوطن دہلی و مقیم عظیم آباد در اواخر درویشی گرفت ؎

ہائے کس کس کے تئیں بیٹھہ کے ہم یاد کریں
غم مجنون کریں یا ماتم فرہاد کریں

حنا عبد الکریم خان ابن سرور خان باشندۂ لکھنؤ بمیر صبا تلمذ داشت و دیوانی گذاشت

لوگ کہتے ہیں عیادت کو وہ کل آئینگے
اور اک شب سفر مرگ میں وقفہ ٹھہرا

کیا دخل پھر کے کوچۂ گیسو سے آئے دل
کیا رفیق چھوٹ گیا اپنا ہائے دل

حیا مرزا رحیم الدین فرزند شہزادہ کریم الدین رسا از عمائد امرا و منتخب شعراء دہلی بود راہ دشوار گذار سخن آسان ترمی پیمود دیوانی گذاشتہ اوراست ؎

رونا کہاں ہوا ہمیں دل کھو لکر نصیب
دو آنسوؤں میں نوح کا طوفان آگیا

بتوں کو چاہ کے ہم تو عذاب ہی میں رہے
شب فراق کٹی روز انتظار آیا

شروع شام جدائی میں نالہ و افغان
ابھی تو اے دل مضطر پڑی ہے ساری رات

آتے ہی آئے موت کے اک عمر ہو چکی
جو ہے سو میری جان کو غفلت شعار ہے

شب فراق ہماری بھی ہو گئی آسان
جو تم نہ آئے تو بس موت بھی نہ آئی کیا

فلک نے جذب عدو میں دیا جہان کا اثر
رکھا نہ کچھ بھی مرے نالہ و فغاں کے لئے

حیات محمد حیات خان خلف احمد یار خان از افاغنۂ رامپور ست و تلمیذ نواب الٰہی بخش خان معروف اوراست ؎

ہم اور بلبل و پروانہ بزم الفت میں
ازل سے کھائے ہوئے دل پہ داغ ہیں دو تین

حیدر منشی حیدر علی ابن منشی غلام نبی باشندۂ ہوگلی مرد ظریف طبع بود ؎

حال دل گر کہوں تو کہتا ہے
شوق مجھکو نہیں کہانی کا

حیدر میر حیدر علی خان از نسل شیخ عبد القادر جیلانی رحہ بود ؎

ارادہ ہے بیٹھے ہیں کچھ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

حیدر منشی مصطفےٰ حیدر فرزند مولوی غلام حیدر از وطن خود چاٹگام برآمدہ بہ کلکتہ سکونت ورزید دیوانے دارد ؎

ہر ہر قدم پہ آہ نکلتی ہے دم بدم
اللہ رے ضعف چلتے نہیں بے عصا ہم

ہوئی کیا شمع گل بن آئی ہیری تو ہیسے کیتا ہون	مزا ہے یہہ بہری مجلس مین وہ جہنجلا نہین سکتے

الخاء

خادم منشی محمدی خان دریا رسی بیشتر فکر میکرد ؎

طفل سے ممکن نہین ہے ضبط کرنا راز کا	اشک کوئی دم مین اب لاتا ہی منہہ پر دا کیا

خاص محمد حیدر خان فرزند الہی بخش خان باشندہ دہلی اصلاح سخن از مرزا جمعیت شاہ باہر میگرفت او راست ؎

دیکہلے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا	تو تو کیا زاہد دل آوے اوسپہ تیرے پیر کا
کیون تقاضا خلش ہر دم نفس کے ساتہہ ہی	دلمین شاید رہگیا ہے کوئی پیکان تیر کا
ضعف سے ابتو یہہ نوبت ہی کہ ای خاص کے	لب تلک سانس بہی آیا تو بمشکل آیا

خبر سید مہدی بلگرامی خلف محمد عسکری در چہل سالگی بدار البقا شتافت ؎

ہمنے رونے کا بہلا کب سر و سامان باندہا	تمنے کیون دیدہ و دل مختہ پہ طوفان باندہا

خرد نواب فخر الدین خان ابن نواب شرف الدین خان دہلوی ؎

لبونپہ جان ہی جلدی کہین پہنچ ظالم	یہہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خرد پنڈت رام نراین از باشندگان دہلی و تربیت یافتۂ غلام دستگیر مبین ؎

ہم آپ سے نہین جاتے یہانسے گہبرا کر	یہہ جیکے جذبۂ دل کا اثر ہے کیا کہئے

خضر مرزا خضر سلطان بن بہادر شاہ تلمیذ غالب ؎

نہ کہہ سکتے ہین کچہہ اپنی نہ سن سکتے ہین کچہہ تیری

ہمین اس بیوفا اسوقت مین دیکہا تو کیا دیکہا

پتہر کے چٹانے سے ہو تلوار کو برش	سرمہ جو دیا ہو گئی اوکی نظر اب تیز

ظلم ہم پر ذرا سمجھ کے کرو	اے بتو بندۂ خدا ہیں ہم
کہتے ہو کہ اگر رز تجھے قتل کرینگے	پر یہ بھی تو اے شوخ ستمگر نہیں کہتا

خطیر سید امراو علی پسر امیر علی متوطن فرخ آباد شاگرد صفیر ہ

آج غصہ میں وہ زندان کی طرف آتا ہے	بیڑیاں پانوئکی بولیں تو قیامت ہوگی

خلیق میر مستحسن مرثیہ گوے لکھنوی و تلمیذ رشید مصحفی ہ

حشر کا ڈر او نہیں کیا ہے کہ ترے کوچے میں	خود بپا کرتے ہیں ہنگامۂ محشر عاشق
غفلت میں فرق اپنی تجھہ بن کبھو نہ آیا	ہم آپ میں نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کس کی خرام ناز کا پامال ہوں خلیق	لگتی ہے چوٹ دل کو مرے ہر قدم کے ساتھ

خلق میر احسن خلف میر حسن دہلوی اوستاد معروف خوش باش لکھنؤ ہ

دل لگاتے تو لگا یا پہ نہ تہا یہ معلوم	جی پہ کیا گذریگا اور جان پہ کیا گذریگا

خلیل میر دوست علی بن سید جمال علی ساکن قصبہ بڑولی از خواجہ آتش کتاب سخن کردہ دیوانے دارد ہ

بتونکا سبزۂ خط خال کا نہیں محتاج	بغیر مہر یہ خط اعتبار رکھتا ہے
رونے پہ باندھے جو مری چشم تر کمر	کیسی زمین فلک پہ ہو پانی کمر کمر
تم سنو یا نہ سنو نالے کیے جاؤنگا	درد دل کہنے سے مطلب ہی اثر ہو کہ نہو

خلیل شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر دستور محمد علی شاہ فرمانفرماے لکھنؤ با نواب عاشور علی خان نسبت تلمذ داشت وطن او کشمیر بود اما بسبب ملازمت بہ لکھنؤ اقامت گزیدہ ہ

میرے گھر کا ہمیکو آپ آئیگا	خیر بندے ہی کو بلوائیگا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہیں	ہاں بجا سچ ہے ضرور آئیگا
وصل میں کہتے ہیں ہم جو ملینگے	کسطرح ہجر میں مر جائیگا

خموش مرزا خدایار دہلوی موطن پنجابی مسکن ہے

خموش کس سے نیا اختلاط ہے کہ ہمین
کچھ ان دنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

خیال غلام حسن خان سخن بہ پارسی بیشتر میگفت اصلاح از برکت اللہ خان برکت میگرفت از دست ہے

تجھے تو غیر کو منظور منہہ دکہانا تہا
نقاب کہولنا گرمی سے اک بہانا تہا

حاضر ہین ہم تو آؤ شمشیر کین نکالو
جو دل کی آرزو ہے اوسکو کہین نکالو

تیر انشگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال
اے غنچۂ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی

دال مہملہ

داغ میر مہدی دہلوی موطن ولکہنوی مسکن خلف میر سوز بعمر بست سالگی برزنے صاحب جمال فریفتہ شدہ چندے از نخل وصالش ثمرۂ حیات برچیدہ آخر بہ ہجرانش قالب تہی کرد اوراست ہے

اسی کے پاس تہا دل کیا ہوا اے ہمنشین دیکھو
ادہر دیکھو ادہر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو

اسی کے پاس ہے رہ رہ کے یہ جو مسکراتا ہے
اسی کے ہاتھ دیکھو جیب دیکھو آستین دیکھو

پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچھ سمجھ ہووے
ہوائی رنگ دیکھو ہاہتابی سی جبین دیکھو

داغ نواب مرزا خان دہلوی موطن رامپوری مسکن با ذوق دہلوی نسبت تلمذ درست کردہ امروز بظل عاطفت کارکیائے ریاست رامپور معززانہ بسر می برد او

بامعین برادر نامہ نگار ربطے معنوی دارد و علاے ہذا ایشان باوے از گفتار دلچسپ یاد اگرچہ دیوان ہنوز جریدہ ثبت افتد پیش شائقان سخن کم از کم شمردہ خواہد شد اما چونکہ گرامی برادر عالیقدر در تذکرہ خویش متاعے نیک از وے نگذاشتہ اند لہذا ابیات ازان برآوردہ دستکش سامعہ سخن سنجان نمودہ می آید۔

صبح لے زاہد نافہم نہ میخواروں کا — بخشنے والا بھی دیکھا ہے گنہگاروں کا
ڈر گیے نام شفا سنکے رہی خواہش مرگ — منہہ ذرا سا نکل آیا ترے بیماروں کا
جب داغ کو ڈھونڈا کسی تیخانہ مین پایا — گھر مین کبھی اوس مرد خدا کو نہین دیکھا
آج راہی جہاں سے داغ ہوا — خانہ عشق بے چراغ ہوا
جو دل دکھا رہا ہے مزہ ہر گھڑی سجے — آنکھوں نے سو برس بھی دکھا یا سجا ئیگا
زلفین نہین کہ شانہ سے آراستہ کیا — بگڑا ہوا مزاج بنا یا نہ جائیگا
سنو افسانہ فرہاد دیکھو قصہ مجنون — غرض کیا تمکو پوچھو حال ہم حسرت کے ماروں کا

رہیگی اک روز جان جاکر رہے نہیں ہوش دل لگاکر
عدو سے کہتا ہون تنگ آکر کہ تو مرے حق مین کچھ دعا کر

تیغ نگاہ یار کو دیتے ہین ہر گھڑی دعا — پارہ دل جدا جدا لخت جگر الگ الگ
رہتا ہے دم خفا مرے سینہ مین ہر گھڑی — روٹھے ہوئے کو ہائے کہانتک منائیے دل
گر تو کسی بہانہ سے آجائیے وقت نزع — ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم
الٰہی کیا کرین ضبط محبت ہمتو مرتے ہین — کہ نالے تیر بن بنکر کلیجے مین اوترتے ہین
جلوے مری نگاہ مین کون و مکان کے ہین — مجھسے کہان چھپین گے وہ ایسے کہانکے ہین
بات میری کبھی سُنے ہے نہین — جانتے وہ بُری بھلی ہی نہین
شراب ناب ہے ہر رنگ کی اپنے پیالے مین — وہ طرہ کونسا گل ہین ہے کیا ہے شاخ لالے مین
کسی کی نرگس مخمور کچھ کہدے اشارونمین — مزا ہے راتدن چلتی رہے ہر ہینرگاروںمین

کسیکا دل تو کیا شیشہ نہ ٹوٹا بادہ خوارون مین
یہہ توبہ ٹوٹ کر کیون جا ملی پرہیزگارون مین

وہ کترا کر چلے ہین میکدے سے حضرت زاہد
بڑے مرشد ہین ہاتھون ہاتھ لاتا انکو یارون مین

لگ چلی باد صبا کیا کسی مستانے سے
جھومتی آج چلی آتی ہے میخانے سے

دبیر مرزا سلامت علی خلف مرزا غلام حسین لکھنوی باضمیر پیوند تلمذ داشت مرثیہ خوبتر میگفت بیتے بیش از گفتارش دست نداد ؎

روان کرتا تھا خنجر گاہ گاہے روک لیتا تھا
عجب ناز و ادا سے اوس نے کاٹا ہیمی گردن کو

درد خواجہ میر ابن خواجہ ناصر عندلیب علیہما الرحمہ از نسل شیخ بہاء الدین نقشبند بود کلامش دلچسپ و خیالش بلند بندہ از گفتار او حظہا برداشتہ و لطفہا اندوختہ او رحمۃ اللہ علیہ بروز آدینہ بست چہارم صفر سنہ ۱۱۹۹ھ قالب خاکی گذاشت و بعالم جاودان شتافت مثنوی نالہ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل یادگار اوست این چند اشعار از دیوان او برآوردہ ثبت میشود ؎

جنکے سبب سے دیر کو تو نے کیا خراب
اے شیخ اون بتون نے مرے دلمین گھر کیا

کم فرصتی نے ہستی بے اعتبار کی
شرمندہ تیرے آگے ہمین آ شرر کیا

اے آنسوؤ نہ آوے کچھہ بات دلکی لب پر
لڑکے ہو تم کہین مت افشاے راز کرنا

اون لبون نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

گو نالہ نارسا ہو نہو آہ مین اثر
مینے تو در گذر نکی جو مجہسے ہوسکا

جفا سے غرض امتحان وفا ہے
تو کہہ کب تلک آزماتا رہیگا

ہم کس ہوس کی تجھسے فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھہ آرزو کرین

اوس نے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہین
پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین

نہین شکوہ مجھے کچھہ بیوفائی کا تری ہرگز
گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو

ہر چند تجھے صبر نہین درد و لیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
لوح مزار بھی مرے چھاتی پہ سنگ ہے

یارو مرا شکوہ ہی بھلا کیجئے اوس سے
مذکور کسی طرح تو جا کیجئے اوس سے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس بھی نہ لے سکے وہ آہ کیا کرے

کہنہ بیٹھیو نہ درد کہ اہل وفا ہون مین
اوس بیوفا کے آگے جو ذکر وفا چلے

شمع کے مانند ہم اس بزم مین
چشم تر آئے تھے دامن تر چلے

ہوا جو کچھ کہ ہونا تہا کہین کیا جکو رو بیٹھے
بس اب اک ساتھ ہم دونون جہان سے ہاتھ دہو بیٹھے

چشم رحمت سے ادہر کو بھی نظر کیجئے گا
اسی امید پر آیا یہ گنہگار بھی ہے

درد گہبرا کے تو جو یون چونکا پڑ
کیا اوٹھی جی مین کہلبلی ایسی

کرتا ہے اسقدر تو خفا درد کو عبث
ظالم وہ اپنی جان سے خود ہی بہ تنگ ہے

درخشان سید علی جان المخاطب بہ مہتاب الدولہ فرزند میر مغل خراسانی الاصل لکھنوی مسکن مقیم کلکتہ بملازمت شاہ اودہ سربلندی دارد و بہ تلمذ مظفر علی اسیر بہرہ مندی دیوانے دارد ؎

غالب ہوئی جو نکہت گل پر شمیم زلف
غنچون نے چٹکیون مین صبا کو اوڑا دیا

شیشہ و جام سے معمور ہے سارا بازار
آئیگی دختر رز دیکھنے مینا بازار

طواف تہا جو کبھی دل کے گرد پہرتے ہم
جہاد تہا جو کبھی خون آرزو کرتے

درو مند کریم اللہ خان از خویشان عمدۃ الملک بہمراہ علی اصغر کبیر بجنگ مرہٹان غازۂ شہادت بر رو کشید ؎

ظالم کرون مین ظلم سے فریاد کب تلک
ٹک رحم بھی ضرور ہے بیداد کب تلک

تحمل آتش غم مین دل بیتاب کیا جانے
ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

درویش میر شاہ علی دہلوی از مستفیدان میر نظام الدین ممنون در آخر عمر

شعر و سخن را ترک گفتہ ؎

ایک دن بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار ملا — روز رہ روتے ہین وہان کی در و دیوار سے مل

دریغ سید زین العابدین دہلوی تلمیذ رشید شاہ نصیر ؎

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دو چار کے — ڈوبتے مجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار کے

دل زور آور خان متوطن کول دیوانے جیم و مثنویات چند گزاشتہ ؎

مت پھرا سر مرا اے ناصح جاہل آکر — پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کہین دل آکر

ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا — زاہد سجھے خبر ہے حرام و حلال کی

دل آزاد خان زنار کفر شکستہ سبحۂ اسلام در دست گرفتہ او راست ؎

یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملی ہجر دشنام — خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دلگیر میر حمایت اللہ خان بن عالم خان دہلوی سوطن علاوہ فن سخن در ہیئت و نجوم نیز مدا خلت داشت او راست ؎

جسطرح ناک مین دم لایا ہی میرا یہ شیخ — یا خدا اسکے بھی پیچھے یون ہی شیطان لگے

دولہ نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر محمد خان کارکیاے ریاست بھوپال پدر عالی گہر حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسۂ حال دامت بالاقبال سخن ریختہ بآئین شایستہ بر کرسی می نشاند و بگفتار پارسی ہم فکر می فرمود در عین شباب از دار فنا بعدم آباد کوس رحیل کوفت دیوانے یادگار گزاشتہ افکار بلند اوست ؎

پھولو نین بھی میرے وہ گل اندام نہ آیا — مرنا بھی مرا ہائے مرے کام نہ آیا

صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو — بسی دماغ مین ہے میرے اوس بدن کی بو

اک غزل اور بھی یہ درد سنا دو دولہ — ہم نے اس بزم مین مستانہ سخندان دیکھا

حرف ذال معجمہ

ذاکر مولوی ذاکر علی خلف مولوی فضل علی متوطن بنارس زانوے تلمذ پیش مصحفی تہ کردہ گفتار دلچسپ دارد اوراست ؎

شب جو یا تو نہیں وہ مہ پیکر بہل گریہ گیا | رنگ سو سو طرح سے گردون بدلکر رہگیا
یہی ہے گر حال آہ سوزان گرینگے جلکر فلک زمین پر
یہی ہین نعرے تو دیکھ لینا کہ حشر ہے حشر تک زمین پر

ذکا خوب چند کایستھ متوطن گزین دہلی از ارشد تلامذہ شاہ نصیر ست تذکرہ ریختہ و دیوانے از وست ؎

آ سیا جب کہ چلی سر پہ ذکا نیند کہان | ہاتھ سے چرخ کے ڈھونڈہی تو آرام کہین
نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھکو | جسکے قدمون سے لگا اوس نے مٹایا مجھکو
ہلی ہے ابروے دلدار دیکھئے کیا ہو | کہان کہان چلے تلوار دیکھئے کیا ہو

ذوق بلبل شاخسار فصاحت طوطی شکرستان بلاغت شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بہ خاقانی ہند فروز شگرفہا نوادہ سخن است و شمع کاشانہ فن لطافت از وے کار بالا گرفت و عذوبت پایۂ والا ستایش او محتاج گزارش نیست بلکہ غازہ شہرت بر رو دارد و در جمیع اصناف سخن دستے بلند داشت لاسیما در قصاید ہمتاے او بر نخاستہ از شاہ نصیر باستفادہ پرداخت نیازی از گفتارش بلحاظ اطالت انتخاب کردہ برین جریدہ ثبت افتاد ورنہ کلام او ہمہ مغز انتخاب است ؎

صراط عشق پر از بسکہ ہے ثابت قدم میرا | دم شمشیر قاتل پر بھی خون جاتا ہی جم میرا
مدتون دل اور پیکان دونون سینہ مین رہے | آخرش دل بہگیا خون ہو کے پیکان ہی رہا

رشک تھا اپنے نوشتہ مین کہ اوس نوخط نے — خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو
دلمین تھے قطرۂ خون چند سو مانند حباب — نہ رہے وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو
ہان تامل دم ناوک فگنی خوب نہین — ابھی چھاتی مری تیرونسے چھنی خوب نہین
تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھہ — ایمان کی کہین گے ایمان ہے تو سب کچھہ
ہم نے اوس بت مین جو دیکھا ہی نہین کہہ سکتے — کہ مبادا کہین سن پائین شریعت والے
کل جہان سے کہ اوٹھا لائے تھے احباب مجھے — لے چلا آج وہین پھر دل بیتاب مجھے
مین گرانبار محبت مرا خون بھی ہے گران — جی دھڑکتا ہے تری ناز کی گردن سے
نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی — چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
حساب اصلا نہ مجھسے پوچھیے مر دکے زخمونکا — حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے
بلا سے آپ نہ آئین پر آدمی اون کا — تسلی آکے مجھے وقت اضطراب تو دے
نشہ مین ہوش کسے جو گنے حساب کرے — جو تجھکو دینے ہین بوسے بلا حساب تو دے
یہہ ذوق مے پرست ہی یا ہی صنم پرست — کچھہ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے
روز محشر سے کئی دن دیکھنے کو چاہیئے — گر یہی اے ذوق طول نامۂ اعمال ہے
جینا نظر اپنا ہمین اصلا نہین آتا — گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا
یہہ ایسا ماہ مبارک یہہ ایسا کار سعید — شروع دیکھیے کیجے مہ صیام شراب
اوس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمین ہو نگین — مانند سایہ سر سے قدم تک جبین ہون مین

ذہین حافظ محمد اسمعیل خان نبیرۂ حافظ محمد داد خان مرحوم باشندۂ دہلی تلمیذ حافظ غلام دستگیر مبین سے

طرز خرام یار نے محشر بپا کیا — فتنہ ہے کونسا کہ اوٹھایا نجائیگا

حرف راء مہملہ

راحت مرزا محمود بیگ نجل مرزا احمد بیگ رومی اصل دہلوی مسکن از مومن خان دہلوی باستفادہ پرداخت ہ

ہم سے وہ بھی چھٹے اور یہہ دلِ شیدا چھوٹا	یاد کس کسکو کرین خیر جو چھوٹا چھوٹا
کچھہ جان سی آتی ہے مری جانین قاتل	پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا

راحت شیخ کریم الدین از سکنائے اعظم پور باشندۂ اور است ہ

ہمیشہ گذری قفس مین اسی تمنا مین	کہ اب رہا ہو کے اب سوے ہم بہار آیا

راسخ سعادت علی خان متوطن دہلی تربیت یافتۂ خدمت مومن خان دہلوی ہ

ہون تو آنکھون مین پہ نہین یہہ خبر	سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون

راغب احمد حسین دہلوی نژاد سخن دلنشین میگفت ہ

آوے بہی وہ اگر تو نہ آوے اسے یقین	کیا حال ہو گیا دلِ امیدوار کا
کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھتے ہین	شکوہ اگر کرون روشِ روزگار کا

رافت شاہ رؤف احمد ابن شاہ شعور احمد مغفور سرہندی از احفاد مجدد الف ثانی رح با جمیع علوم مناسبتے خاص داشت و در عروض و قوافی دخل معتد بہ از جرأت اصلاح سخن میگرفت ہ

یہہ کسکی مژگان کی آہ یارب پھرے ہین برمے ہمارے بر مین

کہ شکل غربال پڑ گئے ہین ہزارون روزن دل و جگر مین

راقم بندرابن از خاکدان متہرا بود و نسبت تلمذ باختلاف اقوال بمرزا مظہر جانجانان رح یا سودا داشت اور است ہ

کہے کیا دردِ دل بلبل گلون سے	اوڑا دیتے ہین اوسکی بات ہنسکر

رمز مرزا فتح الملک بہادر ولیعہد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی تلمیذ ذوق دہلوی عذوبت از گفتارش پیداست ہ

ہمکو کیا غیر کے آنے کی خبر
بخیلیان نقش قدم کہاتے ہین

الٰہی موت تو ہوگی مگر یون ہو تو بہتر ہے
کہ سر ہو پاؤن پہ قاتل کے اور سجدے مین دم نکلے

ہوئی صورت نہ کچھہ اپنی شفا کی
دعا کی مدتون برسون دوا کی

رند سید محمد خان فرزند نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری موطن فیض آبادی مسکن در اواخر زمان بہ لکھنؤ اقامت ورزیدہ و بہ خواجہ حیدر علی آتش تلمذ گزیدہ فکر بلند و طبع ارجمند داشت دیوانے دارد ؎

کب مٹا عشق کا نشان دل سے
زخم اچھا ہوا تو داغ رہا

ناز بیجا اوٹھائیے کس کے
اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا

اب عشق و عاشقی کا زمانہ نہین رہا
جاتا رہا وہ وقت وہ ہنگام ہو چکا

کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین
جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

پاس دین کفر مین بھی تھا ملحوظ
بت کو پوجا خدا خدا کرکے

رنگین سعادت یار خان فرزند محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان مردے لطیف مزاج و خوش مذاق بودہ است از فنون سپاہگری بہرۂ وافر داشت زمانہا در سیاحت بسر بردہ انشاء اللہ خان او را موجد ریختی قرار دادہ از شاہ حاتم اصلاح سخن میگرفت دیوانے چند و مثنویات و فرسنامہ وغیرہ نشان بخش نام اوست ہشتاد سالہ در ۱۲۵۱ ہجری راہ عدم پیمودہ و راست ؎

غرضمند اپنے مطلب کے رکہے ہی کام ای رنگین
وہ آئے یا نہ آئے مین تو گاہن نہین رہتا

اوسے ہے شوق کہانی کا اندنو نہین بہت
یہہ طور خوب ہے احوال دل سنانے کا

بنے گی اوس سے صحبت کسطرح کچھہ کہہ نہین سکتے
وہ ہرجائی ہی اور مین شغل ہم بھی رہ نہین سکتے

کھینچ لائی ہی اوسے ای کشش دل یانتک
بارے صد شکر کہ تجھکو بھی یہہ مقدور ہوا

تھی شعلہ یا وہ برق کہ جی میرا جل گیا ایسی ہی کی نگاہ کہ بس دم نکل گیا
کیا کرتے ہو تم ناصح نصیحت رات دن مجھکو اوسے بھی ایکدن کچھہ جاکے سمجھاتی تو کیا ہوتا

روشن تخلص روشن شاہ نام بریلوی مولد بود بازبہ میرٹھہ توطن گزیدہ وازجمیع لسانہ و برگ دنیا بریدہ فارغ البال می زیست اوراست ؎

دلکی تپش سے گرمی خورشید سرد ہے سینہ اگر یہی ہے تو دوزخ بھی گرد ہے

رہا غلام محمد خان جداو در سرکار بھرت پور راہ از داشتہ اصلش از اکبرآباد دست در علم ہندسہ و ہیئت دخلے کامل بہم رسانیدہ سخنگوئی از گلزار علی اسیر آموختہ ؎

اللہ رے بناوٹ کہ بگڑنے لگے سنکر کچھہ وصف کیا مین نے جو بیساختہ پن کا
دل لگ چلا ہے اوسکا بھی شاید کسیطرف آنے لگا جو کچھہ مرے غم کا بیان پسند
کہنا ترا ہمارے سر آنکھون پہ ناصحا پر کیا کرین جو دل ہی نہو اختیار مین

حرف زا معجمہ

زار میر مظہر علی باشندۂ لکھنؤ برفاقت نواب احمد علی خان اقتدار ہا داشت ؎

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین
تیری ہی قسم تجھہ بن کچھہ اور جو بھاتا ہو کافر ہو اگر اسمین کچھہ بات بناتا ہو

زکی شیخ مہدی علی ابن شیخ کرامت علی مرادآبادی از بادشاہ لکھنؤ بخطاب ملک الشعرا سرفرازی گرفت در جمیع علوم متداولہ مہارتے داشت خصوصاً در فن تاریخ چون اوکم خاست دیوان دارد اوراست ؎

جمال یار پہ یہ ہم نے ٹکٹکی باندہی کہ اپنی آنکھہ کا تل اوسکے منہہ کا خال ہوا
دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ گویا وہ ضمیر منفصل ہے

جب یہ سنا کہ پاؤن مین مہدی لگی ہے وان
یہان خون ٹپک پڑا انکہ انتظار سے

ماہتابی پر جو وہ خورشید رو ہی بے حجاب
اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہے باہر چاندنی

آتش عشق کہین پھر نہ بھڑک اوٹھے زکی
اختلاط اوس سے بہت گرم تمہارا دیکھا

آج تو انداز باتون کا ترا کچھ اور ہے
پاگئے ہم بھی کہ ہے غیرونکا سکھلایا ہوا

زیب مرزا جمال الدین عرف مرزا کلن فرزند مرزا بہادر نبیرۂ عالمگیر ثانی از خاقانی ہند ذوق باستفادہ پرداخت ؂

لہو مین بہر کے جو خنجر کو اپنے یار آیا
یقین ہے آج کسی بیگنہ کو مار آیا

زندگی دیکھیے ہو ہاتھ سے دل کیونکر
اسکے آتے ہین نظر اور ہی اطوار مجھے

بعد اک عمر لگی آنکھ ذرا سونے دے
نکرا ے شور قیامت ابھی بیدار مجھے

حرف السین

سالک مرزا قربان علی بیگ خلف الرشید نواب عالم بیگ خان قرحیہ الشان در طور کلیم بتمامہا سمت نگارش یافتہ امروز در حیدرآباد دکن سکونت دارد و با اسد اللہ خان غالب نسبت تلمذ درست کردہ گفتارش سادہ و پرکاریست دو دیوان دارد ؂

وان وصل ہم کو نہ گر ہے خیال کا
اچھی جگہ ہے دل کو بھروسا وصال کا

خلق خدا پہ رحم بھی کرنا ضرور ہے
مت دیکھنا کسیکو خبردار دیکھنا

دل وہ کافر ہے کہ مجھکو نہ دیا چین کبھی
بیوفا تو بھی اسے لیکے پشیمان ہوگا

کچھ بھی جو روز حشر بڑھایا نجائیگا
قصہ تمام ہم سے سنایا نجائیگا

خوبان ظلم دوست کو مین نے برا کہا
تم کیون خفا ہوئے تمہین اللہ کیا ہوا

صیاد اور بند قفس سے رہا کرے
جھوٹی خبر کسی کی اوڑائی ہوئی سی ہے

جانے دے اسے تصور جانان نکر تلاش
ایسا نہو کہ وہ کہین دشمن کے گہر ملے

بات کرتے ہین وہ گہڑیو نہین حیا کر سالک
وعدۂ وصل مین اونکو بہی مزا آتا ہے

سائل مرزا محمد یار بیگ اوزبک دہلوی موطن تلمیذ حاتم و سودا ست

وہ حایل ہوگیا دستِ شکستہ کی طرح
آہ اپنا جسکو مین نے قوتِ بازو کہا

ندیکہا زندگی مین اوسکو سائل
بہروسا کیا نگاہ واپسین کا

سپہر شتاب خان باشندۂ دہلی از مرزا صابر باستفادہ پرداخت دیوان دارد

تکلیف نماز اور ہمین زاہد سے عجب ہے
بیٹہے ہوئے کچہ ہم بہی تو بیکار نہین ہین

دس بیس ہمین آ بیٹہے اگر ہم بہی تو کیا ہے
ایسے تو کچہ ان لوگو نہین ہم خوار نہین ہین

سجاد میر سجاد باشندۂ اکبرآباد فرزند میر محمد اعظم شاگرد ابر ست

جب ہم آغوش یار ہوتے ہین
سب مزے درکنار ہوتے ہین

ہرگز آنے نہ دینگے غیر کو جان
ہونگے کیسے ہی ہم گئے گذرے

سحر میر ناصر علی ابن میر محمد علی ساکن کول از تلامذۂ ناسخ در سنہ ۱۲۴۹ھ تلخابۂ مرگ چشید و او راست

کچہہ سخت نکہنا کسی بدمست کو ساقی
شیشے سے فزون ہی دلِ میخوار بغل مین

نکلا ہے جو دم حسرت دیدار مین اے سحر
کس پیار سے لیتی ہے تجہے گور بغل مین

سحر منشی دیبی پرشاد ابن منشی چنی لال اصل وطن او بانگرمئو در جوار لکہنؤ ست اما از زمانہا در شہر بدایون اقامت دارد و بر عہدۂ سب ڈپٹی انسپکٹری ماموراست علاوہ دیوان و واسوخت چند رسائل در فن بلاغت وغیرہ ترتیب دادہ اصلاح سخن از مرزا حاتم علی مہر بدست آوردہ او راست

تیغ ابرو سے قتل کر ظالم
کون احسان اوٹہائے خنجر کا

اوس غیرتِ چمن کو جو پہلو مین پائے دل
پہر سینہ مین خوشی سے نہ پہولون سمائے دل

رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا — قابل ہی تہا اسی کے یہی تہی سزا دل
ہوتے مرے غیر پہ نکر ظلم — کیا یار ابہی سے مر گئے ہم
آپکی سنکے بار بار نہین — اب تو ہان کا بہی اعتبار نہین
دل شگفتہ ہوا کی سیر چمن شاد رہے — باغبان جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے

سحر مرزا افضل علی لکھنوی خوش باش جوار کلکتہ تلمیذ مرزا علی جان شفق ہ

نکالین صلح مین ادکہین کی باتین — دیا بوسہ تو پیچ و تاب کہا کر
کہولا و چشم افسون گر مین سرمہ — دکہاؤ سحر کو جادو جگا کر

سحر منشی عبد المجید از باشندگان کاکوری فرزند غلام مینا ہ

نام کو مجہہ سے نہ الفت نہ ملاقات رہے — انکو بہی آپ وہین رہیے جہان رات رہے
یہہ شب وصل مین گردونکی عداوت دیکہو — صبح ہوتی ہے مرے گہر مین پہر رات رہے

سحر شیخ امان علی نقد محمد امین لکھنوی موطن تلمیذ رشید برق دیوانے دارد ہ

جو کچہہ ہوا سو ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ — کہان تلک کوئی رویا کرے گلا دل کا
منہہ کو آئینہ مین کیا دیکہکے خوش ہوتے ہو — پہلے پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی

سحر راجہ نواب علی خان ابن امیر علی خان از عمائد خیرآباد گزشتہ ہ

ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچہا — ہلجائینگے افلاک جو فریاد کرینگے
حور و غلمان کہان ناز و ادا صورت انسان — جنت مین بہی دنیا کے مزے یاد کرینگے

سپہر مرزا زین العابدین خان چشم و چراغ نواب سالار جنگ از علم سپہر ہا داشتہ بزرگانش ببارگاہ فرخ سیر باریاب بودند او دیوانے مجلد و ضخیم گزاشتہ او راست ہ

بے تکلف تہے وہ لگے لپٹے تک — ہم سے اب آپ منہہ چہپاتے ہین
ہماری آہ پہ ہنستا ہے کیا تو — دکہا دینگے تجہے اسکا اثر ہم

اوسکے کوچہ کیطرف مین تو بنجاؤن سر سبز ‌‌ | کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہی مجھے

سرور اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان رکن رکین جہان آباد است دیوانے و تذکرہ ریختہ نشانمند خویش گذاشت اوراست ؎

کوچہ یار مین خوابیدہ اس آرام سے ہون | شور محشر کو بھی ہوویگا جگانا مشکل

دیدۂ تر سے لگا خط کو نہ اوسکے تو سرور | یار کے ہاتھ کا لکھا ہے مبادا مٹ جائے

عبث ہے نامہ و پیغام کی امید مجھے | ہزار مرتبہ قاصد جواب لایا ہے

مانع امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین | قصہ ہی زندگی کا یہہ سب نقصان تھا

سرور مرزا رجب علی بیگ ابن مرزا اصغر علی از اہالی لکھنؤ بودہ است بانوازش حسین خان نوازش تلمذ داشت در خطاطی و موسیقی بہرہ اش بود فسانۂ عجائب و شگوفۂ محبت و گلزار سرور وغیرہ اورا یادگار است ؎

ہزار صدمہ یہ دل نے ہمارے اف بھی نکی | جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا

کوچۂ قاتل مین جاکر اپنے ہاتھون جان دی | مرتے مرتے کام آئے یہہ ہمارے ہاتھ پاؤن

یہہ ہمکناری جانان ہے تازہ لطف اوٹھا | گلے سے مل گئے سب بیچ در کنار ہوا

ہے شوق سرور ایسا غالب کہ جو قاصد سے | کوسون ہی تلک حالت کہتے چلے آتے ہین

سرور مرزا عزیز الدین باشندۂ دہلی داماد ابو ظفر بادشاہ تلمیذ ذوق ؎

ہوتے ہین آپ چین بجبین بات بات پہ | یہہ ڈھنگ ہے اوس پر چکی صورت نباہ کی

سعادت سید سعادت علی از باشندگان امروہہ ہمعصر سودا است ؎

یار سے جو رقیب لڑتے ہین | یہہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہین

سعید مرزا آغا نجف نور دیدۂ مرزا امیر بیگ از سکنائے لکھنؤ خوش باش کلانتر از تلامذۂ مرزا محمدی قبول اوراست ؎

گر دیکھنی ہو شکل بت لاجواب کی | عینک لگا کے چرخ مہ و آفتاب کی

ہم دعا دینگے رہا کر دے قفس سے صیاد	تو بچھلے پھولے گا ہم سیر چمن دیکھینگے
مجھ خاکسار کو نہین حاجت سریر کی	ہے بوریا سے فقر پہ عزت فقیر کی

سعید حکیم اکبر حسین باشندۂ لکھنؤ چندے در بھوپال بتلاش روزگار طرح اقامت ریختہ سمند عزم را مہمیز کرد ؎

لبونپر انتظار یار مین اٹکا ہے دم میرا	اجل منہہ دیکھتی ہے پاس آکر دمبدم میرا

سلطان خواجہ طالب علی خان المعروف بہ خواجہ سلطان جان فرزند خواجہ حسین علی خان از رؤساء عظیم آباد و از احفاد خواجہ عبید اللہ احرار نبیرۂ خواجہ میردرد در موسیقی کمالے بہم رسانیدہ بود در ہر دو زبان پارسی و ریختہ خوش فکر میکرد در سنہ ۱۲۸۱ھ از دار الفنا بدار البقا رخت بربست ؎

دل کی جا سینہ مین میرے اوسکا پیکان رہگیا
میزبان جاتا رہا اور گھر مین مہمان رہ گیا

مانی ملینگی خاک مین سب موشگافیان	اوسکی کمر مین فرق اگر بال بھر رہا
اندنون حسن پہ آپ اپنے ہین مغرور بہت	اور سب باتین تو موقوف ہین چل دور بہت
چاہیئے عاشق و معشوق مین گرما گرمی	وصل کی رات نہین خوب یہ شرماشرمی
دام بلائے عشق مین ہم بے سبب پڑے	کمبخت دل پہ ہائے خدا کا غضب پڑے
ہمکو پردے سے فقط بات بنا آتی ہے	یا کبھی چاند سی صورت بھی دکھا آتی ہے

سلیمان مرزا سلیمان شکوہ بہادر خلف شاہ عالم بادشاہ طبعش را اندرین فن مناسبتے خاص بود کہ دیگران از وے کم بہرہ یاب اند اکثر سخنوران بہر خوان بذل او جامی یافتند در سنہ ۱۲۵۳ھ محمل عزم سمت عدم راند از رحمت خدا سال وفات او برمی آید اکبر آباد خوابگاہ اوست دیوانے از و یادگار ماندہ این چند ابیات

ازان اوست ؎

جنازہ ترے دیوانیکا اس توقیر سے اوٹھا — کہ شور نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اوٹھا

کرے یہہ کاش فلک سیر سے بند بند جدا — یہ مجھہ سے ہو نہ مرا شوخ خود پسند جدا

لبو نپہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا — تو آسمان و زمین سب اولٹ گیا ہوتا

زخم کھا کر جو گرا مین تو وہ یہہ کہنے لگا — اچھا اچھا تو تڑپ کر مری تلوار کو توڑ

برقع نہ اوٹھا بزم مین تو منہ سے وگرنہ — حالت ابھی ہو جائیگی تغئیر کسو کی

گالی نہ بکا کرو کسیکو — بس بس اپنی زبان سنبھالو

یہہ طفل اشک آنکھون سے نکل کر — مری چھاتی سے پھرون لگ رہے

سلیم میر عباس ابن میر عالم ساکن لکھنؤ تلمیذ آتش دیوانے اوراست ؎

وائے قسمت نہوا یار بغلگیر سلیم — رہ گیا عید کو ارمان مرے دلکا دلمین

سلیم تخلص علی حسن خان نام گرد آورندہ این جریدہ و مؤلف این صحیفہ ابن نواب والاجاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر ترجمہ مفصل در صبح گلشن نگارش آوردم اینجا برہمین قدر اقتصار میرود کہ بروز چہارشنبہ چہارم ربیع الآخر سنہ ۱۲۸۳ھ از خلوتکدۂ عدم بہ بزمگاہ وجود آمدم بعد پرورش بظل شفقت والد ماجد عز مجدہم در اندک مدت اکثر کتب درسیہ فارسی و عربی از مولوی محمد احسن صاحب بلگرامی وغیرہ بپایان رسانیدم و امروز ہم بر سر این کارم و در علم حدیث از مولوی سلامت اللہ صاحب استفادہ می نمایم خدایش بپایان رساناد پیشتر در پارسی بیشتر فکر میکردم و براہ ریختہ پائے افشردم مگر از چند روز بترغیب احباب عنان توجہ باین سمت تافتم ہرچند گفتار خویش را لایق اندراج نمی یابم و بہ بزم سخن ہم پہلوے سخنوران نشستن نمی خواہم مگر بحکم آنکہ ؎ زنیکان کہ داند اگر بد نباشد ٭

آنچہ از آن خود دارم بر طبق عرض میگذارم یارب منظور نظر ذرہ نگہان باد و مقبول طبائع روشن طبعان ؎

غمزۂ و ناز و عشوہ و انداز / انہین دو چار نے تو مارا ہے

شوق نے اب اور مضطر کر دیا / چٹکیان لیکر دل ناشاد مین

تجھ سے ظالم کے جور اوٹھاتے ہین / یہہ دل اور یہہ جگر ہمارا ہے

اگر بگڑی ادا زلف دوتا کی / اوڑا دون دھجیان باد صبا کی

کھڑے ہین کب سے ساقی لئے ہم در پہ پیمانہ / نہ ہو جائیگا خالی ایک دو چلو سے میخانہ

تسلیم اکسیر ہے مجھکو غبار کوچۂ جانان / اوڑاؤن خاک جنگل کی نہین مجنون سا دیوانہ

درد فراق اوس سے بیان کیجئے تو وہ / کہتا ہے رہنے دیجئے بس بس سنا سنا

تم تو تسلیم کہتے تھے اوس سے لڑینگے ہم / تم آج وان گئے تھے کہو کیا کہا سنا

جلوہ گر آنکھو مین جسدم لب جانان ہوگا / تار نظارہ رگ لعل بدخشان ہوگا

دیدۂ دل سے نہان ہوگی اگر زلف تری / صحن گلزار ہمین گوشۂ زندان ہوگا

سلام نجم الدین علی خان ولد شرف الدین علی خان پیام متوطن شہر اکبر آباد
بودہ است ہ

حدیث زلف چشم یار سے پوچھہ / درازی رات کی بیمار سے پوچھہ

سودا میر محمد رفیع ابن محمد شفیع کابلی موطن و دہلوی مسکن مرد میدان سخنوریست
و آفتاب سپہر نکتہ پروری در ستایش او لب کشادن داد خامہ فرسائی دادن است
دانا داند و شناسا شناسد کہ پایۂ سخن او از کجا بکجا رسید آری خوردہ گیران
از جہت ہجو و مذمت گفتارش را نمی پسندند مگر این چہ از تعصب بیجاست کہ از راہ نقصان
فرسنگہا رفتند اگرچہ ہجو و مذمت فی نفسہ کار نکوہیدہ است امّا اقتضاے سخن
فہمی آنست کہ ہر سخن را روش ہمان سخن بنگرد گرفتم کہ سودا کام براہ ہجو بیشتر کشادہ
و بجادۂ مذمت پا نہادہ اما دیدنی است کہ دران ہم بچہ عنوان افسون سخنوری

دمانیدہ است و سکہ نغز بیانی باقلیم سخن نشانیدہ المختصر بہ تلمذ شاہ حاتم نسبت دارد از نواب آصف الدولہ بخطاب ملک الشعرا المخاطب گشتہ و سخن آشنائی بران ربا نیاوردہ در سنہ ۱۱۹۵ براہ عدم پا نہاد و کلیات اورا یادگار ست

صحبت تو نکانہ کرو غیر کی مجھ سے اخفا
کونسی شب تھی کہ مین وان پس دیوار نہ تھا

بھٹکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا
دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا

نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو چھکا ڈالا
کہین بیہوش ہے شیشہ کہین ساغر ہی متوالا

غیرونکی بات پر نکہون کان مت رکہو
لیکن کبھی تو میری بھی فریاد کیطرف

سودا کو کہتے ہین کہ ہوا اوس سے مصاحبت
کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا

کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکین تجھکو غیر پاس
پر جو خدا دکھائے وہ لاچار دیکھنا

رستے مین چھوڑنیکا نہین اوسکو ناصحا
ہوئی جو کچھ تھی قبلہ حاجات ہو گئی

غنچہ سے مسکرا کے اوسے زار کر چلے
نرگس کو آنکھہ مار کے بیمار کر چلی

یارو وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
نظرون مین سو طرح کی حکایات ہو گئی

دہن غنچہ کا جب دیکھون ہون گوش گل پہ گلشن مین
تو اپنا درد دل کہتا کسی سے یاد آتا ہے

اثر ہے آہ مین ہر چند نے تاثیر نالے مین
پر اتنا ہے کہ ان دونوں سے جی بہلتا ہے

نے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجھسے
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھسے

تنہا سے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

مجھ تیغ تلے کہہ تو ستم سے کہ سر دہر دے
پیارے یہ ہمین سے ہو ہر کاری و ہمدردے

بھر نظر تجھکو نہ دیکھا کبھی ڈرتے ڈرتے
حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مر مر کے

قاتل ہماری نعش کو تشہیر ہے ضرور
آئندہ تا نہ کوئی کسی سے وفا کرے

گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوبرو
زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

سوز مولوی عبدالکریم لخت جگر مولوی امام بخش صہبائی دہلوی عذوبت از ناصیۂ گفتارش پیداست ؎

ہوتے ہی ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا
راہ پر آنا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا

کچھ ترا شہرہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی
رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہوگیا

کوئی افسانہ غم دل کے برابر نہوا
لکھے سو حرف پر اک حرف مکرر نہوا

تو مر جائے کہین سوز غم مین رک رک کر
ذرا تو حال کہا کر کسی سے یار اپنا

ظالم ترے تشنون کا گلو تر نہین ہوتا
جب تک کہ روان حلق پہ خنجر نہین ہوتا

تو بھی دے چاہے جس انداز سے آزار مجھے
مین بھی دیکھون کہ ترے ساتھ ہے کیا پیار مجھے

سوز محمد میر فرزند ضیاء الدین دہلوی مولد بخاری موطن مقیم لکھنؤ در خطاطی مشاق و بہ تیر اندازی شہرۂ آفاق بودہ پیشتر میر تخلص میکرد چون میر تقی بہ لکھنؤ رفتہ سوز تخلص گزید کلامش سنجیدہ و نکوست ہمانا گواہ فکرت اوست اوراست

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہوگیا
آہ یارب راز دل اون پر بھی ظاہر ہوگیا

تن چاک سینہ سوزان دل پر داغ چشم گریان
تو دیکھتا نہین ہے تجھکو دکھائین کیا کیا

کیون طفل اشک تجھکو آنکھون مین جینے پالا
اسپر بھی میرے منہہ پہ تو گرم ہوکے آیا

کی فرشتونکی راہ ابر نے بند
جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج

کہیو اے باد صبا بچھڑے ہوئے یارونکو
راہ ملتی ہے نہین دشت کے آوارونکو

قاصد سے تو پوچھا تھا کہ بھیجا ہی تو کسکا
دہشت سے اوسے یاد مرا نام نہ آیا

قتل سے یہ بیگنہ راضی ہے اپنے اس لئے
ہاتھ مین اگر ورنہ تو دامان قاتل ہوئیگا

مین اگر قید حیا سے چھوٹون
ناصحا تیری بلا سے چھوٹون

سر زانو پہ ہو اوسکے اور جان نکلجائے — مرنا تو مسلم ہے ارمان نکل جائے

منہہ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے — خورشید پہلے آنکھہ تو تجھہ سے ملا سکے

اشک خون آنکھون مین آکر جم گئے — دور کے بھی دیکھنے سے ہم گئے

شل نی ہر استخوان مین درد کی آواز ہے — کچھہ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے

فرض کیا مین نے وہ ہے سنگدل — آہ مین اپنے بھی اثر چاہیے

سیاح میانداد خان ابن عبد اللہ خان تلمیذ غالب دہلوی باشندۂ اورنگ آباد عمرہا بسیر و سیاحت ماندہ مدتہا برفاقت نواب غلام بابا رئیس سورت بسر بردہ گویند کہ بعلت جرم دایم الحبس گردیدہ طبع شگفتہ دارد او راست ہ

عبث جاتا ہے کعبہ کو خدا نزدیک ہے دل سے — تو کیا نادان ہے زاہد فائدہ تحصیل حاصل ہے

کہون گر جان تو سمجھے کہ ہمکو بے وفا سمجھا — سمجھہ اوس بدگمان کی سارے عالم سے نرالی ہے

بچھاتا تا خار غم ہے وان جہان بستر لگاتا ہون — کھٹکتی ہے ہری دو دن کی فلک کو زندگانی ہے

حرف الشین

شاد شخصے از باشندگان بڑہانہ بود بر روئداد آگہی دست نداد ہ

خون ٹپکنے تہا آنکہونسے لگے جہڑنے شرر بہی — کامل ہوئے فن اپنے مین یہہ دیدۂ تر بہی

شاد شیخ محمد جان فرزند وارث علی باشندۂ لکہنؤ تلمیذ میر کلو عرش و در پارسی از مرزا علی اکبر شیرازی اصلاح میگرفت او راست ہ

جیتے ہی جی نہ پوچہا پوچہینگے کیا مرے پر — مردے کی روح کو بہی گہر سے نکالتے ہین

شاد فضل علی از تلامذۂ مصحفی بودہ دیوانے گزاشتہ اینک از گفتارش بہم رسید ہ

محبوب کمبخت وہ ساعت تہی اے شاد — لگا تہا جس گہڑی اوس سے مرادل

شادان مرزا حسین علی خان دہلوی فرزند مرزا زین العابدین خان عارف مرزا نوشہ باصلاح گفتارش پرداخت او راست ؎

شادان نے دل لگا کے بہت نے برا کیا	اوس سے یہ راز عشق چھپایا نجایئگا

شادان رحمٰن بخش بن فیض بخش تاجر از شاگردان عبدالغفور خان نساخ وطنش فرید پور بود اما از بیرنگی زمانہ بزرگان او بکلکتہ اقامت گزیدند ؎

جو کہتا ہون نہ ملو اغیار سے فرماتے ہین ہنسکر	بہلا کہیئے تو میرے آپ کیا مختار بیٹھے ہین
ذکر وفا پہ دیتے ہو کیون گالیان مجھے	گر جی سچا ہے آپکا اچھا نہ کیجیے ؎

شاعر میر بسم اللہ از سکنائے لکھنؤ ابن میر نوروز علی شاگرد کرامت علی خان فرخ دیوانے دارد ؎

سنیں سو گالیان اک بوسہ لیکر ای پری ہمنے	پہر اب آزردہ کیون ہو تو حساب دوستان در دل

شاکر شاہ شاکر علی دہلوی موطن مرد درویش صفت و صاحب دل بود ؎

ہم تمہارے ہین تمہین ہم سے ہی شرمانا کیا	دور سے شکل دکہا کر ہمین ترسانا کیا

شاکر منشی عبدالسبحان بن قاضی اکبر علی از اہالی کلکتہ بود و از مولوی عصمت اللہ الفصیح باستفادہ پرداخت ؎

تڑپتے ہین ترے کوچہ مین قاتل نیم جان کتنا	تماشے مرغ بسمل کے دکہاتے ہین جوان کیسا کیا
کاہیدگی جسم کا ممنون کیون نہون	پہونچا مین کوے یار مین باد صبا کے ساتھ
تو رسوا کا جلنے کی تمنا نہین رکہتے	ہم دلمین کسیطرح کا کھٹکا نہین رکہتے

شاکی مرزا اختاور شاہ بہادر خلف الصدق ابوظفر بہادر شاہ تلمیذ رشید حافظ قطب الدین مشیر ؎

لاے اے آہ جگر تو اوسے یا نالۂ دل	کون دونو مین کرے جلد اثر دیکہین تو

شرر حافظ میر حافظ نبیسۂ حافظ اشرف متوطن دہلی ؎

یہہ بیخودی ہے شرر کو کہ جانتا ہی نہین | زمین ہوتی ہے کیسی اور آسمان کیسا
تم جانتے تو تہے کہ مروت نہین ذرا | مرزا تمہین بتو نیہ شرر کیا ضرور تہا

شرر مرزا غیاث الدین ابن قمر الدین شیدا از احفاد شاہ عالم بادشاہ و تلمیذ ذوق دہلوی ہ

ہر جفا کو تری وفا کہیئے | یہہ نہ کہیئے تو اور کیا کہیئے
چشم دریاے خون ہے یا طوفان | کیا بلا ہے یہہ ماجرا نہ کھلا
تجہے دکہادون تماشا مین بیوفائی کا | یہ کیا کرون کہ مجہے منہہ ہے آشنائی کا

شفق مرزا علی جان ابن مرزا جان تلمیذ رشید بحر باشندۂ لکہنؤ دیوانش تلف گشتہ این دو بیت از وست ہ

طمع دو آنسوؤنکی بہی نہ رکہو اہل دنیا سے | شفق جی بہر کے رو لو چلیئے جی کر جاؤ غم اپنا
جو بات کی اونہون نے خبر ہوگئی ہمین | حاصل ہوئی ہے عشق سے ہمکو صفاے دل

شمیم سید قدرت علی فرزند میر انتظام علی سہسوانی بزرگان او اندرین ریاست تعلق ملازمت دارند ازین جہت او ہم درینجا اقامت دارد منشی ضیا سہسوانی مصلح گفتار اوست ہ

ہجر مین آگ نظر آئی شراب گلگون | ساغر مے کو ہتیلی کا پہپولا سمجہا
یہہ کا حل کبہی سمجہا کبہی مہر روشن | اللہ اللہ ترے رخسار کو کیا کیا سمجہا

شمس میر آغا علی تلمیذ قاضی محمد صادق خان اختر باشندۂ لکہنؤ ہ

بشر کا حسن کیا شے ہے طبیعت آہی جاتی ہے | دعاؤن سے نہین کٹتی یہہ آفت آہی جاتی ہے
یہہ تو فرمایئے کب آیئے گا | لو خوشی آپکی رخصت ہی سہی
نکرو بات ادہر دیکہہ تو لو | نہین الفت تو مروت ہی سہی
کٹی شب یار کی آرایشون مین | سحر تک زلف بگڑا کی بنا کی

شناور صاحب مرزا ابن شاہ میرخان نیشاپوری ساکن فیض آباد اقامت گزین لکہنؤ تلمیذ آتش ع

یاد ہین مجہکو بہی عیاری کے دستور بہت	آپ گر دور تو بندہ بہی ہی بہجر دور بہت
لحاظ اپنا ذری رہتا ہے ہمبستر بہی ہوتے ہین	اگر وہ پہیل کر سوتے ہین تو ہم بہی سمٹتے ہین
دینا تہا مرا خط اوسے غیروں سے چہپا کر	اتنی بہی تجہے عقل نہ ای نامہ بر آئی

شوق شیخ الٰہی بخش از سکنائے اکبرآباد ملازم مرزا مظفر بخت در سنہ ۱۲۴۱ھ جامۂ ہستی گزاشت در پارسی و ریختہ دو دیوان دارد ع

اوس خاکسار کو کوئی کیونکر اوٹہا سکے	جون نقش پا جہان کہ یہ بیٹہا وہین کا

شوق مولوی قدرت اللہ متوطن موضع موی مضافات سنبہل مراداباد مقیم رامپور افغانان از علمائے مشاہیر بودہ است این بیت از وست ع

اے خدا یون بہی کبہی تیری خدائی ہوگی	کہ مجہے اوسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوکت میر حسین علی از عمائد دہلی بود چہ خوش نغمۂ شیرین میسراید ع

حرم سے سستی کے کعبہ مین نہو رہ تو نہو	میکدہ کا تو خدا کے فضل سے ہے در کہلا
اوس سنگدل کے دلمین تو تاثیر کچہہ نکی	کیا فائدہ فلک سے جو نالہ گزر گیا
جی لگ گیا قفس سے ہمین کچہہ نہین خیال	موسم بہار کا کدہر آیا کدہر گیا
ساقی ترے طفیل سے ہمکو مہ صیام	معلوم بہی نہین کدہر آیا کدہر گیا
شکوہ مین کرنے لگا تہا پر جفاے یار سے	لب تک آتے آتے وہ سب حرف افغان ہوگیا
وصل کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ سہی	دل کے بہلانے کو میرے کوئی صورت چاہیئے
شوکت نے جان دی ترے در پر ہزار شکر	وہ مرتے مرتے یہ بہی بڑا کام کر گیا
تہی عار جنکے نام سے کی اون کی التجا	لگ جائے آگ اس دلِ خانہ خراب کو

جبکہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل ۔ اوس ستمگر کی بلا لیتی ہے خنجر ہاتھ مین

شہرت مرزا حاجی بن مرزا قیام الدین از اولاد شاہ عالم بادشاہ تلمیذ عبد الرحمن خان احسان گفتارش ہمہ مایۂ انتخاب است او راست ؎

پہوٹ کر رونے سے اپنے زخم دل خندان ہوگیا ۔ ہم اگر روئے بہی تو اس رونے پہ ہنسنا ہوا

کچہہ نشان مجہہ بے نشان کا بعد مردن بنگیا ۔ حسرتین ہو ہو کے اکجا جمع مدفن بنگیا

مہلت بقدر گردش ساغر تو دے فلک ۔ ساقی کو ڈہب پہ لائے ہین سو التجا سے ہم

تہوڑی امید وصل پہ رسوائیان ہوئین ۔ جان دینی اب قبول یہ کرتے دعا نہین

لبو نپہ آنے نپایا تہا اپنے حرف امید ۔ کہ اتنی دیر مین وہ ہوگئے خفا ہم سے

نہ چہوٹا زلف سے دل اور نہ دل زلفین نبانے سے

یہہ وہ جنجال تہا جس سے نہ تم نکلے نہ ہم نکلے

شہیدی منشی کرامت علی خان ولد عبد الرسول خان عروضی لکہنوی با مصحفی و نصیر دہلوی نسبت تلمذ داشت در عروض و سیاق دستگاہ بلند و پایۂ ارجمند بہم رسانیدہ بیشتر در سیاحت ماندہ در ۱۲۵۶ھ بعد ادائے حج بیت اللہ بمدینہ منورہ رسید چون نظر بروضہ مطہر گماشت قالب خاکی گذاشت دیوانے دارد ؎

نام سنتے کا سُننے سے جسے غش آتا ہو ۔ وہ جنازے پہ شہیدی کے مقرر آیا

جلد انصاف ہو کہ خلق کا اے داور حشر ۔ پہر قیامت ہے جو وہ شوخ ستمگر آیا

وعدۂ شام ہی کی ہمنے عبث جاگ کے صبح ۔ وہ اوسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا

ہزار مرتبہ دیکہا ستم جدائی کا ۔ ہنوز حوصلہ باقی ہے آشنائی کا

شہیدی حشر کے دن بہی ہمارا ہو چکا اوٹہنا ۔ یہی عالم رہا بعد فنا گر ناتوانی کا

شاد ہو ہو کے جلاتا نہ مجہے یون ہر دم ۔ گر وہ بے رحم مرے حال سے غافل ہوتا

ہو چلا خنجر بیداد کا بسمل ٹہنڈا ۔ لے ہوا اب تو کلیجہ ترا قاتل ٹہنڈا

بیمار محبت کو اب اللہ شفا دے
گر کچھہ مزا ملا تو شہید ہی اوسیکے ہاتھہ
کانون سے سنا کرتے تھے ہم جادو ہی اک شی
ہم نہ پہونچے اپنے مطلب کو نہ پہونچے پر خدا
ظالم کبھی تو بام پر آجا کہان تلک
یا کبا ز ایسا ہون گر مر جاؤن میری قبر پر
ہو لئے عشاق نوازی کے وہ دلسے مصروف
بیقراری دلکی ہین کیونکر جتاؤن یار کو
مین تو سمجھاؤن ہزار اوسکو شہید ہی لیکن
دل مین کچھہ سوچ کے شرمندہ سا رہجاتا ہے
اغیار کا منہہ تہا مجھے محفل سے اوٹھاتے
میرے دم تک اوس گلی مین حشر کا ہنگامہ تہا

سنتے ہین کہ ہاتھہ اوس سے مسیحا نے اوٹھا لیا
خنجر تو یون گلے پہ مرے بار ہا پھرا
آنکھون سے تری نرگس فتان نے دکھایا
یہہ نہ سنوائے کہ مطلب غیر کا حاصل ہوا
بہلائے جی کوئی در و دیوار دیکھکر
لائے پروانہ چراغ اور گل چڑہائے عندلیب
ہائے مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد
سینہ پر جب ہاتھہ رکھتا ہی ٹھہر جاتا ہے دل
میرے سمجھانے سے کب یہہ دل شیدا سمجھا
گھر مین سن سنکے وہ چرچا مری رسوائی کا
سچ یون ہے تری رنجش بیجا نے اوٹھایا
اپنا لاشہ اوٹھتے ہی سب شور و شر جاتا رہا

سو نہ و ہم دو ہی دو بوسے ولے اک ڈھب کے دو
ہے مثل مشہور ہن مطلب کے سو مطلب کے دو

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہین کٹتے
قتل کرتا ہے مجھے وہ اپنا عاشق جانکر
مدعا گر کام دل ہے یار سے +

دن عیش کے گھڑیون مین گزر جاتے ہین کیسے
ہاتھہ سے اوسکے گلے پر میرے خنجر کیا چلے
دن مین سو آسکتے ہین بازار سے

ظلم و جفا کا طور و طرز آنکھون دکھا دیا کہ یون
مہر و وفا کے باب مین منہہ سے نہ کچھہ کہا کہ یون

شیرین تخلص حضرت عفیفۂ دوران و معصومۂ زمان بزم افروز ابہت و اجلال مسند آرائے جاہ و اقبال زیب اورنگ سروری درۃ التاج برتری جناب

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ المخاطب برئیس ولاور اعظم طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند کار کیائے ریاست بہوپال دام ظلہا العالی علی العالمین بالاقبال والاجلال ترجمۂ حافلہ حضرت ایشان در صبح گلشن و شمع انجمن بہ بسط تمام سمت نگارش یافت و محامد و محاسن جمیلہ ایشان کالشمس فی نصف النہار روشن تر است محتاج گزارش نیست سال ولادت ایشان از خورشید اقبال ۱۲۵۴ھ در ایب در اوائل از انچہ بر یختہ فکر فرمودہ دیوانے ترتیب داد کہ بقالب طبع ریختہ شد بیشتر در پارسی گفتار فکر میفرمایند کسے را از ذکور و اناث نشنیدہ یا شنی کہ با این ہمہ اشتغال عظام امور ریاست و ہجوم کار و بار سیاست و عدالت در تنگنائے سخن باین عنوان شایستہ پا گزاشتہ باشد درینجا چند ابیات از گفتار سابقہ ایشان انتخاب زدہ نذر دیدۂ ارباب بصیرت می نمایم چہ زیبا می فرماید ؎

پہلی سی رکاوٹ نہیں اب ہی نظر لطف ... آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا
کافر کیا مجھکو بھی تری زلف نے کافر ... اس لام نے کھویا ترے اسلام ہمارا
تم وہ نہیں رہے تو ہم بھی نہیں ہین وہ ... اسوقت مین جو ہمکو بلایا تو کیا ہوا
سرخرو ہونیکے قابل کیا حنا تھی مین نہتا ... آپکے قدمونکے نیچے اوسکو جا تھی مین نہتا
حال دل کہنے کے قابل ہی نہین ہم کیا کہین ... تم کہو اپنی نہ پوچھو ہمسے تمکو کیا ہوا
قابل پابوس ہی کیا ہم نہین ہین آپکے ... کیا خطا کی ہم نے گر چوما قدم کو کیا ہوا
عرش تک جاتا تہا یا اب کان تک جاتا نہین ... ہمنشینو میرے نالے کے اثر کو کیا ہوا
کیون نہ آتے ہی وہ اوٹھہ جاتے مرے پہلو سے ... بیٹھنا دیر تلک منع ہے بیمار کے پاس
درد فراق ہی مین سدا مبتلا رہے ... دنیا مین اسطرح بھی رہے ہم تو کیا رہے

شگفتہ اعظم بیگ خان متوطن لکھنو تلمیذ جرأت ؎

وقت خلوت نہین کہہ سکتے جو کچھ یار سے ہم ... بیٹھے منہہ تکتے ہین حیرت زدہ لاچار سے ہم

شیفتہ نواب محمد مصطفےٰ خان بہادر خلف ارشد عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب

مرتضیٰ خان بہادر مظفر جنگ از عمائد دہلی بودہ است در ریختہ بمومن خان دہلوی تلمذ داشت و در پارسی از مرزا نوشہ باستفادہ پرداخت گفتار دلنشینش روح فصاحت است و جان بلاغت و سخن شیرینش بیخ لطافت ست و اصل سلاست در سنہ ۱۲۶۸ کوس رحلت نواخت و تذکرہ و دیوانے یادگار گزاشت این نغمہ شیرین از جوش فکرت اوست چہ خوش گفتہ

آپ مرتے تو ہین پہ جیتے ہی بن آئیگی
شیفتہ ضد پہ جو اپنے وہ ستمگر آیا

کون کہتا ہے کہ ظلمت مین کم آتا ہے نظر
جعد نہ دیکہا تہا سو ہم نے شب ہجران دیکہا

بسکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا
پوچہتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا

سب باتین اونہین کی ہین یہ سچ بولیو قاصد
کچہ اپنی طرف سے تو تصرف نہین کرنا

تم لوگ بہی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار
شب موم کرلیا سحر آہن بنا دیا

خیر جو گذری سو گذری پر یہی اچہا ہوا
خط دیا تہا نامہ بر نے اونکو تنہا دیکہکر

کہہ ہم سے خفا وہ ہین کہو او نسے خفا ہم
مدت سے اسیطرح نبہے جاتی ہے باہم

آنکہون نے یون اشارہ دشمن نہ دیکہتے
ہوتے نہ اسقدر جو نگہبانیو نمین ہم

کہتا ہون جو غیر سے نہ ملئے
کہتا ہے کہ کیا مین بیوفا ہون

ہم بہی دکہاتے غیر سے اخلاص کا مزا
آفت تو یہہ پڑی ہے کہ تم بدگمان نہین

غیر سے حرف تمنا سے جفا کہتے ہو
کس سے کہتے ہو تمہین خیر ہے کیا کہتے ہو

اونکا لگاؤ اور بہی کرتا ہے بیقرار
وان کچہہ نہو تو جوش بہان اسقدر نہو

خجل ہون آپ مین ہو وقت اپنے آنے سے
تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کے شرمسار مجہے

ایسے جفا سے یار مین پائے مزے کہ بس
منکر ہی ہو گیا مین عذاب الیم کا

یاس سے آنکہ بہی جبکی تو توقع سی کہلی
صبح تک وعدہ دیدار نے سونے نہ دیا

نہ لکھنا تھا غم ناکامی عشق / جواب نامۂ بے مدعا کیا
میرے آنے سے تم اوٹھ جاتے ہو / بزم دشمن مین سنجاؤن کیونکر

ایسی رغبت سے کرے قتل گمان کاہیکو تھا / شیفتہ اوسکو تو لو تم سے محبت نکلی
ناصح تری زبان ترے بس مین نہو تو پہر / انصاف کرکہ دل پہ مرا زور کیا چلے
پھر بلا سے کوئی بیٹھے شیفتہ / اوٹھ گئے جب آپ کوے یار سے
ایک حالت پر نہین رہتا کوئی / اب وفا ہو بیوفائی ہو چکی
بے عذر وہ کرلیتے ہین وعدہ یہہ سمجھکر / یہہ اہل مروت ہین تقاضا نکرینگے

شیخ محمد جان باشندۂ لکھنؤ در خوشنویسی ید طولے دارد بیتے از گفتار سابقۂ او گوش خوردم کہ بضبط کتابت درآوردم ہ

الفت مین اونچ نیچ نہ سوجھی جہان کی / پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی

حرف الصاد

صابر مرزا قادربخش فرزند مرزا کرم بخت بہادر نبیرۂ مرزا معزالدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی با عبدالرحمن خان احسان و مولوی صہبائی نسبت تلمذ داشت تذکرہ و دیوانے بزبان ریختہ یادگار خویش گذاشت ہ

کیا ہمکلام ہون کہ خدا نے بنا دیا / اسے یار بے دہان تجھے اور بے زبان مجھے

صاحب شیر زمان خان نبیرۂ و تلمیذ عبدالرحمن خان احسان متوطن دہلی ہم از ذوق دہلوی استفادہ داشت اوراست

شرمندہ ہے ناکامی فرہاد سے اتنا / ہرگز کبھی تیشہ کا سر اوپر نہین ہوتا
ذرا آنکھون پہ نہین رکھتا اوسکو صاحب / کہین یہہ طفل اشک ابتر نہو وے

صادق صادق علی خان المعروف بہ میان ستیا بیگ قلندر بخش جرأت مصلح گفتار او بوده این رباعی از گفتار اوست ؎

کس سے کہوں آہ جاکے حالت دلکی
گھٹتی جاتی ہے روز طاقت دل کی
وہ جان جہان نہ آیا اور جان چلی
افسوس رہی دل ہی مین حسرت دل کی

صالح مرزا مصلح الدین ابن مرزا حسین بخش نبیسۂ ابو ظفر بادشاہ از ارشد تلامذۂ مرزا پیارے رفعت ادراست ؎

نکلتی جان تو کیونکر نکلتی
کہ دم تو یار مین اٹکا ہوا تہا
وہ لوگ کون تہے کہ جو برسون ستم سہے
اپنا تو دو ہی دن مین عجب حال ہو گیا
ہمکو تو دل لگی مین اوٹہی ہین علاقتین
سو دل خدا جو دیوے تو سوجا لگائیے
زندگی کی کوئی صورت نہین آتی ہے نظر
درد دل مین یہ اوٹہا ہے کہ خدا خیر کرے

صبا منشی محمد صابر حسین فرزند منشی احتشام الدین حسین از باشندگان سہسوان از قدر افزائی رئیسہ عالیہ اندرین ریاست تعلق ملازمت دارد در ہردو زبان پارسی و ریختہ دستگاہ دارد مثنوی شوکت خسروی بروش سکندر نامہ بمدح رئیس رامپور نتیجۂ فکر اوست میگویند کہ بارہا گفتار خویش گرد آورد و بدیگران قسمت نہاد امروز بیشتر از دو سہ غزل از آن اونخواہد بود این ابیات چند ازوراست چہ خوش گفتہ ؎

شب وصلت ہی خلوت مین نہ غیر آکے لقا ٹہرے
نہ اندیشہ رہے دلمین نہ آنکہوں مین حیا ٹہرے
کرے وہ قتل یا چہوڑے صبا ہی اختیار اوسکو
وہی مرضی ہے اپنی بہی جو قاتل کی رضا ٹہرے
جیتے جی موت کی بہی یاد نہ بہولے انسان
رہے عالم مین مگر اور ہی عالم مین رہے
یان شوق کی کثرت ہے تو وان شرم کڑی ہے
جہگڑا ہے سوارات ہے کم دیکہئے کیا ہو

صبا میر وزیر علی ابن میر بندہ علی لکہنوی موطن تلمیذ رشید آتش در ۱۲۷۱ از پشت اسپ بر افتاد و جان بداعی اجل داد سخن شایستہ میفرماید ؎

اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے — کیونکر کوئی جئیگا جب یون عتاب ہوگا

لے گیا چین کے دل وہ بت پرفن کیسا — رہ گئے دیکھتے منہہ شیخ و برہمن کیسا

آدم سے باغ خلد چھٹا ہمسے کوے یار — وہ ابتداے عشق تھی یہہ انتہاے عشق

تجربہ دونونکی جان بازیونکا کردم قتل — امتحان غیر کا میرا سر میدان ہوجاے

صبا کانجی مل فیروزآبادی موطن و لکھنوی مسکن شاگرد مصحفی در عین شباب در گذشت دیوانے یادگار گذاشت او راست ہ

افسوس وہ آرام عدم مین بھی نہ آیا — جسکے لئے دنیا سے سفر ہم نے کیا تھا

مجھے آتا ہے تجہپر رحم اوس قاتل کے کوچہ مین — لئے جاتا ہے نامہ آج تو اے نامہ بر کس کا

صبا مرزا راجہ شنکرناتھ بہادر ولد راجہ رام ناتھ بہادر تلمیذ سعادت یار خان رنگین این دو بیت از نتایج افکار او ست ہ

کیا پوچھتے ہو جور و ستم مجھ سے یار کا — دیکھو نہ حال میرے دل بیقرار کا

ہون مین صدقے ترے بہانے کے — خوب ڈھب یاد ہین نہ آنے کے

صبر اجودھیا پرشاد کایستھ باشندہ شاہجہان آباد از منشی بسنت سنگھ نشاط و شاہ نصیر استفادہ پرداخت ہ

خزان کے روز تو رو روکے باغبان کاٹے — چھٹنے قفس مین جواب موسم بہار آیا

صبر کب دیتے تھے ہم اوسکا گل پہچان کو دل — آپ سے مانگا تو پھر موقع نہ تھا انکار کا

بدنامیان ہین باعث نام آوری یہان — ہم جانتے تھے عشق مین کچھ عز و شان نہین

صدق شیخ محمد اشارت علی خلف شیخ نوازش علی کمبوہ از رئیسان میرٹھ باندا فخر گرم تلمذ داشت او راست ہ

اے صدق ضعف سے مری آواز بند ہے — اوس بدگمان کو وہم کہ مغرور ہوگیا

ہین کہاں وہ کہان کہان جلسے — چشم بد لگ گئی [illegible]

عصر میر محمد میرخان مشنیده ام کہ یکے از تلامذۂ میر امداد حسین صفیر بوده زیاده برین آگہی نیافتم

وعدۂ وصل تو ہر روز ہوا کرتا ہے — آج دے ڈالیئے اک بوسہ کڑا دل کرکے

صفدر تخلص نواب صفدر علی خان ابن نواب محمد سعید خان بہادر مرحوم والی رامپور عم عالیمقدار نواب کلب علیخان بہادر فرمانروائے حال رامپور ست گرامی برادرش نواب محمد یوسف علیخان بہادر مغفور او را بظل حمایت پرورد فارسی خوب میداند و خط خوش می نگارد در فنون سپہگری مشاق است و در تصویر کشی شہرۂ آفاق در عالم سیر و سیاحت بر پری پیکرے فریفتہ شد و شعر و سخن را ذریعۂ اظہار درد دل یافتہ دل بشاعری بست منشی امیر احمد امیر کہ تلمیذ منشی مظفر علی اسیر ست اوستاد وست ہمارین زمانہ کہ تذکرہ بزم سخن زیر تدوین ست دیوان خود را کہ حاوی اصناف کلام باشد فرستاده است نبذے ازان بطریق انتخاب نذر شایقین کلام کرده میشود

سب جانتے ہین عاشق تیرا چھپا نہین ہون — ہمراہ میرے چرچا ہوگا ضرور تیرا
ہرچند وہ خفا ہے صفدر یہی عذر لازم — چل تو معاف کردے شاید قصور تیرا
وصف واعظ سے تو ہم سنتے ہین حسن حور کا — کون جانے جھوٹ ہے یا سچ ہی شہرہ دور کا
کرتا ہون وصف حسن تو کہتے ہین ناز سے — جوبن ہے ہمیشہ نام خدا پھر کسیکو کیا
ہین لیکے مفت مین منت پذیر کیون ہوتا — حباب خضر کچھ آب بقا شراب نتھا

کبھی پیڑیون سے جنون مین ہم ہوے خوفناک نہ طوق سے

سبب انکسار جھکا دیا قدم ثبات بڑھا دیا

ایک میرے قتل نے دو بوجھ رکھے دو طرف — تیرے سر پر خون میرے سر پر احسان رکھ گیا
بڑی بات یہ ہے کہ قاصد کسی نے — لکھا ہے ہمین خط مین شیدا ہمارا
ذرا بزم سے اوٹھ کے خلوت مین سنلو — خدا جانے کیا مدعا ہے کسیکا

فغان کو سنکے مرے تو عبث بگڑتا ہے
مین نے کہا جو اونسے کہ شتاب پہین ہو
قصد چلنے کا ہے مقتل مین مبارک ہو مگر
ہے ابتدائے محبت سمجھے تمیز نہین
یہہ لکھکے پھیر دیتا ہے قاصد کو یار خط
ہاتھہ پہیلا کے لپٹتے تو لپٹ ہی جاتے
کیا تکلف ہے جو دم بھرتے ہین بسمل تیرا
گلے مین مرے ہاتھہ وہ ڈال کر
لیتا ہون ایک گال کے بوسے جو چار پانچ
کوئی اتنا تو بتاوے کہ حسینان جہان
وہ اور جواب میرے سوالونکا نامہ بر
ماتم کشتۂ فراق آج ہی بزم یار مین
نہین آتی ہے شرم سے باہر

مرا گلا ہے مرا منہہ مری زبان صیاد
انکہین جھکا کے بولے کہ کس اعتبار پہ
اک ذرا اپنا پرایا تیغ قاتل دیکہکر
کہان کلام کرون اور رہون کہان خاموش
لونگا جو ایک مین وہ لکہین گے ہزار خط
سہل سی بات کو کر دیتا ہے دشوار لحاظ
بات جب ہے کہ مسیحا کہے قاتل قاتل
یہہ کہتے ہین صفدر منالے ہمین
کس ناز سے وہ کہتے ہین لب ابا دہر نہین
دل جو لیجاتے ہین عشاق کا کیا کرتے ہین
وہ بات کہہ کہ آئے کسی کے خیال مین
موت خزا نہین آئی تھی پہول ہو بہار مین
یہہ دو لہن ہے کہ آرزو دل مین

صبح جو اوسکے در پہ گئے ہم ہوکے خفا دربان نے کہا
ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سدہارو آج کی صحبت عام نہین
جوانی جا چکی پیری بھی آئی
بس اب آگئے قضا ہی اور مین ہون
آگے دوراہے مین پھنسنے لگے ہے کس طرف چلین
زند بتاتے ہین کہ یون کہتے ہین پارسا کہ یون
صفدر یہہ آرزو ہے کہ تنہا جو وہ ملین
کچھہ رو ٹھین کچھہ گلا کرین کچھ یہہ گفتگو کرین
وہ توڑ کر چوڑیون کو اپنے یہہ بولے میرے کفن مین رکھکر
کہ صحن محشر مین ڈہونڈہ لینا کسی جگہہ اس نشان سے ہمکو

بیچین کر رہا ہے کیا کیا دل و جگر کو
ہر دم کسی کا کہنا جاتے ہین ہمتو گھر کو

وہ چلتے ہین او بھر کر جوش مستی مین تو کہتی ہین
نہین کچہہ مال چوری کا چھپاؤن کیون بانہین جوبن

احباب نے کی میری سفارش تو وہ بولے
دشمن مرے کیا کرنے لگین پیار کسیکو

خرابات جہان برباد ہو جائے تو ہو جائے
رہے ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ

شکوونکا کچہہ جواب جب اونسے نہ بن پڑا
گردن مین میری ڈالدیے کسکر اپنے ہاتھہ

گھونگٹ اولٹ کے اوس نے شب وصل یہ کہا
کچہہ بک نہین گئے مرے دشمن حیا کے ہاتھہ

دکہا کر وہ تلوار کہتے ہین مجہہ سے
خبر ہے تمہین کیا ہوا چاہتا ہے

کچہہ تو دل کو خوشی ہوا سے صیاد
جھوٹ کہدے کہ اب رہائی ہے

وہ آتے ہین سر تربت تو ناز کہتا ہے
حضور خاک سے دامن ذرا اوٹھائے ہوئے

اغیار جو آجائین تو کچہہ مجہہ سے نہ کہنا
چپکے سے کہا یون تجہے سمجھا کے کسی نے

صفا مرزا سعید الدین عرف ننہے برادر و تربیت یافتہ مرزا رحیم الدین حیا زاد بومش دہلی ست او راست ؎

روز کے ظلم و ستم انصاف کر
چرخ اتنا دم کہان انسان مین

صفا پیرن شاہ بن رتن شاہ باشندۂ دہلی از تلامذۂ ذوق بودہ است ؎

چپ رہیئے خدا کے لیئے اسحضرت ناصح
اسوقت خدا جانے مرا دہیان کہان ہے

صفدر صفدر بیگ خلف حیدر بیگ ساکن قدیم کرنال خوش باش دہلی ؎

نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہم سے ترک وفا
نہ اختیار تمہارا نہ اختیار اپنا

اسطرح سمجہاتے ہے ناصح کہ دل سمجہے مرا
بند کرنا اور ہے اور سر پہرانا اور ہے

صفیر نور خان ساکن میرٹھہ از شاگردان میر حسین تسکین ؎

آپ خنجر بچائیے اپنا
دہیان سودائی کو نہین سر کا

صولت قاسم علیخان بن کاظم علیخان حیران متوطن بنارس ؎

ملتے ہو رقیبون سے مرے گہر نہین آتے ... اللہ تمہین اتنی بہی فرصت نہین ملتی

ضاد معجمہ

ضابط مہر علی خوش باش شاہجہان آباد طبع نیکو میداشت ؎

یون تو ہر ایک سے وہ خلق سے پیش آتا ہے ... پر ہمین سے نہ کہی اوس نے کبہی پیار کی بات

ضامن حکیم محمد ضامن باشندۂ اکبر آباد ملازم سرکار حیدر آباد بود و شاہ نصیر را مصلح گفتار خویش نمود اوراست ؎

تمکو کیا کیا وفا کے دعوے ہین ... خیر کہیئے ہمے یقین آیا

کون اوٹھکر گیا کہ تو ضامن ... ابتلک آپ مین نہین آیا

حاضر ہین دونون چاہیے اسے چاہو اوسکو لو ... جان آپکی ہے دل بہی مری جان ہے آپکا

ضیا میر ضیاء الدین دہلوی موطن عظیم آبادی مسکن در ۱۱۹۲ھ داعی اجل را لبیک گفت اوراست ؎

صاف تہا جب تلک تو ہمکو بہی جواب صاف تہا ... اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا

کل کی رسوائی تجہے کچہہ یاد ہے اے ننگ خلق ... آج کوچہ مین ضیا تو اوسکے پہر جانے لگا

ضیا شخصے ولی اللہ نام اکبر آبادی گذشتہ جز این قدرش ندانم ؎

رہیگی یون ہی اگر دل کو بیقراری رات ... خدا ہی جانے کہ کیونکر کٹے ہماری رات

ضیغم حافظ اکرام احمد ابن حافظ قطب الدین از سکنا ر رامپور پیشتر حشمت تخلص میکرد عروض و قوافی نیک میدانست عمر در سیر و سیاحت بسر کردہ در ہزلیات و ریختی و مرثیہ مہمان تخلص کردی در جمیع اصناف سخن قادر بود سودائے کیمیاگری در سر داشت در ۱۲۸۶ھ جہان و جہانیان را گذاشت ؎

آئی سحر نشان شب اصلا کہین نہین | پر آ چکی گئی نہین اب تک نہین نہین
حور کے غم سے ہے غلمان کے صدمے ضیغم | بعد مردن بھی رہا ہمکو نہ آرام سے کام

الطاء

طالب حافظ طالب باشندۂ رامپور مردے ستمہ ذکی الطبع بودہ است ؎

تیر ہئے سینے کو شق کیجیے دل دلگیر کو | یہہ ہی دو جاگہ ہین اور کیا کہا گیا ہین تیر کو
اشک آنڈا ہے مرا ابر سے کہہ دو جاکر | آبرو چاہے تو ہٹکر مرے گہر سے برسے

طالب الایچی رام ابن سوبلی رام از سکنائے جلال آباد قوم برہمن و از تلامذۂ عبد الغفور خان نساخ طبع شگفتہ دارد ؎

ہنسی سے شوم بھلا ہی کہ دی جواب شتاب | اجی تم اتنا تو فرماؤ آؤگے کہ نہین
ہم تو مرتے ہین ایک مدت سے | واہ جی تمکو کچھہ خبر ہی نہین

طبیب حکیم محمد حسن خان ولد فتح خان فرخ آبادی موطن تلمیذ رشید منیر لکھنوی

نقشہ محشر بھی جھک جھک کے قدم لیتا ہی | تم تو دو ہاتھہ قیامت سی بھی بڑھ کر نکلے

طپان مرزا احمد بیگ خان پور نواب عطاء اللہ خان از عمائد دہلی مقیم کلکتہ از تلامذۂ مرزا جان طپش بود در سنہ ۱۲۳۴ھ رحلت نمود او راست ؎

طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہو | امکان نہین بجنا اک ہاتھہ سے تالی کا
کیجیے دل شوریدہ کو ہرگز نہ مرے ساتھہ دفن | کھوئیگا زیر خاک بھی ورنہ مرے آرام کو
تغیر وعدۂ جانان مین سو سو بار ہوتا ہے | کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے

طپش مرزا محمد اسمعیل المعروف بہ مرزا جان ابن مرزا یوسف بیگ از احفاد سید جلال الدین بخاری باشندۂ قدیم دہلی مدتے برفاقت مرزا جہاندار شاہ

بہ لکھنؤ بسر بردہ و روزگارے بمعیت نواب شمس الدولہ بہادر بہ ڈہاکہ گذرانیدہ در سنسکرت مہارتے کامل داشت و از خواجہ میر درد باستفادہ سخن پرداخت کلیات دارد

ایسی کیا کی ہے دلا ہمنے بتونکی چوری
دیکھکر جسکو یہہ آنکھہ چرا لیتے ہین

نے پیروی قیس نہ فرہاد کرین گے
ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے

رخ اپنے لہو سے تری دستار کرینگے
آخر کو ہم اکدن ترے سر چڑہکے مرینگے

طرب مولوی رحیم بخش نبیرۂ شیخ نور محمد قادری متوطن تہانیسر اقامت گزین دہلی از عبد الکریم باستفادہ پرداخت اوراست ؎

مرغ دل مشتاق ہے تیرے مژہ کی تیر کا
دل نہ توڑا چاہیے صیاد اس نخچیر کا

قتل تو کرتا ہے مجھکو پر مین ہون برگشتہ بخت
خوف یہہ ہے منہہ نہ پھر جائے تری تلوار کا

اے طرب عشق سے پرہیز ہے لازم تجھکو
جان جائیگی کسی بت پہ اگر دل آیا

آفت زدہ تھے اور ہی دنیا مین ایکفلک
کیا خاک مین ہمین کو ملانا ضرور تہا

ہین ہاتہہ مین سفاک کے یہہ تیغ و سنان آج
دو چار کے سر جائینگے دو چار کی جان آج

ہوا سے شوق سے اوڑکر چمن مین پہونچینگے
نہین سہی ہم اگر بال و پر نہین رکھتے

طرز احمد حسین دہلوی تلمیذ مرزا خدا بخش قیصر ؎

دل کو ترے ستانا چاہا نہ ہمنے ورنہ
نے گریہ بے اثر تہا نے نالہ نارسا تہا

طور محمد رضا پور مرزا اعظم بیگ لکھنوی از تلامذۂ برق دیوانے دارد ؎

عوض بوسہ کے ہمنے گالیان ہین پاکر خضر نے
ذرا انصاف تو کیجے نکالا کسنے شر پہلے

الظاء

ظالم ظالم سنگہ قوم برہمن دہلوی مسکن ہر دو زبان فارسی و ریختہ نیک میدانست ؎

دن تو رو پیٹ کے کٹے لیکن … ہجر کی شب پہاڑ آتی ہے

ظاہر رام پرشاد کھتری از سکنائے دہلی واز تلامذۂ مرزا رحیم الدین ایجاد بودہ است
او راست ؎

بیچے دل اون بہت بیداد گرسے کیا ظاہر … کر سادگی پہ وہ عیار ہے زمانے کا
ظاہر گر ایک بار بہی جاوے تو یون کہے … آنا مجھے پسند نہین بار بار کا
صیاد تیرے ڈر سے ہون خاموش ورنہ یان … مین اور چین دیوے گہڑی بہر فغان مجہے

ظاہر خواجہ محمد جان باشندۂ دہلی از تلامذۂ مرزا مظہر رح ؎

اے آہ اسقدر تو گریبے اثر نہوتی … ممکن نہتہا کہ اوسکے دل کو خبر نہوتی

ظریف میران اللہ اصلش از لاہور است از دیرگونی دوران بہ لکہنؤ توطن گزید

وعدۂ وصل تلک کیون نہ جیئے صد افسوس … مرگئے ہم ایسے پشیمان ہین کہ جی جانے ہے

ظفر ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ خلف الرشید سلطان جہان محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی در خطاطے دستے بلند داشت و در سخن پایۂ ارجمند گفتارش اگرچہ سادہ پرکار است اما ہمہ اش خار انشکار است محاورہ گوئی از آن اوست و معاملہ نویسی زیر فرمان او سخنگوئی از شاہ نصیر و ذوق آموختہ و کمتر ایام با غالب مشق این فن کردہ در رنگون بسر نمود تا آنکہ درسنہ ١٢٧٩ھ بخوابگاہ عدم برآسود چار دیوان از نتائج فکر بلند اوست

بوسہ جو طلب کیا شب اوس سے … بولا وہ رشک ماہ کیا خوب
ہاتہا پائی مین جو کل ٹوٹ گیا ہار اوسکا … اسقدر میرے گلے کے وہ ہوئے ہار کہ بس
صدآرزو ہے وصال ہے حیات نیم نفس … نفس شماری وانداوہ بے شمار دریغ
جو کچھ وہ پوچہے تو رک جائیو نہ ای قاصد … تجھے خدا کی قسم کہیو تو تڑاق پڑاق
گالیان دیتے ہنگے اب نالۂ و زاری تو سنو … اپنی سب کہہ چکے تہوڑی سی ہماری تو سنو
واہ تم صبح کو بہلے آئے ✦ … دن چڑہے کہہ کے دن ڈہلے آئے

بتون پر زاہد و گر ہم فدا ہونگے تو ہونے دو
تمہین پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہونے دو

کبھی آ گئے وہ جو یان چلتے پھرتے
تو دیکھ ہوئے گا لیسان چلتے پھرتے

جلا جی نہ دل مفت لیکر کسی کا
کہا بھی تو مان اے ستمگر کسی کا

ظہور مولوی ظہور علی ابن مولوی فتح علی ہریانوی خوش باش دہلی تلمیذ عبدالرحمن خان احسان و شاہ نصیر و مومن این بیت از وست ؎

اے اشک مرے دیدۂ نمناک سے باہر
جاتا ہے کدہر تو تو مرا لخت جگر ہے

ظہیر سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا ابن میر جلال الدین خوشنویس باشندۂ دہلی در خط طغرٰے اوستاد ابوظفر بادشاہ و در سخن شاگرد ذوق او رست

ہے تیری خستگی مری صورت سے آشکار
کچھ داغ دل نہین کہ دکہایا نجائیگا

جانے کو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر
حضرت سلامت آپ سے آیا نجائیگا

ظہیر سید محمد جان ابن میر سحی ناظم از باشندگان دہلی سخنگوئی از والد مستعد خود آموخت ؎

یان حرف بیوفائی انکا تھا بسبیل ذکر
ہمنے خدا انکو اسے تمکو کہا نہین

اک دلربا کے کہنے یہ اتنی خفا ہوئے
کچھ جنگجو کہا نہین بدخو کہا نہین

حرف العین

عارف محمد عارف کشمیری الاصل دہلوی مولد تلمیذ نجم الدین آبرو پیشۂ رفوگری میکرد دیوان ریختہ اورا یادگار ست ؎

اس ابر مین بے ساقی و مے جی یہ بنی ہے
ہر بوند کا کہانا مجھے ہیرے کی کنی ہے

عارف نواب زین العابدین خان پور نواب غلام حسین خان باشندۂ دہلی

سخنگوئی از شاہ نصیر و مرزا غالب آموختہ در ۱۲۷۶ھ بساط حیات در نوردید گفتار دلچسپ میسر اید دیوانے ضخیم دارد ؎

کہاں سے آگئی اسیمن ترے رفتار کی تیزی	کہ چلنا قتل کرتا ہے ہمیں شمشیر براں کا
رسوا ہوا تو اہل وفا میں ہوا عزیز	اچھا ہوا وہ حق میں مرے جو برا ہوا
ہم تو دیوانے ہیں مجنوں کی کہے جاوینگے	ہیں حسین آپ طرفداری لیلے کیجے
عارف بتا کہ سر ہے یہ کس دن کے واسطے	پھرتا ہے آج تیغ وہ عریاں کیے ہوئے

عابد میر عابد علی ابن میر مہدی علی لکھنوی شاگرد میر امان علی سحر و انیس ؎

ستی ہوا ہوا ہوا پامال ہو گیا	کیا پوچھتے ہو خاک کہوں ماجرا دل

عاجز مرزا عبد اللہ بیگ ولد مرزا احمد بیگ باشندہ شاہجہان آباد از تلامذہ ذوق

کل تو جاینگی قسم کھائی تھی تم نے عاجز	آج پھر جاتے ہوا وس شوخ ستمگار کے پاس
روتا ہوں تو ہنستے ہیں وہ کم ظرف سمجھکر	کرتے ہیں خجل مجھکو مرے دیدہ تر اور

عاشق اقبال حسین ابن نور الدین متوطن دہلی تلمیذ مرزا نوشہ ؎

ربط کچھ داغ و جگر کا ہی ہے پیاں عاشق	ورنہ اس دور میں کوئی بھی کسیکا نہوا
توبہ تو کر چکا ہوں مگر کچھ کچھ اندیوں	دیتی ہے دم بہار کی آب و ہوا مجھے

عاشقی آغا حسین قلی خان پسر آغا علی خان خراسانی الاصل مقیم لکھنؤ بزرگان او در خاندان تیموریہ سرفرازی داشتند و خود ہم بہ عہدہ ہائے جلیلہ مامور ماندہ تذکرہ نشتر عشق او راست بیتے از وسے خوش آمد کہ بنگارش آوردم ؎

جب سے کہ میں پوچھوں ہوں مرا عشق کا کیا	رو رو کے یہہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہیں سکتا

عاصی منشی امداد حسین ابن سبحان علی خان از ناسخ استفادہ سخن داشت

ہیں کس کس شعلہ رو کو سینۂ صد چاک دکھلاؤں	
	رہا تھا ایک دل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤں

عاصی لالہ گھنشیام راے دہلوی تلمیذ نصیر دیوانے دارد ؎

آپ ہی ٹک اپنی ابروے پرخم کو دیکھیے	تیغ دو دم کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے

عالی مرزا عالی بخت بہادر از اولاد شاہ عالم بادشاہ با مرزا معز الدین ثابت و عبد الرحمن خان احسان نسبت تلمذ درست داشت ؎

آب دم شمشیر کا کسکے ہے بیان ذکر	پانی ہو بہر آیا ہے لب زخم جگر مین
حاضر ہوا جو یار تو قسمت کا پہیر دیکھ	معدوم وہ کمر ہوئی غائب دہن ہوا

عزلت سید عبد الولی ولد شاہ سعد اللہ سورتی اورنگ زیب با یشان اعتقاد دہا داشتہ در جمیع علوم عربیہ فضیلت تام بہم رسانیدہ سخن پاکیزہ می گفت دیوانے از وست ؎

شکستہ گر ہوا دل اب نظر نکر مجہہ پر	یہہ ٹوٹے آئینہ مین منہہ تری بلا دیکھے
تنہا جو مین چلا طرف وادی جنون	زنجیر پاؤن پڑکے مرے ساتہہ ہوگئی

عزیز بہکاری لال باشندۂ دہلی تلمیذ میر درد بودہ است او راست ؎

کرے نہ یار اگر دلکو صاف کینے سے	عزیز موت بہلی پہر تو ایسے جلنے سے
بات اب امتحان پر آئی	قصہ کوتاہ جان پر آئی

عزیز نواب عبد العزیز خان ابن نواب سعادت یار خان نبیرہ حافظ الملک رحمت خان رئیس بریلی امروز بفضلہ بقید حیات است سخن شیرین می آرد ؎

فرقت مین جان بہی نہ بدنسے نکل سکی	یہہ سہل کام ضعف سے دشوار ہوگیا
نام رکہین گے وہ ہم لینگے اگر نام جفا	بات شکوہ کی کہین گے تو شکایت ہوگی

عزیز راجہ یوسف علی خان مخاطب بہ اعتماد الدولہ ابن غلام رضا خان دہلوی الوطن و لکہنوی مسکن علی اختلاف القولین تلمیذ محمد بخش شہید یا آتش بود او راست

بعد رسوائیونکے یارنے پوچہا تو کیا	ساری دنیا سے برا ہوکے مین اچہا ٹہرا

دہنین سو مرتبہ بہو جہہ رولا دیتے ہین — اور تو کچہہ نہین لب او نکو ہنسی ہی تو ہہی

عزیز مولوی محمد عبد العزیز دہلوی خلف الرشید حضرت صہبائی ست

نہین ہے رحم و مروت جو تجہہ مین خیر نہو — ذرا خدا ہی کا کچہہ تیرے دلمین ڈر ہوتا
تیرے نہ قابل کہ بلا واسطہ دیکہین اوسکو — بت بنائے ہین یہہ جلوہ ہین دکہلانیکو

عزیز تخلص محمد عبد العزیز ابن شیخ مخدوم بخش انصاری تاجیکی الاصل خیر آبادی موطن دہوپالی مسکن ست نبیرۂ منشی عبد الکریم میر منشی ریاست و تلمیذ حضرت افتخار الشعرا شہیر ست در پارسی ہم سخن ہمیگوید از وست

وہ دلربا ہو تم کہ تجہے ساتہہ دیکہکر — حسرت سے لوگ کہتے ہین بخت اس جوانکے ہین
لو وہ یوسف لقا عزیز آیا — قسم اللہ کی ہنسی سے نہین

عسکری عسکری احمد ابن مفتی نور احمد سہسوانی ملازم ریاست بہوپال تلمیذ منشی صبا ست

سانس سینہ مین جو رکنے لگی آتے جاتے — مین رکاوٹ کا تری اوسکو اشارا سمجہا

عسکری محمد حسن برادر و تلمیذ نادر حسین ہاشمی از باشندگان کالپی بود ست

مارے غصہ کے وہین ہونٹ چباتا ہے وہ شوخ
لب پہ دہوکے سے جو آجائے مرا نام کہین

عسکری نے لی جنون مین خانۂ دلبر کی راہ
ایسی مطلب کی نہ سوجہے گی کسی ہشیار کو

عشق شاہ رکن الدین عرف شاہ گہسیٹا معاصر سودا باشندۂ دہلی اقامت عظیم آباد ورزید دیوانے دارد ست

کیا کیا جفائین ظالم ہمنے تری سہی ہین — لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہین

عشق حکیم عزت اللہ خان بن حکیم قدرت اللہ خان دہلوی باحکیم ثنا ر اللہ فراق

نسبت تلمذ داشتہ صاحب دیوانست ؎

دل ہشیار تو نے چرائے ہین زلف یار	لیوینگے بال بال کا تجہہ سے حساب ہم

عزت میر غلام علی بریلوی سخنگوئی از مرزا علی لطف گرفتہ مثنوی پیدا ورت کہ از عزت باقیماندہ بود باتمام رسانیدہ دیوانے دارد ؎

غیر و نسے ہنسا وہ جو مرے سامنے عزت	کچہہ بس نہ چلا دیکہہ کے آنسو نکل آئے
شب وصال ہین دلپر قلق ابہی سے ہی	سحر ہے دور مرا رنگ فق ابہی سے ہے

عشرت مرزا کلن بن مرزا حسید رشکوہ داماد و تلمیذ مرزا پیارے رفعت در پارسی ہم فکر میکرد ؎

قیس جنگل ہین رہا کوہ ہین فرہاد رہا	بے ٹہکانو نکا تمہارے ہی ٹہکانا نہوا
کشتے تو لوٹتے تہے پرہ قتلگہ ہین قاتل	خنجر کو دیکہتا تہا اور اپنی آستین کو

عظمت میر عظمت اللہ ولد میر عزت اللہ خان جذب بریلوی مولد و جہان آبادی مسکن از مومن خان دہلوی اکتساب سخن کردہ بیتے از دیدہ شد ؎

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ	کیا ہی اس نام سے گہبراتا ہون

عیش حکیم آغا جان دہلوی ؎

مانا کہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ	جو مجہہ پہ روا رکہتے ہین ایسا نہین کرتے
افشاے راز عشق کے باعث تمہین تو ہو	سو بیجا بیان ہین تمہارے حجاب ہین

حرف الغین

غالب مکرم الدولہ بہادر بیگ خان ابن نیاز بیگ خان تورانی الاصل خوش باش دہلی تلمیذ ہدایت اللہ ہدایت در فارسی ہم فکر میکرد و بزم مشاعرہ

باہتمام تمام می آراست گویند کہ بشب مشاعرہ سخنوران وتماشائیان رامہمانی خواندے
وہنگامہ رقص وسرود می افروخت در سنہ ۱۲۸۱ بعدم آباد طبل رحیل کوفت اوراست

بجلی کے چمکنے کا ہے احسان
شب چھاتی سے لگ گئی وہ ڈر کر

قصہ درد وغم اپنا جو سنایا ہمنے
یا نہ اک رو کہ اوسکو بھی رولایا ہمنے

غالب مرزا نوشہ اسد اللہ خان المخاطب بہ نجم الدولہ دبیر الملک خلف الرشید عبد اللہ بیگ خان اکبر آبادی مولد و دہلوی منشا حق اینست کہ زبان ریختہ از وکار بالا گرفت وگفتار پارسی پایۂ والا اگر اورا مجدد سخن گویم بجاست واگر مجتہد فن خوانم روا فروزندۂ دودمان فصاحت است وشمع شبستان بلاغت ستایش او محتاج بیان نیست ہر کہ بہرۂ از ادراک داشتہ باشد داند کہ او کیست وگفتارش چیست در پارسی تصانیف متعددہ دارد ودر ریختہ دیوانے گذاشتہ در سنہ ۱۲۸۵ھ درگذشت اوراست

بوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا

لے تو لون سوتے مین اوسکے پاؤنکا بوسہ مگر
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہوجائیگا

جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو
اک تماشا ہوا گلہ نہوا

مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آؤن
گر مین نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

پکڑے جاتے ہین فرشتونکے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا

یارب نہ وہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے مری بات
دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زبان اور

مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند سر اوڑ جاے
جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور

اگلے وقتونکے ہین یہ لوگ انہین کچھ نکہو
جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین

زہر ملتا ہے نہین مجھکو ستمگر ورنہ
کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کہا بھی نہ سکون

کیون گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھون
مین جانتا ہون جو وہ لکھینگے جواب مین

دل کو نیاز حسرت دیدار کر چکے
دیکھا تو ہم مین طاقت دیدار بھی نہین

ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی

صحبت مین غیر کی نہ پڑی ہو کہین یہ خو
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کئے

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے تھے
دیکھون اب مر گئے پر کون اوٹھاتا ہے مجھے

گو ہاتھ مین جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

غافل منور خان ابن صلابت خان لکھنوی تلمذ مصحفی اختیار نمود و برفاقت فقیر محمد خان گویا بہر بار بود دیوانے ازان اوست ؎

یاد گیسو مین اوسکا ہے سر شام سے دل
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

دیدنی کارگاہ صنعت ہے
بت بنا ہے جو یا خدا کی قدرت ہے

غضنفر غضنفر علی خان پور غلام حسین خان کرڑوراارشد تلمیذ جرأت باشندۂ لکھنؤ خوش گفتہ است ؎

تا دم نزع نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا
آخر اک روز مین اپنا اوسے گھر چھوڑونگا

غمگین میر عبد اللہ باشندۂ دہلی ابن میر حسین تسکین در رامپور قالب تہی کرد و ہمانجا مدفون گشت سخن شایستہ میگفت ازوست ؎

وہ خبر ہی جانگزا تھی جسکو سنکر مر گیا		ورنہ اک تیشہ سے ہوتا کام کیا فرہاد کا

غمگین مولوی عبد القادر خان بہادر صدر الصدور مراد آباد باشندۂ رامپور یکے از فضلاء گرامی و علماء نامی بودہ است بعض ارباب تذکرہ تخلص او قادر نگاشتہ اند اوراست ؎

جو مے رہی نہ تو شیشہ جھکا کے ساقی نے		کہا یہ رندوں سے لیجے سلام شیشہ کا

غمخوار مرزا محمد علی بیگ از شعراء لکھنؤ بود ؎

تو نے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا		بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

حرف الفاء

فاخر منشی محمد فاخر حسین ابن منشی احتشام الدین از سخن سنجان سہسوانست و تلمیذ رشید قمیر شکوہ آبادی سخن شائستہ از معدن طبع می آرد گویند کہ جز بہ فن سخن با کار و بار دیگر سروکارے ندارد دیوانے ضخیم دارد و قانون شریعت محمدی رسالہ در رد بدعات محدثہ گرد آوردۂ اوست اوراست ؎

الفت سوے کمر نے یہ کیا زار مجھے		پھر گئی گھر میں اجل ڈھونڈ کے سو بار مجھے
تڑپنے کی کہاں سے اسمیں طاقت آگئی فاخر		ازل سے طایر قبلہ نما بے آب و دانہ ہے
سہولا نہیں بدن یاد ہیں صحبتا کی گریبان		ابتک مزے زبان میں تمہاری زبان کے ہیں

فاخر مرزا جھنگا دہلوی جز اینقدر بہ روئداد او اطلاع ندارم سخن شائستہ بہ کرسی نشاندہ ؎

دشت الفت میں خضر کا کیا کام		کوئی دیوانہ رہنما ہوتا
آغوش میں ہو اور یہاں جرأت نہیں ہے اونسی		اس اختیار پر کیا بے اختیار ہیں ہم

آجاؤ تم وگرنہ تھمے گا نہ مجھسے دل ۔ جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے

فارغ میر علی حسین خلف سید نوروز علی لکھنوی از محب علی طوپلی باستفادہ پرداخت او راست ہ

آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے ۔ کیون ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبانپر

لڑکپن سے ہی مجھکو عشق ای بت نوبرویونسے ۔ مچل جاتا تھا ابھی دیکھکر تصویر مٹی کی

فارغ میر احمد علیخان ابن اعظم الدولہ میر محمد خان سرور از والد خویش دستگاہ این فن بدست آوردہ

خط لیکے جو اوس سے نہ مرے نامہ بر آئے ۔ یان شرم سے آئے نہین اور اپنے گھر گئے

فدا فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان لکھنوی از میر ممنون و مصحفی فن سخن گوئی بہم رسانیدہ

کیا کوئی سر جھکا کے ہووے ذلیل ۔ ہاتھ تیرا کبھی اوٹھا ہی نہین

فدا امام الدین خان باشندۂ فرید آباد از تلامذۂ مرتضی علی خان فراق بود ازوست

مین ہون قربان اوسکے کہنے کے ۔ تو نہ بولا کرا ے فدا ہم سے

فدا تخلص منشی فدا حسین وکیل عدالت ججی و صدر الصدوری ضلع علیگڈہ دیوان او بدست آمد از خطبہ دیوان معلوم شد کہ یکچند اصلاح سخن از نواب مصطفی خان بہادر مرحوم شیفتہ تخلص گرفتہ است اما دیوان او ہیچ لطف ندارد بر حسب ضابطہ یکدو شعر ازان برآوردہ نوشتہ می شود

بیوفائی تری ہجران مین مجھے کام آئی ۔ یاد آتی جو وفا تیری تو مضطر ہوتا

ہین فدا فن عشق کے اوستاد ۔ ہے تعارف مجھے بھی حضرت سے

جو کچھ تکرار شوق وصل مین کرتا ہون مین اوسسے ۔ وہ کہتے ہین کہ جیتا ہے مجھکو اس جھت سی نفرت ہے

آسمان کہنے لگے ہین جسے اہل تنجیم ۔ کچھ بلندی یہ مراد و جگر ٹھرا ہے

فراق اکرام الدولہ مرزا حسین علیخان لکہنوی ست

آج بھی ہاے غضب تجھ سے نہ ملنا ٹھہرا
عید کا چاند محرم کا مہینا ٹھہرا

فراق حکیم ثناء اللہ خان دہلوی از میر درد استفادہ داشت از وست

آنا یہ ہچکیونکا مجھے بے سبب نہین
بھولے سے اوس نے یاد کیا ہو عجب نہین

رہتا ہے عاشقون کا ازبس ہجوم در پر
ہو جائیگا گھر اوسکا بازار رفتہ رفتہ

فرحت شیخ فرحت اللہ برادر الہدی موطن فرخ آبادی مولد از شاگردان سراج الدین علی خان آرزو بودہ است در ۱۱۹۱ھ قالب تہی کرد در مرشدآباد خوابگاہ اوست دیوانے دارد از افکار اوست

جو سر بجیب ہے گلشن مین وہ خدا جانے
دہان یار نے غنچہ سے کیا سوال کیا

مرنیکے بعد جھپر کیا کیا ستم نہونگے
دیکھین گے غیر تجھکو ور ہاے ہم نہونگے

زندگی مین تو ہے صدمے دل غمناک پہ
بعد میرے دیکھیے کیا ہو قیامت خاک پہ

فروغ محمد عمر سلطان ابن مرزا صابر از عمائد دہلی ست

کوئی مرجاے درد فرقت سے
تم تو بیٹھے رہو فراغت سے

لیکے آتے ہو ساتھ غیرونکو
باز آیا مین اس عنایت سے

کیا ہو آپنے گو سچ ہی وعدہ آنے کا
یہ سوچیے تو کہ مجھکو کب اعتبار آیا

فسون مرزا منجھلے ابن مرزا کریم بخش نبیسہ ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ست

رکھا دل کی جا سینے پیکان تمہارا
یہ مہمان ہمارا وہ مہمان تمہارا

مرض عشق سے جانبر نہوا ہاے فسون
مفت بیچارہ مصیبت مین گرفتار رہا

ہزار ہل نہین سکتے ہیں اوسکے کوچہ تک
پہونچ ہی جائین اگر شوق رہنما ہوجاے

کیون دوست اوٹھالاے مجھے کوچہ سے اوسکے
گو جان پہ ستم تھا مگر آرام وہین تھا

فغان اشرف علی خان خلف مرزا علی خان المعروف بکوکلتاش دہلوی موطن عظیم آبادی سکن اعلیٰ قلیخان ندیم نسبت تلمذ درست کردہ در ۱۲۵۶ھ قضا کرد دیوانے دارد ؎

ممکن نہین کہ غیر نہووے رکاب مین
تجھکو خدا نہ لاے ہمارے مزار پر

آخر فغان وہی ہے اوسے کیون بھلا دیا
وہ کیا ہوے تپاک وہ الفت کدہر گئی

مین مرگیا پر آہ نہ پوچھا فغان مجھے
درد جگر کسے ہے یہہ بیمار کون ہے

سر کو فداے خنجر بیداد کر چکا
پہونچا مین اپنی داد کو فریاد کر چکا

ابہی مٹا نہین دعوے ستم رسیدونکا
کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدونکا

کہتا ہے یہہ بہشت مین ستو نکی جا نہین
زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین

مجہہ مبتلا کی چشم کہانتک پر آب ہو
اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو

فقیر میر شمس الدین باشندۂ دہلی زبان دری نیک میدانست در عروض و قوافی نظیر نداشت اندرین فن رسائل چند برنگاشت در ۱۱۸۱ وقت مراجعت بیت اللہ بعد فراغ حج رفت ازین خاکدان بربست این دو بیت او راست ؎

ہے غرض دید سے یان کام تکلف سے نہین
خواہ ادہر بیٹھ گئے خواہ اودہر بیٹھ گئے

کم ہے آواز ترے کوچے کے باشندونکی
نالے کرنے سے گلے اونکے مگر بیٹھ گئے

فکری مرزا محسن دہلوی از احفاد شاہ عالم بادشاہ بیتے از و پسند خاطر افتاد ؎

شاید اے قاصد یہہ باتین ہین زبانی یار کی
جان سی آتی ہے کچہہ مجہہ مین تری تقریر سے

فگار میر حسین نبیرۂ فقیر اللہ فقیر تلمیذ میر ممنون از سکنائے دہلی بود بعضے او را از تلامذۂ مرزا غالب نگاشتہ اند واللہ اعلم او راست ؎

دیکہہ آئینہ کو اوس نے کیا اسلئے تکرار
یعنے تجہے کسواسطے مجہہ سا نظر آیا

فیض مولوی فیض الحسن ادیب سہارنپوری مقیم دہلی برجمیع اصناف سخن قادرست وازجملہ علوم وفنون ماہر زبان ریختہ وریختی ہر دو رنگ میدانست ... سیفر نایاب مثنوی روضۂ فیض وچشمۂ فیض وتذکرہ صحابہ وشواہد خمسہ وغیرہ ذالک از تصنیفات اوست

رباعی

سنتے ہین وہ ہر کسی کی ایسی ویسی	کاش اونکی طبیعت ہی نہوتی ایسی
جھڑکی دم صبح ہے تو گالی سر شام	اور بیچ کا فقرہ تری ایسی تیسی

عجب کچھ طور تھا شب فیض کا کیا جانیے کیا تھا
کوئی وحشت سی وحشت تھی کوئی سودا سا سودا تھا

حرف القاف

قائم قیام الدین متوطن قصبۂ چاندپور متعلقہ ضلع بجنور خوش باش دہلی از میر درد وسودا تلمذ داشت سخن شایستہ وگفتار سنجیدہ میگفت در ۱۲۱۰ ہجری آنجہانی شد تذکرہ شعراء ریختہ ودیوانے دارد اوراست

ٹوٹا جو کعبہ کون سی یہ جا غم ہے شیخ	کچھ قصر دل نہین کہ بنایا سنجائیگا
لے گیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم	شاید اس جنس کا یان کوئی خریدار نہ تھا
کچھ طرفہ مرض ہے زندگی بھی	اس سے جو کوئی جیا سو مر کر
ناصح تو کہے ہے یون کہ گویا	ہے دل یہ کچھ اختیار میرا
کیا پوچھتے ہو موجب آزردگی یار	دل لے چکے مدت ہوئی اب جان طلبی ہے

عشق تو قایم نہوا آپ سے — اور ہی کچھ پیشہ کیا چاہیے
قایم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر — دیکھیں کس کس سے اب بگڑتی ہے

قابل مرزا علی بخش از خاندان تیموریہ و تلامذۂ ذوق بودہ است اور است

تم جو کہتے ہو جاؤ تم یان سے — ایسے جاوینگے پھر نہ آئیں گے
لکھا تھا وہ ہی کہ جو تہا نصیب کا لکھا — بلا سے خط کا جواب اونے کچھ لکھا تو سہی

قادر مرزا قادر شکوہ ابن مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ دہلوی موطن
لکھنوی مسکن از تلامذۂ ضمیر مرثیہ گو بود از وست

ایسا میں سمجھتا تو نہ ملتا کبھی ناصح — دل مفت میں لیجائیگا یہہ کسکو یقین تہا
مرقد میں جو بیتاب تمہارا یہہ حزین تہا — اک شور قیامت سا بپا زیر زمین تہا

قادر سید قادر بخش ابن سید عبد الحقانی سنبھلی موطن فرخ آبادی مسکن اور است

ہے وقت نزع وصل کی خاک آرزو کریں — ہم آپ گم ہیں یار کی کیا جستجو کریں

قاری علی احمد دہلوی قرأت قرآن خوب میدانست

چین ابرو نے خوب رو کردیا — تہا میں کہنے کو مدعا اپنا

قاسم سید قاسم علی خان ابن سید حیدر علی خان نبیسۂ عطا حسین خان تحسین
لاہوری کموطن لکھنوی مسکن در موسیقی دستگاہے داشت اور است

بسر کن جو ہو نیسے زیست کرکے اوٹھگیا قایم — ہزار افسوس وہ بہی کیا بشر تہا کتنا بے تہا

قاسم حکیم قدرت اللہ خان باشندۂ دہلی از معتقدان مولانا فخر الدین واز
شاگردان ہدایت اللہ خان ہدایت در سنہ ۱۲۷۶ قالب خاکی گزاشت دیوانے
و تذکرۂ ریختہ یادگار اوست

گہبرا کے نکل جائیگا جی یون ہی کسی روز — کچھ رہنے لگی اب ہمیں اکثر طپش دل
دلکی نہ پوچھو کچھ کہ یہہ ہمدم ازل سے ہے — آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

قاصر مرزا ہر علی بیگ ابن مرزا رستم علی بیگ دہلوی تلمیذ ثناء اللہ فراق و مصحفی دیوانے دارد ؎

جرم خسرو کا نہ تقصیر اسمین کچھ شیرین کی ہے
موت لکھی تھی تری فرہاد تیرے ہاتھ سے

میرے آگے نہ کسی غیر کا تو دل رکھنا
سنگ اچھا نہین شیشے کے مقابل رکھنا

قدرت مولوی قدرت اللہ رامپوری موطن با قیام الدین قایم تلمذ داشت تذکرہ دارد ؎

انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا
کتنون کے جی تو جاتے رہے اسقدر نہین

قدرت شاہ قدرت اللہ از خویشان مولانا عبد العزیز دہلوی بودہ است وطنش دہلی بود اما در مرشدآباد اقامت داشت با مرزا مظہر و جعفر علی حسرت نسبت تلمذ درست کردہ در ۱۲۲۲ھ بعدم آباد شتافت او راست ؎

ہوا ہے اوسکے گلو مین گرہ دم اعجاز
ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا

شب ہجر انکی مصیبت کو کہون کیا قدرت
تن سے جان چھوٹے ہی اور جان سے تن چھوٹے ہے

حسرت اے صبح چمن ہمسے چمن چھوٹے ہے
مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے

کل تو قدرت پاسے خم رکھتے تہے تسبیح ریا
آج رہن جام مے یہ خرقہ سالوس ہے

قرار میر حسین تلمیذ رشید محمد نصیر ہیچ او راست ؎

کیا سے آنکھین تھین لگین ذوق جراحت مین ادہر
ہاے حسرت اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہگیا

قلق خواجہ اسد اللہ المخاطب بآفتاب الدولہ ابن خواجہ بہادر حسین فراق لکھنوی خواہرزادہ خواجہ وزیر و ہم نسبت تلمذ باوے داشت برکاب واجد علی شاہ بکلکتہ رسید مثنوی طلسم الفت او راست ؎

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

الٰہی خیر ہو کچھہ آج رنگ بیڈہب ہے
ٹپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا

ابھی چمن مین ہون آنکھین نہ بند کر صیاد
حذر کر آہ سے میری خدا سے ڈر صیاد

قلق نصیب ہو کیا سیر باغ بے کھٹکے
عدو ہے جان ہے ادہر باغبان ادہر صیاد

اپنے سوا رقیب کی گلتی ہے دال کب
باتین بنا کے لاکھہ وہ شیخی بگھارے

اوسپہ مرتے ہین کرے تازہ جو بیداد کوئی
ہم ستم سہتے ہین گر ہو ستم ایجاد کوئی

قلق امجد علی فرزند محمد علی متوطن دہلی جاے باش او لکہنو از تلامذہ فخر الملک نواب میر منو بیتاب صاحب دیوانست ہ

خواب عدم مین چین سے سوتا تہا ای قلق
ٹھوکر لگا کی کس نے کہ بیدار ہو گیا

دل مضطر کا حال اوس سے بیان کیجے تو کیا کیجے
وہان نازک دماغی یان یہہ عالم ناتوانی کا

مین نے اوس سے جو کہا دل مین خفا ہو مجھسے
ہنسکے بولے ہے قلق تجھکو کرامت شاید

قمر مرزا قمر الدین الملقب بہ افتخار الدولہ نائب السلطنت لکہنو بن مرزا جعفر با قتیل تلمذ داشت اوراست ہ

بیجا نہین ہے کچھہ مرے قاتل کا اضطراب
دیکہا تہا اوس نے کبہی بسمل کا اضطراب

ظاہر مین جو تو چاہے سو حق مین قمر کے کہہ
خلوت مین لیکن اوس سے نکرنا نہین نہین

قناعت مرزا غلام نصیر الدین ابن مرزا ولی الدین ابن شاہ عالم بادشاہ از شاگردان احسان و مرزا صابر دیوانے وارد ہ

کہو یا غم فراق نے دل سے جہان کا غم
غم ہی ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا

گئے تہے تم کہان آئے کہان سے
کہ ہے مسکی ہوئی چولی قبا کی

بنوا چکے بہوین بس اشارہ سے کیجے قتل
اب دیر کیا ہے تیز ہی تلوار کر چکے

اوٹھہ کے تو ہی چل اے خار دو قدم کہ تنہا
ہم اپنے ساتہہ کوئی ہمسفر نہین رکہتے

قیس مرزا احمد علی ابن مراد علی یا امداد علی وعلے تضاد القولین مشہدی موطن

لکھنوی مولد سخن بر جعفر علی حسرت عرض مینمود اوراست ؎

نادان ابھی ہو پیارے جانے بلا تمہاری
کیا چیز ہے محبت اب تم سے کیا کہون مین

قیس محمد عنایت اللہ وطنش بھیکم پور ست و منشا و مسکنش کول از منشی نبی بخش حقیر باستفادہ پرداخت اوراست ؎

لے گیا دلکو ساتھ پیکان کیجے
تیر بھی اوسکا دلربا نکلا

حرف الکاف

کاظم کاظم علی از شاگردان مومن و نصیر بودہ است در منڈاور متعلق ضلع بجنور اقامت داشت اوراست ؎

اے طفل اشک ہم تجھے آنکھوں مین یون لیے رہا
اور تو ہمارے راز کو یون بر ملا کرے

کامل مرزا ناصر الدین ابن مرزا ابو سعید ابن عالمگیر ثانی از محاتد دہلی با برادر عمزاد خود مرزا رحیم الدین حیا نسبت تلمذ داشت اوراست ؎

تو جکر پر قید سے چھوڑا تو کیا چھوڑا ہمین
تو ہی کہہ اس حال مین جائین کہان صیاد ہم

کرم شیخ غلام ضامن متوطن کوتانہ خوش باش دہلی عمرہا در حیدرآباد دبستر بردہ در ہر دو زبان پارسی و ریختہ فکر بلند دارد مومن دہلوی مصلح گفتار اوست در ہویا از جہان رفت از دست و نکوست ؎

ہاتھ ہو ویگا مرا اور ترا دامان ہوگا
چاک جب صبح قیامت کا گریبان ہوگا

نظر سے گر چلا ہون کون تھامے
بجز مژگان بہ گرد دیدہ مجھکو

کلیم تخلص حضرت برادر بزرگ نامہ نگار سید نور الحسن خان ترجمہ شریف ایشان در طور کلیم او صبح گلشن و شمع انجمن تماما نگارش یافت و گفتار دلپسند ریختہ و پارسی

شان درانہا طراز اندراج پذیرفت اینجا ہم تیمناً و تبرکاً گلی از چمن ودانۂ از خرمن آنکے
از دریاے روان وقطرۂ از بارش باران اعنے شعرے چند از طور کلیم بشرف افزائی
این صحیفہ برآوردم وہو ہذا ؎

کیا دہرا ہے قصۂ فرہاد مین ۔۔۔ فرق آتا ہے کسی کی یاد مین
دل تو رندونکے صاف ہوتے ہین ۔۔۔ خطرہ آتا نہین عبادت کا
اسے جوش علش بجی نہین لگتا کسیطرح ۔۔۔ پیدا کہین سے ناخن غم کی خراش کر
خوگر علش نہون جان سے جانے والے ۔۔۔ کوئی بازار سے لے آؤ رولانیوالے
لطف کا کوئی تو پہلو ہے کہ ہم جاتے ہین ۔۔۔ جی بٹہا دیتے ہین محفل سے اوٹہانیوالے
ہوگیا آج مسلمان کلیم خستہ ۔۔۔ ہمکو اسکا تو یقین ہے نہین پر کہتے ہین

کلیم میر محمد حسین معاصر سودا و میر باشندۂ دہلی در پارسی ہم فکر میکرد اکثر رسائل
محی الدین ابن العربی بریختۂ آوردہ طبع رسا ذہن فلک پیما داشت در طب ہم مہارت
کامل بہم رسانیدہ مثنوی و دیوان از و یادگار اوست ؎

درازی شب ہجران و زلف یار کلیم ۔۔۔ مجہی سے پوچہہ کہ کاٹی ہے رات آنکہوں مین

کوثر مرزا مہدی علی خان ابن قطب الدین خان لکہنوی مسکن و دہلوی الموطن
بعض ارباب تذکرہ مرزا مہدی نامش نگاشتہ اند واللہ اعلم بہرحال از شیخ ناسخ
باستفادہ پرداخت اوراست ؎

کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین ۔۔۔ بے دست و پا بہی ہو وے تو مثل صبا چلے

کوثر حکیم عابد علی خیرآبادی در طب دستگاہ بلند دارد و در سخن پایگاہ ارجمند
از مظفر علی اسیر و امیر احمد امیر استفادہ وارد امروز در لکہنو بخدمت مولوی عبدالحی
در تحصیل علوم دینیہ سرگرم است اوراست ؎

نہ آئے بہولکر بہی تم کبہی میری عیادت کو ۔۔۔ اسی رستہ سے اے رشک مسیحا بار ہا نکلے

ذرا دیکھو تو شوخی آئینہ کو ہاتھ مین لیکر — خود اپنے عکس سے پہرون وہ بیٹھی منہ چڑاتے ہین

کیف شیخ فضل احمد ابن شیخ اکبر علی متوطن لکھنؤ از میر وزیر علی صبا اکتساب سخن کردہ دیوانے دارد او راست ؎

اک آہ سے تو میری بیچین ہو گئے تم — کہئے تو میرے دلکو کیا اضطراب ہوگا
ایسا نہو کہ میری طرح ہو فریفتہ — آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

کاف پارسی

گرم مرزا حیدر علی بیگ فرزند مرزا نیاز علی بیگ مولدش دہلی از مشاہیر تلامذہ مصحفی سخن شایستہ میگفت او راست ؎

پہرتا تہا تو جسوقت کہ گلشن مین خرامان — کیا سرو بہی آگے ترے ناچار کہڑا تہا
سیل گریہ سے نہ ہم تا بہ کمر ڈوب گئے — اسقدر روئے کہ ہمسایون کے گہر ڈوب گئے

گمان نظر علی خان دہلوی مقیم فیض آباد شاگرد اشرف علی خان فغان او راست

واسطے جسکے سبہی مجھکو برا کہتے ہین — وہ جو سنتے ہین تو کہتے ہین بہلا کہتے ہین

گویا حسام الدولہ فقیر محمد خان بہادر ابن بلند خان از گرامی امراے لکھنؤ بود وہ وے شیخ ناسخ و خواجہ وزیر مصلح گفتار او بود با اہل سخن مدارا تہا میکرد و قدر دانی مینمود این چند ابیات از دیوانش انتخاب زدہ او راست ؎

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا — درد سر کسکا یہان سر ہی گیا
تہا جو افتادگی شعار اپنا — نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا
دل نہین اون بت کی الفت چھوڑتا — ناسمجھ کو لاکھ سمجھاتے ہین ہم
نہ مرے زخم پہ رکھو مرہم — میرے قاتل کی یہہ نشانی ہے

آل عاشق و معشوق ہی ایک | سُنا ہے شمع سوزان کی زبانی

گہر کنز الدولہ خورشید علی خان ولد مجد الدولہ از امراے لکھنؤ بود او راست ؎

نالون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا | اوس بت کے کان تک نہ گئی پر صداے دل
جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہوچکی | آؤ گلے لگ جاؤ بس اب لڑائی ہوچکی

حرف اللام

لطیف سید شمس الدین باشندہ سورت خوش باش لکھنؤ ؎

ایسی الفت کو لگے آگ پڑے چولہے مین | جو ہے دلسوز مرادہ ہے جلاتا ہے مجھے

لطیف منشی عبد الحق فرزند منشی شرافت اللہ کہ لکھن از افکار اوست ؎

عدم سے جانب ہستی مین خستہ جان آیا | کہان سے تیری محبت مین مین کہان آیا

لطف مرزا علی استرآبادی موطن و دہلوی منشا در اطراف عظیم آباد سکونت ورزیدہ مؤلف گلشن ہند را او را از تلامذہ میر تقی نگاشتہ و صاحب تذکرہ سخن شعرا بابطال و تغلیط آن پرداختہ واللہ اعلم تذکرہ ریختہ گویان گرد آوردہ اوست ؎

ہوگئی زنجیر پا اپنی وہ زلف پر شکن | ورنہ دل تجھسے کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا
ایک دن حال دل زار نہ دیکھا نہ سنا | سچ تو یہہ تجھسا ہی دلدار نہ دیکھا نہ سنا
اپنا تو بدگمانی سے بس کام ہوگیا | گو اور طرح اوسکی ہو چولی مسک گئی

حرف میم

ماہ مرزا عنایت علی بیگ برادر خورد مرزا حاتم علی مہر تلمیذ مستعد خواجہ حیدر علی آتش

دیوانے و واسوخت دارد امروز تحصیلدار ایٹہ باقتدار بسری بر داورا ست ؎

ہر روز نیا وعدہ ہے ہر روز نیا عذر	بن بن کے بگڑتا ہے مقدر کبھی دن سے
کاندہونپہ یان جنازہ ہی تلک عدم مین روح	کوسون بڑھا ہوا ہے پیادہ سوار سے

مایہ مرزا جمعیت شاہ ابن مرزا ازدرآورسخت از اولاد شاہ عالم بادشاہ دہلی از مرزا اصابر باکتساب سخن پرداختہ ا دراست ؎

ہم بہی ضرور کعبہ کو چلتے پراب تو شیخ	قسمت سے بتکدہ ہی مین دیدار ہوگیا
ناصح کی بات سننے کا کسکو بیان دماغ	تیرا ہی ذکر تہا کہ مین ناچار ہوگیا
کہینچ لے اے چارہ گر پہلو سے میرے دل سمیت	ورنہ مشکل ہی نکلنا یون تو اوسکے تیر کا
ہونا پامال جو قسمت مین تہا اپنی تو کیون	اتنے انداز وہمین آئی تری رفتار پسند
ماہر کا شکوہ کیا ہی اوسے بہی بلا تو لو	کہئے کسیکو آپ نہ اپنے گمان پہ کچہہ

مایل میر عالم علی ابن میر مودود بخش خان بہادر از عماید سہسوان بودہ است سخن بمرزا نوشہ ہی نمود گویند کہ جوان وجیہہ بود در عین شباب درگذشت ؎

گلپوش بعد مرگ بہی اپنا مزار ہے	کیا لطف ہے کہ عین خزان مین بہار ہے

مبتلا مردان علی خان ابن نواب محمد علیخان متوطن غازیپور باشندہ بنارس ہمعصر سودا در ہر دو زبان دیوان و تذکرہ دارد ؎

شیشہ دل ٹیک دیا تونے	سنگدل آہ کیا کیا تونے

مبین حافظ غلام دستگیر فرزند و شاگرد حافظ قطب الدین مشیر از جاے سکونت او آگہی دست نداد این چند ابیات از خیالات اوست ؎

وہ اودہر آتے ہین اور پاؤن ادہر پڑتا ہے	غیر کے جذبۂ الفت کے اثر کو دیکھو
رہی اب تک ہے اون بوسون کی لذت	لبون پر پہیرتا ہون مین زبان کو

مجذوب مرزا غلام حیدر بیگ پسر تبنیٰ و تلمیذ سودا اصلش از دہلی وخود در

لکھنؤ اقامت ورزید دیوانے دارد او راست ؎

عداوت سے تمہاری کچھ اگر ہووے تو مین جانون
بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو مین جانون

بس اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی
نہ آیا وہ کافر بہت راہ دیکھی

مجروح میر مہدی حسین فرزند میر حسین نگار دہلوی تلمیذ مرزا نوشہ غالب از وست

نہونے سے ترے سب کام بگڑے
تجھے اے صبر مین لاؤن کہان سے

مجنون تخلص معروف بنام درویش برہنہ اجدادا او ازیک دو واسطہ اسلام پذیرفتند گویند کہ در کوے و برزن برہنہ می گشت سخن باصلاح میر تقی می گفت او راست ؎

بیٹھا تھا مجھکو دیکھ بہانے سے اوٹھ گیا
حسن سلوک آہ زمانے سے اوٹھ گیا

محب شیخ ولی اللہ وظیفہ یاب مرزا سلیمان شکوہ تربیت یافتہ سودا باشندۂ دہلی در لکھنؤ رحلت کرد او راست ؎

تو اور تری حیا پوچھنا کیا
صدقے ترے واہ پوچھنا کیا
بڑھ کچھ تو ایک بوسہ پہ آیا را اور بہی
ہین ورنہ جنس دل کے خریدار اور بہی
اور تو کیا کہون اک آن جو ہم تک آؤ
نذر جی کرتے ہین ایجان جو ہم تک آؤ

محبت نواب محبت خان ابن حافظ الملک نواب رحمت خان از میر درد و حسرت استفادہ داشت بعد شہادت والد بزرگوار خویش از بریلی بہ لکھنؤ توطن گزید در سنہ ۱۲۲۲ھ فوت شد او راست ؎

آپ کچھ غیرونکو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہین
یہہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین

محبوب محبوب خان قوال باشندۂ دہلی در فن خویش مستعد بود

خنجر بہی نہ سنبھلے جو دم قتل تو کہئے
تقصیر ہماری ہے کہ تقصیر تمہاری

محزون مولوی ظهور النبی پیرزاده سرہند در نواح کلکته بوده باش گزیت این
دو بیت از افکار اوست

ہمیشہ غش پہ غش آیا اسے تمنا مین ۔۔۔ کہ اب چھڑکنے کو ہمیر کوئی گلاب آیا
اب وصل کے مذکور پہ رہتے ہین وہ خاموش ۔۔۔ اقرار تو یکسو رہے انکار بھی چھوڑا

محنت مرزا حسین علی بیگ دہلوی موطن و لکھنوی منشا از تلامذہ جرات بودہ است

آمد نہ فصل گل کی نسیم سحر سنا ۔۔۔ مرجاوین گا قفس مین نہ ایسی خبر سنا
اوس بت نے جو غیر و بند کیا لطف تو یارو ۔۔۔ مجھ سے نکہو بخدا مین نہین سنتا

محترم خواجہ محترم علی خان از سکونت وزران عظیم آباد ست و تلمیذ شاہ گھسیٹا
عشق اوراست

اے محترم اتنی اشکباری ۔۔۔ کھل جاے ہے ابر بھی برس کر

محو نواب غلام حسن خان ابن نواب غلام حسین خان ہسر و رسخن بہ ذوق و مرزا
نوشہ گذرانیدہ

گھبراے ہوے پھرتے ہین اب بام پہ وہ بھی ۔۔۔ اتنا تو ہوا ہے مرے نالون کے اثر سے
انداز جنون کونسا ہم مین نہین مجنون ۔۔۔ پر تیری طرح عشق کو رسوا نہین کرتے
دل لگا نیکا مزا دیکھ لیا آخر کار ۔۔۔ ہم نہ کہتے تھے کہ اے محو پشیمان ہوگا

مخبر منشی احسان اللہ دہلوی خوش باش میرٹھ با ذوق دہلوی تلمذ داشت از اوست

یہ نہ ہوگا کہ مرے قتل سے در گذرینگے ۔۔۔ جو رقیبون نے سکھایا ہے وہ کر گذرینگے

مصحفی غلام ہمدانی خلف ولی محمد قدیم باشندۂ امروہہ ضلع مرادآباد بودہ است
زمانہا در شاہجہان آباد بسر بردہ در اواخر بہ لکھنؤ توطن گزید و تا دم واپسین
دوری آن بلد نگزید عالمی از وے استفادہ ہا ربعہ دو جہانے مستفیض ا دبود
اوستاد مشہور ست بر ہمہ اصناف و انواع سخن ید طولے داشت در ریختہ فکر بلیغ

نصیب او لود و وہم در پارسی فکری فرمود ہشت دیوان و دو تذکرۂ ریختہ از نتائج افکار او ست و دیوانے و تذکرہ بپارسی یادگار او ست ٥

عشوہ و ناز و ادا اوسکے یہی کہتے ہین	لے سکے کون یہان نام شکیبائی کا
چھیڑ مت ہر دم نہ آئینہ دکھا	اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم
یار کا صبح تک ہے وعدۂ وصل	ایک شب اور بھی جینے ہے ہمے
تیری تصویر کو بیکس شیرین	اپنی چھاتی سے لگا رکھتی ہے
یہ شب ہجر مین اوٹھ اوٹھ کے تلوے تارے	دل کو دیتا ہون تسلی کہ سحر ہوتی ہے
مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو	مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے
وقت خلوت وہ یہ کہتا ہے کہین کہدونگا	تونے ہاتھون سے اگر منھ کو مرے بند کیا
سننے پائے نہ دہن سے ترے دشنام تمام	جھنجھلا کے بہی تے اپنا لب کیا کاٹا ہم
تابو مین تم آئے ہو مرے وصل کی شب ہے	اب پیش نہ جائینگی یہ انکار کی باتین
رکھکے ہم زانو پہ جس وقت کہ سر بیٹھ گئے	یہ سمجھ لیجو کہ ہمسایونکے گھر بیٹھ گئے
تم وان گئے کسی کی ملاقات کے لیے	ہم یان تڑپ تڑپ کے مر گئے اک بات کے لیے
جانے کا نہ لے نام کہ مر جائیگا کوئی	بے درد ابھی جی سے گزر جائیگا کوئی

مضطر داروغہ قیوم بخش خلف داروغہ حبیب اللہ از باشندگان خطہ سہسوان است اجداد او عہدہ ہاے معزز از سرکار انگریزی یافتند و خود ہم با متیاز و اعزاز تمام بسر برد الا از علم و فن نصیبے ندارد از تسلیم سہسوانی و مرزا قہر استفادہ دارد و مرثیہ بحت الانشا نیک میگو انداز او راست ٥

تمنائین برآئین جی کی نکلین حسرتین دل کی	گلے آکر لگے وہ ہم سے گر شمشیر قاتل کی

مضطر اسد اللہ فرزند شیخ فیض اللہ باشندۂ پلکنہ علاقہ کول و ہمدران جا علاقہ روزگار دارد او راست ٥

دیر چھوٹا تو حرم یاد آیا	ملی فرصت نہ جبین سائی سے

معروف نواب الٰہی بخش خان بن مرزا عارف جان برادرزادہ شرف الدولہ قاسم جان دہلوی با نصیر دہلوی نسبت تلمذ درست کردہ در پایان عمر از دنیا و مافیہا گسستہ بخدا پیوست و در ۱۲۴۲ از ین خاکدان رخت بربست دیوانے گزاشت او راست ؎

غرض کہ ختم ہے بس اس پہ اب سو تعظیم	اوٹھے جہان سے ہم آتے ہی اوسکے اے معروف
مقدور کیا کہ کوئی سمجھے یہ وفا کہے	تو اک وفا ہی مجھسے کرے کاش بعد ازین
چونک پڑتا تھا کہ اکبے تو مقرر آیا	تھا شب وصل یہ احوال کہ ہر کھٹکے پر
بات رونے کی مری سنکر ہنسی ہنس دی	کیسی بے رحمی خدا نسا اوسکے جی مین ڈالدی
ایسی ہین دوستی سے درگذرا	ہوگئے تم تو مرے دشمن جان

مقبول منشی مقبول احمد بن منشی خدا بخش مرادآبادی منشی روبکاری والد واجد نامہ نگار گفتار ریختہ و سخن تو شگفتہ میگو ید از خیالات اوست ؎

دامن صحرا سے اولجھا چاہیے	اپنے دامن کے تو لیتے رہے جھٹکے
تم تو کہتے تھے پارسا ہین ہم	آئے کیون میکدہ مین اے مقبول
مقبول رات اپنا تو جی ہی نکل گیا	للہ دیکھہ بھال کے نالے کیا کرو
دیکھا کوئی حسین کہ زمین پر مچل گیا	تنگ آگیا ہون اس دل صورت پرست سے

مقصود مقصود بیگ باشندۂ لکھنؤ پیشے از و دیدہ شد ؎

بوسہ وہ شئے ہے کہ دونونکو مزا ملتا ہے	بوسہ لینے سے خفا ہوتے ہو کیون مشفق من

ممنون فخر الشعرا امیر نظام الدین خلف ملک الشعرا امیر قمر الدین منت سونی پتی موطن و دہلوی مولد و لکھنوی نشا مدتے بر صدر الصدوری اجمیر مامور ماندہ سخن دلاویز او مرحبا راسزد در ۱۲۶۰ قالب تہی کرد شاعر شیرین زبان ہسند تاریخ سال وفات اوست دیوانے دارد

گمان نہ تجھپہ کرون کیونکہ دل چرانیکا
جھکاکے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا

یہہ سینہ ہے یہہ جگر ہے یہہ دل ہی بسم اللہ
اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا

لے لیا بوسہ تو دین کیا کیا نہ اوسنے گالیان
یان گنہہ سے بہی زیادہ ہے سزا تقصیر کا

غنچہ کو اوسکے آگے تہا لاف خوشی دہانی
کہہ وہ جو بولا وٹھا تو کیا جواب آیا

آلہی وہ جو وعدے ہین وفا کسطرح ہوونگے
نہ وان خو یاد آنیکی نہ یان شکوہ تقاضا کا

اے فوج چاک اب سیر تاراج کس لیئے
تختہ تباہ تو مرے دامان کا ہو چکا

دلمین ہو جو ہے نکالین وہ ذرا بولکے خوب
آج اوس شوخ سے لڑ لیجیئے دل کہولکے خوب

ظہیر سید اسمعیل حسین ابن مفتی احمد حسین شکر از باشندگان شکوہ آباد از شاگرد رشک لکھنوی باستفادہ سخن پرداختہ مدتہا در سرکار رامپور باعزاز بسر بردہ و اندرین قرب در سنہ ۱۲۹۱ ہمانجا جان باجل سپرد دیوانہا دارد سخن شایستہ میگفت از وست

جو میرے دل مین ترا دہیان ہو لگا آیا
تو سوچتا ہے خدا جانیے مین کدہر آیا

ہچکیان بات بہی کرنے نہین دیتین مجہے
آج مین شہر خموشان مین کسے یاد آیا

لیچلا جان کو دم دیکے کدہر خیر تو ہے
کچہہ سفون مین بہی تو ابدل سے کیا یاد آیا

تا کوئی رو سکے تصویر کو بہی چہو نہ سکے
منہہ بگاڑا جو کبھی سامنے بہزاد آیا

گہر بیٹھے دیکہہ لینگے پرائی نظر سے ہم
لے لینگے آج آنکہین تری نامہ بر سے ہم

کب کی ہے جستجو ہے شب وصل مین کبھی
آگے بڑہے رہے ہین چراغ سحر سے ہم

اے ضعف ہمسری جو نزاکت کو ہو گران
گہٹ جائین اور بال بکہر اونکی کمر سے ہم

سنتے ہین ہوتے ہین وہ دم ذبح بیحجاب
اوس ایکدم کی تاک مین ہین عمر بہر سے ہم

ہین ہجو دی ہین ضعف سے راہین مرگ کی ہہین
حیران ہین کہ آپ مین آئین کدہر سے ہم

گرمی ہین جلانے کے لیئے دیتے ہین چٹکے
خس خانہ مین بہی دل ہر اٹھنڈا نہین کرتے

مومن شمع بزم سخنوران حکیم مومن خان خلف الرشید حکیم غلام نبی خان دہلوی نژاد

وجہان اوستاد ست عالمے از نخل وجودش ثمرہ ہا بدامن مدعا آورد دانا داند کہ پایہ ریختہ از پستی باوج رساندہ اوست زبانش سحر سامری می نماید وبیانش گرہ دل بستگی می کشاید غزلیات اولاجواب ست ومثنویات او نغز انتخاب علاوہ این فن در طب دستگاہ وافر داشت واز پارسی بہرہ متظافر وبا اینہمہ برخلاف طائفہ شعراکہ بیشتر مشرب آزادگی ووارستگی پسندیدہ اند عقیدہ مقبول کیش خود کردہ وبرجادہ مستقیم سنت پاے عقیدت افشردہ جزاہ اللہ خیرا عنے وعن سائر المسلمین چندے از شاہ نصیر بمشورت سخن پرداختہ در ۱۲۶۸ غنچہ حیاتش افسردہ گشت از ماتم مومن خان سال وفاتش برمی آید قصاید ودیوان ومثنویات دارد اوراست

او دن سے پری وش کو نہ دیکھے کوئی
مجھکو میری شرم نے رسوا کیا

خدا کی یاد دلاتے تھے نزع مین احباب
ہزار شکر کہ وہ شوخ بدگمان نہوا

نالہ اک دم مین اوڑا دالے دہوئین
چرخ کیا اور چرخ کی بنیاد کیا

اوسے بدخو کا کرم بھی ستم جان ہوگا
مین تو مین غیر بھی دل دیکے پشیمان ہوگا

بات کرنے سے رقیبونکے ابھی ٹوٹ گیا
دل بھی شاید اوسی بدعہد کا پیمان ہوگا

کس دن تھی اوسکی لمین محبت جو اب نہین
سچ ہے کہ تو عدو سے خفا بے سبب ہوا

شوخ بازاری تھی شیرین بھی مگر
ورنہ فرق خسرو و فرہاد کیا

روز جزا جو قاتل دلجو خطاب تھا
میرا سوال ہی مرے خونکا جواب تھا

بیخود تھے غش تھے محو تھے دنیا کا غم تھا
جینا وصال مین بھی تو مرنے سے کم نتھا

واعظ بتو نکو خلد مین لیجائینگے کہین
ہے وعدہ کافرون سے عذاب الیم کا

شوخ کہتا ہے بے حیا جانا
دیکھو دشمن نے تمکو کیا جانا

ہے جلوہ زیر نور نظر گرد راہ مین
آنکھین ہین کسکی فرش تری جلوہ گاہ مین

ناصح کہان تلک تری باتین اوٹھا سکون
سچ ہے کہ مجھکو طاقت جور و ستم نہین

مرگ سے تہی زندگی کی آس سو جاتی رہی
میر گلا ہنسی سے نہین گہونٹتے تہے وہ
خوے سخن رشک غیر کی بہی ہمکو ہو گئی
مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی
عدو کے وہم سے تکتا ہون بزم غیر مین سوے
وہ آتے ہین پشیمان لاش پر اب

کیون تری حالت نشو و نغیر اچہا ہو گیا
کیا سو چکر رقیب خوش آیا خفا گیا
اب اور کچہہ بشر نکالے آزار کسطرح
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتہ
نہین ہے اور کچہہ یون آپ جو چاہین گمان کیجے
تجہے اے زندگی لاؤن کہان سے

میر میر محمد تقی خلف میر عبد اللہ خواہرزادہ و تلمیذ سراج الدین علی خان آرزو باشندہ اکبرآباد بود آخر الامر بتقرر وظیفہ کہ از سرکار لکہنؤ می یافت بہ لکہنؤ سکونت ورزید اوستاد مسلم الثبوت بودہ است کسے را از وے انحراف نیست خسرو اقلیم سخنوری و سخندانی است و موجد الفاظ و معانی چمن آرای گلشن سخن ست و بہار افزاے گلبن فن در جمیع صنائع سخن جز بہ قصیدہ قادر بود علی الخصوص در مثنویات و غزلیات نظیرے نداشت المختصر در سنہ ۱۲۲۵ آنجہانی شد کلیاتے مشتمل بر مثنویات و دیوان و تذکرہ شعرا و قصائد از وے یادگار ماندہ اوراست ہ

شکست و فتح نصیبون سے ہے ولے اے میر
ہم تو آگے ہی مر رہے ہین میر
بوے گل اور رنگ گل اللہ ہی اللہ اے نسیم
تمناے دل کے لئے جان دے
پان لیتا تو جا فقیرون کے
رقعہ ہمین جو آئے ہے سو تیر مین بندہا
چلا نہ اوٹہ کے وہین چپکے پہر تو میر
خوش نہ آئی تمہاری چال ہمین

مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا
تیغ کہینچے پہرے ہی یار عبث
لیک بقدر اک نگاہ دیکہیے تو وفا نہین
سلیقہ ہمارا تو مشہور ہے
برگ سبز ست تحفہ درویش
کیا دیجیے جواب اجل کے پیام کا
ابہی تو اوسکی گلی سے پکار لایا ہون
یون وہ کرتا تہا پائمال ہمین

نامرادانہ زیست کرتا تھا دم آخر ہی کیا نہ آنا تھا	میر کی وضع یاد ہے ہمکو اور بہی مت تھے بہانہ کے

حرف النون

نادر سید نجم الدین حسین ابن سید قمر الدین متوطن مینسنگہ مقیم ٹالیگنج در پارسی ہم فکر بیکر دطب و ریل جیکو سیداست از وست ہ

ضبط کر رکھتا ہوں آہوںکو دل غمناک میں جو نیند آگئی تمکو تو ہان سمجہہ لونگا	ورنہ اس چرخ ستمگر کو ملا دوں خاک میں نہیں نہیں یہہ تمہاری مجہے پسند نہیں

ناسخ شیخ امام بخش ابن شیخ خدا بخش تاجر لاہوری از گرامی سخنوران و نامی قافیہ سنجان لکہنؤ بودہ است آوردہ اند کہ از محمد عیسیٰ تنہا اصلاح سیگرفت باز انحراف ورزید و خود مصلح گفتار دیگران گردید از حق گذشتن نباید و حرف راستی گذاشتن نشاید در شیخے کہ او تراشیدہ و نقشے کہ بر صفحہ ایجاد کشیدہ بر غایت رسائی ذہن او دال است شک نیست کہ ناسخ بطرز خویش شاعر ممتاز بودہ است مضامین بلند می یابد و الفاظ دلپسند می آرد قصہ مختصر در ١٢٥٤ طائر روح او پرواز کردہ کلیات دار داو راست ہ

یہہ ساعد و نگاہے اوسکے عالم کہ جسنے دیکہا ہو وہ بیدم

نیام تیغ قضا ہے سبر م لقب ہے قاتل کی آستین کا

دے دو پٹہ تو اپنا ململ کا بس ہیں پہنچا نہ سرا ہے میں کبھی اے ناسخ تجہہ سے انصاف تو کر چہٹ نہ سکا ایک رقیب	ناتوان ہوں کفن بہی ہو ہلکا آہ میرا مرے قابو میں اگر دل ہوتا میں نے کیونکر تری الفت میں زمانا چہوڑا

ہے یہان کسکو شب فرقت مین ہوش / ہو چکی ہوگی ہزارون بار صبح

عشق مین دل نے پہنسایا تو ہوا غیر کو رنج / نہین اچہے مین مروت جو ہے بیگانے مین

کونسا خورشید آج اپنا چراغ خانہ ہے / بزم مین باہم ہجوم ذرہ و پروانہ ہے

دم اخیر تو کر لون نظارہ جی بھر کر / الٰہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو

فرقت قبول رشک کے صدمے نہین قبول / کیا آئین ہم رقیب تری انجمن مین ہے

دو چار حرز مین پہونچین اگر اور بہی ہے ہم / بستی کیطرف منہہ نکرے کوئی عدم سے

شوق مے نے کر دیا اس درجہ مجہکو بیخبر / محتسب سے راہ پوچہی خانۂ خمار کی

اے موذن کر دعا جائے اذان / وصل کی شب اور کوئی دم رہے

میرے لاشہ کے وہ ہمراہ لحد تک ہووے / اے اجل تیرا قدم مجہکو مبارک ہووے

ناظم نواب یوسف علی خان بہادر والی ریاست رامپور ابن نواب محمد سعید خان بہادر در علم عربیہ و فارسیہ دخل معتد بہا داشت در سخن از مرزا نوشہ استفادہ بردہ شیفتہ گفتار عاشقانہ میگفت دیوانے دارد ازوست ہ

جس نے نہ آپ مین تجہے پایا وہ درد مند / آوارۂ منازل دیر و حرم ہوا

یہ خوشی کیا ہے کہ ہے ذکر ہمارا ہوتا / ہوتے ہم اور سہین بات کا یارا ہوتا

لکہا ہوا وہ ہماری ہی سرنوشت کا تہا / عدو کیواسطے جو غم ہمین پسند ہوا

تا دامن آکے چاک گریبان نے دم لیا / ہے دامن اور جیب مین رشتہ قریب کا

کیا میرے کام سے ہے روانی کو دشمنی / کشتی مری کہلی تہی کہ دریا ٹہر گیا

پہر نہ کہئے گا سنا کر مجہکو / لوگ کہتے ہین ستمگر مجہکو

چلے ہو دشت کو مجنون اگر ملے ناظم / ذرا ہماری طرف سے بہی پیار کر لینا

دلسے ایجان کہ دشمن نہ اوتارا ہوتا / چڑہ گئے تہے ہم اگر زینہ تو مارا ہوتا

آدمیت نہین تجہ مین یہ عدو کی ہے غرض / یون بری کہنے مین مانا تری تحقیر نہین

مین جانتا ہون میری فغانسے اوڑہی نیند	وان جاگتے ہین غیر کے وہ انتظار مین

ناجی مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان خلف مرزا محمد غیاث از عمایدہ دہلی وازخوانین پادشاہ لکہنؤ بودہ با میر مستحسن خلیق تلمذ داشت در پایان عمر شعر و سخن را ترک گفتہ از خیالات اوست

امید دل دہی اوس سنگدل سے سخت بیجا ہے	مگر ان چاہنے والونکا پتھر کا کلیجا ہے
قتل کے دم بہی نہ کچہہ ناجی نے قاتل سے کہا	کیا بیان تم سے کرون اوس کم سخن کی سرگذشت
دم شماری مین مجہے چہوڑ کے جانا کیا تہا	جان جانیکو بہی عاشق کے نہ جانا کیا تہا

نثار محمد امان ابن سعادت اللہ معمار باشندہ دہلی از تلامذہ شاہ حاتم دیوانے دارد

شکوہ کو ٹہیرے ہی کو ٹہے گہر ہمارے آرہا	غیر دروازہ پہ بیٹہا راہ ہی تکتا رہا
ہم سے لڑنے دوا ونہین کوئی تہولو درمیان	ایسے ایسے آگے جہگڑے ہوچکے ہین بارہا
سو بات پوچہئے تو نہ دے ایک کا جواب	کردے تہکا تہکا کے یون ہی ہمکو لاجواب
گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے	اے ساکنان میکدہ یہہ دور اور ہے
صورت موافقت کی کبہی سوجہتی نہین	صاحب کی وضع اور مرا طور اور ہے

نسیم اصغر علیخان خلف نواب آغا علیخان متوطن دہلی مقیم لکہنؤ از مومن دہلوی بمشورت سخن پرداختہ سخن شائستہ وسنجیدہ می فرمود در ۱۲۷۲ھ غنچہ حیاتش افسردہ دیوانے گذاشت

جب دیکہئے قرار نہین ایک شکل پر	میرا سا اہتو حال ہوا روزگار کا
منہہ میرا نہ کہلواؤ کہ ہوجائینگے لب بند	دیکہو یہی اچہا ہے کہ مین کچہہ نہین کہتا
انشائے محبت کا جو تہا خوف تو ہر اشک	آنکہو نہین نہان تہا کوئی دامن مین چہپاتا
وائے قسمت کہہ ہی ہین دور سے دیکہکر	کس لئے تکلیف کی ہے آپ فرمائینگے کیا
ارمان نکل جائین کچہہ عاشق مضطر کے	آنسو نہ مرے پونچہو رونے دو جی بہر کے
جب اور کسی پر کوئی بیداد کروگے	یہہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندھو اوٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

کہا مین نے تنہائی ہے بات سن لو
کہا ہنسکے تمکو تو سودا ہوا ہے

نسیم محمد یعقوب خلف حافظ غلام احمد نکہت از تلامذۂ عبد الکریم سوز ہ

نہ اوٹھاؤ نسیم کو در سے
جانیو خاکسار ہے اپنا

کوئی پھبتی ہے اسطرح کہ سدا
اک نہ اک بات پر لڑائی ہے

نصیر شاہ نصیر الدین عرف میان کلو ابن شاہ غریب اللہ باشندۂ دہلی تلمیذ میر محمدی مائل از اوستادان گرامی بودہ است مضامین عالی می آورد در حیدر آباد دکن وفات یافت دیوانے گذاشت اوراست ہ

جینے کے لیے جنبش لب کا تری کشتہ
سنت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا

نہ سمجھو کہ اعناز خط عارضی ہے
خدا جانے کیا اسکا انجام ہوگا

نطق منشی مقصود احمد کاکوروی موطن سیتاپوری مسکن تلمیذ رشید محمد رضا صبر اکثر از گفتارش لطفہا بر داشتم دو دیوان دارد بروش خود سخن شایستہ میگذارد اوراست

سینہ مین حسرتون سے جگہہ ایسی بھر گئی
امید کشمکش مین پڑی دبکے مر گئی

سنہ ڈالتین کہین اے سوزن رفو دینا
پھٹے ہین زخم جگر کے نہ پاؤن تو دینا

کیون دیکھکر حسینون کو نیت بدل گئی
اے شیخ جی بشر ہین فرشتے نہین ہین ہم

رکھہ تیغ کھول اے بت بیداد گر کمر
بہتا ہے ابتو خون شہیدان کمر کمر

ضد ہو تو سو غریب سے لیے آؤن راہ پر
اسکو مین کیا کرون کہ ادہر دہیان ہی نہین

غیر مجبور ہین وار کرنے کو
آپ ہین مار مار کرنے کو

ہر بار اوچھتے ہین مری آہ رسا سے
ایسے وہ لڑاکا ہین کہ لڑتے ہین ہوا سے

بولا وہ دم تذکرۂ رحلت عاشق
بدنام کیا مجھکو سوا اپنی قضا سے

جی مین اوس شوخ کے اب کاش یہی آجائے — بوسہ دے ڈالیے ہر دم کا تقاضا جائے

اچھے رہین حضور ہی بندہ ابرا سہی — آپ ہی نباہ دیجئے مین بیوفا سہی

رکھ لی خدا نے شرم محبت نباہ دی — پیارا دجھیلی ناز اوٹھائے جفا سہی

بدنام مفت سارے زمانے مین کر گئی — سمجھین گے ہم ملے تو جوانی کدہر گئی

نوا ظہور اللہ خان ابن مولوی دلیل اللہ از اکابر بدایون بودہ است عمرہا در سیاحت ماندہ در پارس زمانہا بسر بردہ از شعرا اہل زبان خطاب ملک الشعرای یافتہ از لقاء اللہ بقا استفادہ داشت دیوانے گزاشت بیشتر پارسی گفتار او تلف گشتہ بریختہ ہم فکر بلند داشت او راست ہ

تھکا ہے منزلونکا یا پیام یاس لاتا ہے — الٰہی خیر کیجو نامہ بر کچھ سست آتا ہے

ہے گرفتاری سے میری سارے عالم کی نجات — شور نالے سے مرے ہر شخص شب بیدار ہے

رہی ہے رات تھوڑی دل ہے مضطر دیکھیے کیا ہو — ادہر اندیشۂ دشمن و دہر اوسنے نہین پکڑی

نواب تخلص حضرت والد ماجد نامہ نگار نواب والاجاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر است کہ ذات ملکوتی صفات آنحضرت مستغنی عن الاوصاف والمدایح برآمدہ ترجمۂ حافلہ حضرت ایشان در شمع انجمن و نگارستان سخن بہ بسط تمام سمت نگارش یافتہ و بندہ ہم اندکے ازان در صبح گلشن بر طبق عرض گزاشت درینجا ضرورت اعادہ نبود اما یاران سیاق را ذائقہ این نعمت چشانیدن و ہمزبانان خود را باب ریختہ را آب در دہن گردانیدن خوش نیندیشیدم لہذا نقش مختصر بر لوح گزارش کشیدم و ہو ہذا حضرت گرامی مرتبت در سنہ ۱۲۴۸ بتاریخ نوزدہم جمادی الاول روز یکشنبہ از خلوتکدۂ عدم بہ بزمگاہ وجود پا گزاشتند و در ظل شفقت والد خویش سیدی و مولائی سید **اولاد حسن** رحمۃ اللہ علیہ در قنوج نشو و نما یافتند و سلسلۂ نسب حضرت ایشان بطرق صحیح بہ سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیان جہان گشت میرسد حضرت ایشان بعد فراغ تحصیل علوم متداولہ و استحصال الاسناد

کتاب وسنت از علما ومشاهیر زمان همچو صدر الافاضل وبالاقران مفتی محمد صدر الدین خان بهادر ومحدث یگانه مولانا شیخ حسین بن محسن الانصاری قاضی حدیده ومولانا محمد یعقوب برادر مولانا محمد اسحاق محدث دهلوی وشیخ معمر مولانا عبد الحق بنوتنی رحمهم الله تعالے بسعی احیاء سنت واماتت بدعت برخاستند وتحریراً وتقریراً لواے کلمة الحق برافراشتند خدا ترا نازم که در اندک زمان نقش دلخواه برکرسی مدعا نشست که جهانے از راه پیچ پیچاک ضلالت جاده نورد هدایت گشت اتباع حدیث بال اشاعت کشاد وتقلید آرا ر در مغاک ذلت افتاد تصنیف شریف آنجناب بحجم وضخامت بے نهایت قریب به صد نامه میرسد هریکے ازان نامها بحر ذخار شریعت است وابر مدرار حقیقت وهنوز این سلسله بفضله تعالے یوماً فیوماً ترقی پذیر است ساده لوحی گمان مبالغه نبرد شواهد این دعاوی حجم غفیر وجمع کثیر از اعاظم واعاید بلاد عرب وعجم موجود است ونیز هرکه چشم حق نگر دارد بر آنها نظر بگمارد در سرعت تحریر آن ید طولے بکف آورد نه که از هفت تا نه نواخت روز زیادانه یک جزو بعبارات دلچسپ عربی وپارسی روزانه بسلک تصنیف وتحریر می کشند وشگفت تر آنکه گاهے نوبت نقل آن مسوده نمی رسد بغیر حک واصلاح ونظر ثانی به قالب طبع ریخته میشود ومورد نی طبع راچه گویم هفته بیش نگذشته که دیوانے بپارسی زبان هر هفت گشته بر سر این فضائل واوصاف اگر حرفے از هجوم کار وبار ریاست وسیاست وانتظام وانصرام آن راقم این نامه بلکه هزار نامه دیگر کفایت نکند گاهے بریخته در افشانی نفرموده اند یکدو شعر از افکار دیرینه حضرت اعلیٰ که والا برادر در طور کلیم ایراد فرموده اند تیمناً وتبرکاً اینجا هم زینت بخش بزم سخن میشود

باتوں باتوں میں کچھ اوسنے بات ایسی چھیڑ دی	کہتے کہتے دل سے حرف مدعا جاتا رہا
جانتا ہے او نہیں اے شکوۂ بیرحمی یار	تا بلب آکے خبردار دعا ہو جانا
عبث رقیب کی تعریف مجھ سے کرتے ہو	یہی نہ کہدو کہ اوٹھ جاؤ میری محفل سے

غیر پوچھے ہی تو کہتے ہین مجھے — آپ بھی بندہ کے عشاق مین ہین
حضرت ناصح دل اوس بیدرد کو ڈھونڈ ہین — آپ تو کہتے کہ اسمین آپکی کیا راے ہے
سنکے دیوانہ مجھے قتل کیا اور بولے — ایسی رسوائی کے جینے سے یہہ مرنا اچھا

نواب تخلص نواب کلب علیخان بہادر المخاطب بہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ فرمانفرماے دار السرور مصطفے آباد عرف رامپور ست داؤ ہان رسا بعذر نارسائی از تحقیق کمالاتش معذوریاز منشی امیر احمد امیر لکھنوی استفادہ گفتاری فرماید تنہا در ریختہ سحر سامری بکار نبردہ بلکہ از پارسی ہم اعجاز مسیحی برآوردہ چار دیوان در ریختہ دیکے بپارسی مصدق و مسجل ہوا ہیر شعراے اہل زبان دارد و از افکار بلند اوست چہ خوش فرمودہ

ضعف کے ہاتھوں سے نالوں پر قیامت آگئی — ہاے اوسکے دلمین جب کچھ کچھ اثر ہونے لگا
حورین مرتی تہین شکل بسمل پہ — تیرے کشتہ پر ایک عالم تھا
نامرادی ہو زمانے کی یہان چھائی ہوئی — فاتحہ پڑہئے ذرا ہٹکر مری تربت سے آپ
تا ابد کیون نہ تڑپتے رہین ہم مقتل پر — حیف ممنون قضا ہون تری بسمل ہو کر
آئینہ وہ دیکھتے ہین دیکھئے — آپ ہین آتے ہین کس صورت سے ہم
غیر کے آگے ذرا جھوٹ ہی کہدے قاصد — نقرے کچھ اور بھی اوس شوخ نے فرمائے ہین
تا نہو دعوی خون روز قیامت ہمکو — قتل کرتا ہے اداؤن سے وہ جلاد ہین
پیکان یار غیر کے پہلو نشین نہو — دل مین نہو جو میرے تو یارب کہین نہو
الفت ہے مجھے غیر سے نفرت یہی سہی — اتنا نہ بولو جھوٹھ کہ دلکو یقین نہو
لب ہل رہے ہین غیر کے نواب وقت قتل — کمبخت بڑھ کے سن تو کہین آفرین نہو
اوسکو تو کوئی کچھ نہین کہتا — سب برا کہتے ہین مقدر کو
کسکو محو دعا دیکھتا ہون تو مجھکو — یہہ فکر ہوتی ہے تیرا امیدوار نہو

ابہی توبہ تہی عشق سے نواب
پہر چلے اوس سے دل لگانیکو

وہ پوچہتے ہین جو مطلب تو سنبہلو اے نواب
نکل نجائے کہین جان مدعا کے ساتہہ

چہوڑ بیٹہے جب اوسیکو پہر گلہ دشمن سے کیا
چپ رہو نواب کیا حاصل ہے اس شکوے سے

رو دیا یہہ کون شکوے گلے ہین تری جو آج
کچہہ خاک مین ملے ہوئے لخت جگر ملے

ندیکہو آئینہ عاشق ہوگے ورنہ تم اپنے
بڑی مشکل پڑیگی چڑہ سی وہ بہی برابر کی

دم وصال نزاکت سے تم نہ کہینچو آہ
بنی ہے یہہ تو فقط تجہسے جان لینے کے لئے

ہاے دم اوسدم نہ نکلا جب عدو کی قبر پہ
تم مجہے روتے ہوئے پہر عیادت لے گئے

پہر تسکین دل لے لی ہے غنیمت جانکر
وہ جو وقت ناز کچہہ جنبش تری ابرو میں ہے

غم تو میری طرف ہے کیا غم ہے
ساری دنیا اگر ادہر نہوئی

اسقدر غیرونسے کیون سرگوشیان کرتے ہو تم
اک اشارہ ہے بہت میرے تو تم کے لئے

حسرتین گر نکل گئین دل سے
ہوگی پہر زندگی بہی مشکل سے

تہام لینا ذرا کلیجہ کو
دیکہو وہ میری تربت آتی ہے

مرتے دم بہی یہی رہا افسوس
کس سے اوٹہین گے ناز قاتل کے

نہ چہیڑو تذکرہ نواب کا کہا اور باتین ہین
عبث تم پوچہتے ہو حال اوس درد کے مبتلا کا

کوسے کیون ہو کہڑے آج مجہے مقتل مین
ذبح کرلے تمکو نہین کیا کوئی خنجر پیدا

یہان پہونچی ہے یہہ حالت کہ نسخے چاک ہوتے ہین
وہان یہہ گزرتا ہے طبیعت کی بحالی کا

نئی ادا ہے کہ جب غیر سے ہو صحبت عیش
مین دور رہون تو بلاؤ مجہے پکار کے پاس

آج آئیگی وہ عیادت کو
موت سے کہدو کوئی گہر مین نہین

دیکہہ تو کہتا ہون آج واعظ نادان کیا کچہہ
تو ہو گر میری جگہہ اور سر منبر مین بہولنے

اثر فلک سے اوتر آ ذرا خدا کے لئے
کہ اوس نے ہاتہہ اوٹہائے ہین التجا کے لئے

وہ خود گردش مین ہے با تو نہیے میری
عبث ہم نے فلک سے التجا کی

الواو

واحد شیخ عبد الواحد از سکنائے شاہجہان آباد از تلامذہ حکیم آغا جان عیش
بودہ است اوراست

بیتاب ہو کے شوق مین سب راز کہدیا		واحد ستم کیا یہہ دل بیقرار نے

واقف واقف شاہ از فقرائے غازی پور معاصر سودا بود در لکہنو وفات
یافت سخن دلاویز میگفت

صبح پر وصل یار کی ٹہری		ہائے پہر انتظار کی ٹہری

وحشت میر غلام علی خان ابن میر فرحت اللہ خان داماد مولوی رشید الدین خان
دہلوی نشاؤ مراد آبادی موطن از مومن دہلوی باستفادہ پرداخت طبع نیکو
داشت اوراست

ہو سکتا تا ہو کہین کوچہ جانان کے سوا کیون نہ باطل سمجہون اقرار وفا		ایسے دیوانہ کو کچہہ حاجت زنجیر نہین سحر ٹپکے ہے تری گفتار سے

وزیر خواجہ محمد وزیر ولد خواجہ محمد فقیر از گرامی سخنوران لکہنو بود و شیخ ناسخ
مصلح گفتار او گفتار شیرین او شکر در کام جان می شکنند دیوانے دار داز وست

چہپگیا دوستی کے پردہ مین ہے آرزو سے قتل اجی دم ندو مجہے آنکہین کہلی ہوئی ہین عجب خواب ناز ہے		دشمن جان تجہ کیا حجاب کیا چہوٹا ہے تیرا تو لگا تو برہا کے ہاتہہ فتنہ تو سو رہا ہے در فتنہ باز ہے

ہائے ہوز

ہدایت ہدایت اللہ خان دہلوی اکتساب ظاہر و باطن از خواجہ میر درد کردہ در ۱۲۱۰ھ وفات یافت و دیوانے بیادگذاشت ؎

ناتوانی کا بھی احسان ہے مری گردن پر	کہ ترے پاؤن سے سر مجھکو اوٹھانے نہ دیا
کششی ہے نہین یہہ ہجر کی شب	یارب کیا آج سو گئی صبح

ہوس نواب مرزا محمد تقی خان ابن نواب مرزا علی خان فیض آبادی الاصل لکھنوی مسکن سخن بمشورہ مصحفی میگفت دیوانے و مثنوی لیلی و مجنون ازو بیادگار باقی ماندہ

تڑپا نہ ترا صید ترے تیر کو کھا کر	اس ڈر سے کہ پہلو سے نہ پیکان نکل جاے
ہوس جب ذکر آجاتا ہو اوسکا	زبان ہوتی نہین دو دو پہر بند

الیا

یاد علی نام خاموش تخلص ابن مولوی مراد علی از سادات عظام سہسوان است ترجمہ اش در حرف خا معجمہ برعایت تخلص نوشتن می بایست اما گفتار او وقتے شنیدم کہ تذکرہ تا اینجا رسیدہ ناگزیر در ینجا ثبت افتاد ہمہ عمر خویش در چاکری سرکار انگریزی بسر برد و از غایت تدین قدم بغیر راہ امانت نفشردہ بتصوف مناسبتے خاص بہم رسانیدہ امروز در مراد آباد بہ کدامی خدمت معقول میگذراند این بیت از وے بسمع افتادہ او راست ؎

فقیر و غنین ہین گو لیکن کسی در پر نہین جاتے	توکل کا ہے تکیہ آشنا ہین اپنے بستر کے

یاس حافظ حفیظ الدین دہلوی ؎

بادہ خواری نہ چھوڑ تو اے یاس	یہہ بھی اک مشغلہ ہے یارون کا

یاس حکیم نصیر الدین باشندہ دہلی از مومن و ذوق تلمذ داشت ؎

کاش مین پردہ کا شکوہ ہی نکرتا اونسے ‎ بے حجابی نے کیا اور بھی بیتاب مجھے
دم تولے تیغ تلے اے تپش دل تھم جا ‎ دیکھہ قاتل کا مرے دہیان بٹا جاتا ہے

یقین انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان از احفاد مجدد الف ثانی سرہندی الوطن و دہلوی مولد بر تہمت زنا از دست والد خویش بقتل رسید و ذائقہ شربت شہادت چشید گفتار پر درد میگوید از خیالات اوست ؎

تو نہ تہا حیف یقین ورنہ دو اٹھوتا ‎ آج اسطرح کا دیکھا ہے پریزاد کہ بس
جور و جفا مین یا بہت ہو گیا دلیر ‎ کرتے تو کی یہ راس نہ آئی وفا ہمین
جو کچھہ کہین یہہ تجھکو یقین ہے سزا تری ‎ بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نتہا

تمام شد

عذر از طرف مہتمم مطبع

مخفی مباد کہ این کلام بلاغت نظام در مطبع مفید عام بعد ختم کتاب بزم سخن رسیده بود لہذا حسب الحکم جناب ابو النصر سید علی حسن خان صاحب بہادر دام اقبالہ بطور ضمیمہ زینت افزای خاتمہ کتاب گردید کہ ہو الاول ہو الآخر و نیز التتمہ لذیذ بعد از طعام مشہور خاص و عام است و ہو ہذا

ہنر بہر تخلص جنرل فریدون قدر میرزا محمد ہنر بر علی بہادر فرزند واجد علیشاہ بادشاہ اودہ نزیل دار الامارۃ کلکتہ محلہ مٹیا برج در عہد سلطنت امجد علیشاہ بادشاہ و زمان ولیعہدی واجد علیشاہ بادشاہ در ۱۲۶۱ھ بوجود آمد جوان اختر تاریخ ولادت اوست در ۱۲۶۵ھ بعد پدر نامور خویش بمنصب جلیلہ جرنیلی ترقی

فرمود و در سنہ ۱۲۹۶ ہجری با کہین دختر نواب مدار الدولہ منتظم الملک سید علی نقی خان بہادر وزیر لکھنو کتخدا شدہ اصلاح سخن از پدر عالیقدر خود میگرفت امروز در کلکتہ بہ پنجہزار روپیہ ماہانہ زیر سایہ رافت پدری بسر می برد درین نزدیکی دو نسخہ دیوان خویش یکے بنام جناب نواب عظمت مآب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ عالیہ بھوپال دام اقبالہا و دیگرے بحضرت والد ماجد این خاکسار فرستاد و حال اینکہ تذکرہ گرد آوردۂ خاکسار بمقام آگرہ زیر طبع بعضے از اہل مطابع ست چہ عجب کہ بتمامی رسیدہ باشد ارتجالا چند اشعار آن ہزبر کنام سخنوری از دیوان فصاحت بیان انتخاب زدہ بطبع روان میدارم انشاء اللہ تعالے در تذکرہ مذکورہ بمحل خویش جا خواہد یافت ورنہ ضمیمۂ تذکرہ خواہد شد ؞

بیخودی نے اچھی صورت سے دیا مجھکو فریب
صاف مجھکو اپنے اوپر اوسکا دھوکا ہوگیا

دل دیکے پھیرنیکا ارادہ جو ہے ہزبر
یہہ امر آپ سمجھے ہین کیا اختیار کا

نخچیر کو بوسے عنایت ہون یہہ قسمت اوسکی
گالیان ملتی ہین مجھسکو یہہ مقدر میرا

اک دل ہے ہمارا کہ تم ایسونکا ہے بندہ
اک دل ہے تمہارا کہ کسیکا نہین ہوتا

یہہ کیا مجال کہ جھٹلائین آپ سچے ہین
خفا نہو جیے اچھا قصور ہم سے ہوا

دیکھا نازان جو کسیکو ترے وعدے پہ کہین
مین نے کیا تھا جو دہوکا وہ تمھی یاد آیا

کھتے ہین مرکے بھی یہہ شخص یہان سے نہ گیا
دیکھتے ہین یس مع لوار ہو مدفن میرا

آفت ہین ہان شمع کی تھی شام وصل سے
مین نے سمجھائی اوس نے بتلائی تمام رات

ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ یہہ بولے شب وصل
دیکھین کسطرح پھر کٹتا ہے بگڑ آجکی رات

درد دل سنکے مرا کہتے ہو مطلب کیا ہے
یون تو ناتھم نہ بنجاؤ سخندان ہوکر

تو بھی اوسپر فریفتہ ہوجا
عشق مین ہے عجب مزا و عذا

نزع کے وقت جو آجائے مسیحا تو کہون
یو نہین بیمار محبت کی خبر رکھتے ہین

بولے یون سنکے وہ یوسف کو حسین
کیا خبر ہونگے سنا کرتے ہین

نکلا مین جا کے خاک اڑاتا جو سوے نجد ۔ مجنون نے دی صدا کہ برادر کہان کہان

جس جس طرح سے چاہین کرین پیار تمکو ہم ۔ اتنا شب وصال مین آج اختیار دو

جہانتک کہ دروازے سے کوئی نہ جھپین دیکھ لے ۔ اک لگا رہتا ہے مسند کے برابر آئینہ

نہین معلوم ہے ملک عدم کو بد دعا کسکی ۔ ہزارون بستیان بستی ہین پر ویرانہ رہتا ہے

فغان مجنون کی سن سنکر دعا کرتی ہے یہ لیلی ۔ بس اب کم یا الہی قیس کا درد جگر کر دے

ڈہونڈنے والے تمہارے نہین پاتے ہین کہان ۔ تم جہان ملتے ہو وہ کونسی جا ہوتی ہے

اک تم ہو ہمین تیر لگا کے بھی نہ پوچھا ۔ اک ہم ہین جدا زخم سے پیکان نہین کرتے

جان لیتے تھے لے چکے صاحب ۔ جائیے اب یہان دھرا کیا ہے

جو کوئی جیسا کرے ویسا ہی ملتا ہے آو ۔ دل نے مجھکو دکھ دیا دلکو ستایا آپ نے

اپنے دامن کی ہوا دیکر وہ کہتے ہین ہر بار ۔ غش ہے جو تمکو ہوش مین آؤ خدا کیواسطے

دل لیکے چین دو گے یہ ہمکو نہین امید ۔ دم بھر مین پھر کہو گے کلیجہ نکال دے

وہ یہ پوچھتے ہین لیکے مرے گھر کا جائزہ ۔ مسند لگی ہے کسکی یہ کسکا پلنگ ہے

ملین ہم یا نہ دلبر سے ملین اپنی طبیعت سے ۔ بتا تو ناصحا تو کون تیرا کیا اجارا ہے

تقریظ در نثر مرجز از نتیجہ طبع رسا و ذہن آسمان پیما منشی جمیل احمد سہسوانی

جمیل تو اور صفت خدا کی خدا خدا کر خدا خدا کر ÷ ترا منہہ اور مدحت پیمبر ذرا تو مرد خدا حیا کر ÷ بہار دلکش ہے فصل گل ہے ÷ شگفتگی پر ہے باغ مضمون ÷ نئی کھلاتی ہے گل طبیعت ÷ نسیم کینے پہ چل رہی ہے ÷ شمیم کرتی ہے تر دماغی ÷ چہک رہی ہے زبان کی بلبل ÷ نیا ترانہ ہے ہر سخن کا ÷ غضب ہے ایسے مین ہو تغافل ÷ ستم ہے اب بھی جو ہو تامل ÷ نصیب جاگا ہوا نہ سوجا ÷ عدو کا چیتا کہین نہ ہو جا ÷ دکھا دے اے دل بہار ایسی ÷ کہ ایک عالم ہو محو جلوہ ÷ زبانین تحسین پکار اوٹھین ÷ دلو نکو

ہو شور آفرین کا ✣ ہر اک کہے واہ واہ تمنے ✣ نیا کیا ہے یہہ ڈہنگ پیدا ✣ نہ کانون
سے لطف یہہ سنا ہے ✣ نہ دیکہا آنکہون سے ایسا عالم ✣ خدا کی تعریف اور ایسی ✣
خدا کی قدرت خدا کی قدرت ✣ کچہہ ایسی ہو مدحت پیمبر ✣ کہ داد دینے کو آسمانسے
فرشتے اوترین زمین کے اوپر ✣ جہان مین صل علے کا غل ہو ✣ سنا دو وہ چلبلے
مضامین کہ جسکا عالم مین بیٹھے سکہ ✣ کہے ہر اک جوش خرمی مین ✣ ترا بیان سحر
سامری ہے ✣ تری زبان ہے فسون بابل ✣ کہا نتلک جوشش طبیعت ✣ کچہہ
انتہا بہی ہے اس بیان کی ✣ غرض ہے جس مدعا سے تمکو ✣ بہری ہے جو آرزو
کہ ولمین ✣ اوٹہاؤ خامہ لکہو اب آگے ✣ اگر ہے کچہہ شوق مدح گوئی ✣ تو سمجہین ہم
تمکو مرد میدان ✣ پڑہیو جو آقا کی مدح مین کچہہ ✣ سناؤ کچہہ بولتے مضامین ✣ دکہاؤ
یان رنگ شاعری کا ✣ خدا کے بندے خدا سے ڈرکر ✣ کبہی تو حق لمک ادا کر ✣
ترا وہ آقا جہان کا مولا ✣ مطیع خالق مطاع عالم ✣ بہار شوکت ریاض حشمت نسیم دولت
شمیم صولت ✣ خدیو اقلیم کامرانی ✣ سپہر اقبال جاودانی رئیس دوران امیر عالم ✣
حضور نواب عدل گستر ✣ ہے جس سے آرایش شریعت ✣ وہی تو ہے رونق طریقت ✣
وہ بزم آرائے اتقا ہے ✣ وہ شمع افروز اعتلا ہے ✣ کہون مین جو کچہہ ہے اوسے ✣
پھبتی کہ حامی دین احمدی ہے ✣ سخن نے پائی اوسی سے عزت ✣ اوسی سے
ہے نام شاعری کا ✣ وہ نظم اور نثر مین ہے یکتا ✣ فروغ دونون کو ہے اوسی سے ✣
بہلا جو ہو آپ ایسا قابل ✣ نکیون ہون فرزند اوسکے لایق ✣ مثل یہہ مشہور ہے
جہان مین بہلے شجر کا بہلا ثمر ہو ✣ خدا نے نور الحسن کو ایسا ✣ کیا ہے عقل و خرد مجسم ✣
نظیر جسکا نہین جہانمین ✣ وہ جوہر فرد واقعی ہے ✣ تمہین خدا کی قسم کہو تو ✣ پہرے
ہو تم بہی جہانمین برسون ✣ بہت سے چکر لگا چکے ہو ✣ جہانکی ہے خاک تم نے
چہانی ✣ کہین کسیکو بہی ایسا پایا ✣ یہہ علم و فن اور یہہ سعادت ✣ یہہ تہوڑی سی عمر اور

یہہ تقویٰ ہے ؞ علی حسن خان کی مدح کیا ہو ؞ نہین طاقت مری زبان مین ؞ وہ فکر
عالی وہ قابلیت جیسی نہین تمیہ سب عیان ہے ؞ یہہ عمر یہہ کم سنی کا عالم ؞ اور
اوسپہ یہہ شوق علم و فن کا ؞ ہر ایک فن مین کمال حاصل ؞ ہر اک ہنر سے ہی واقفیت
جو نثر مین بے نظیر دیکھا ؞ تو نظم مین لاجواب پایا ؞ قلم اوٹھایا جو فارسی مین تو وہ لکھے
چیدہ چیدہ مضمون ؞ کہ نقش سلمان ساوجی کا ؞ مٹا یا لوح جہان سے یکسر ؞ جو
ریختہ پر طبیعت آئی ؞ تو وہ کھلائے گل معانی ؞ کہ روح سودا و میر نے بھی ؞ صدائے
آحسنت و مرحبا دی ؞ لکھا ہے یہہ تذکرہ اب ایسا ؞ صفت مین جسکی زبان ہے الکن ؞
نہا مین جسکی بیان ہے قاصر ؞ کیا ہے وہ انتخاب نادر ؞ سنا نہ ایسا کہین نہ دیکھا
مین کیا ہون اور کیا ہے فکر میری ؞ جو کچھ ادا ہووے مدح اوسکی ؞ یہی ہے
بہتر کہ چپ رہون مین ؞ ادب ہے مانع دم نگارش ؞ اوٹھا کے ہاتھون کو سوے
خالق ؞ دعا یہہ کرتا ہون جوش دل سے ؞ الٰہی تا ہون فلک پہ انجم ؞ زمین کی
مردم سے تا ہو زینت ؞ چمن مین جب تک ہو گل کی خوشبو ؞ یہہ جب تلک ہو گلوئے سنبل
جوبن ؞ علی حسن خان بجاہ و تمکین ریاض عالم کی آبرو ہو ؞ ہمیشہ پھولا پھلا رہے
وہ کبھی نہ غم سے بال بیکا ؞ خوشی کا عالم ہوا اور وہ ہو حیات خضر و مسیح پائے ؞

قطعۂ تاریخ تالیف کتاب

ہے سزاوار ثنا طبع سلیم نامور	ریختہ مین تذکرہ کیا خوب برجستہ لکھا
بے تکلف بیٹھے بھی تاریخ مین اوسکی جمیل	جانفزا اشعار و دل آویز گلدستہ لکھا ۱۲ھ

قطعۂ تاریخ از فکر آسمان معانی باافتخار الشعرا جناب افضل خان صاحب محمد رضا متخلص بہ شمیم سلمہ اللہ القدیر

سرو برگ رونق علم و فن ہنر آپ رنگ علی حسن	کہ ہزار زمزمہ سنج ہند ہے کیا رغوان خیال او

رقم جریدهٔ آرزو سر سطح لوح زمانه زد — نشان تذکره می برد دل خلق سحر حلال او
بنداری بزم سخن سبز خط و خال چهره آبرو — دل ماست فتنهٔ شوخی ہوس آفرین جمال او
نفس عقیدت کاملان ز شنید زمزمه سر کند — اگر از سفینهٔ منتخب بدر آورد پس سال او (۱۲۹۷ھ)

تاریخ تالیف از دبیر نازک خیال منشی سوہن لال صاحب منشی آستانہ ریاست عالیہ دام اقبالہا

جناب تذکرهٔ بزم سخن — که جز او هیچ نه بنشد دانا
مصرع سال سوہن لال است — شمع بزم سخن مولانا (۱۲۹۷ھ)

تاریخ طبع از منشی جلیل احمد سہسوانی

تذکرہ ہی سلیم کا بمثل — اور سری لاجواب ہے تاریخ
زبدہ بینہ مین کہدے جلیل — بے بدل انتخاب ہی تاریخ (۱۲۹۷ھ)

ولہ

چون بزم سخن بصد تجلی — گردید فروغ شمع این
بنوشت جلیل سال طبعش — تالیف سلیم طبع روشن (۱۲۹۸ھ)

تاریخ تالیف از فکر عالی برادرم ممتاز الدولہ میر عبدالحی خان بہادر متخلص بہ ممتاز

ختم شد انتخاب اہل سخن — للہ الحمد حسب خواہش جان
فکر تاریخ گر بود ممتاز — خوان ستودہ کلام نکتہ وران (۱۲۹۷ھ)

قطعہ تاریخ طبع از معدن سخن شیوہ بیانی منشی صابر حسین صاحب صبا سہسوانی سلمہ متوسل ریاست پٹیالہ

چون گوہر انتخاب اشعارہ	خوش کلک سلیم نکتہ دان سفت
این گلشن گل فشان معنی	با رنگ بہار تازہ بشگفت
تاریخ صبا بسال طبعش	بزم سخن ست دیدنی گفت

ولہ

ہست بزم سخن ز کلک سلیم	طرفہ روشن گریبان فصیح
گفت تاریخ انطباع صبا	دست آویز شاعران فصیح

قطعہ تاریخ از طبع منشی عبد العزیز عزیز تلمیذ افتخار الشعرا

حبذا خامۂ جادو رقم میر سلیم	کیا ہی یہہ تذکرہ اردو کا لکھا نادر خوب
اسکی ہر سطر ہے از طرۂ حور فردوس	اسکا ہر فقرہ ہے از قامت ابن یعقوب
نظم وہ نظم کہ جس نظم پہ پروین قربان	نثر وہ نثر کہ جس نثر سے نثری محجوب
نام اس تذکرہ کا بزم سخن ہی جو عزیز	سال تاریخ لکھی ہین نے بہی بزم مرغوب

قطعہ تاریخ بزم سخن از طبع منشی یاور علیصاحب یاور ساکن دہلی

جمع ہوکر بنا یہہ بزم سخن	چمن دلفریب و تازہ بہار
بلبل طبع نے کہا یاور	ہے مگر گلشن گل اشعار

تقریظ طوکلیم بزم سخن از نتیجہ طبع عالی مولوی محمد احسن اللہ خانصاحب متخلص بہ ثاقب

رباعی

اے سوئے تو محتاج چہ شاہ و چہ گدا ‌ انعام تو شامل ہمہ اسفل و اعلیٰ
از صدق ارادت بدرت ناصیہ فرسا ‌ لہراسپ و ہوشنگ و کی و سنجر و دارا

زہے ایزد توانا فرازندۂ رایت خسروان فروزندۂ گوہر گدایان بخشانیدۂ سیکاران و تر دامنان ناتانا یزدان کہ تا جہان آفرید و جہانیان را بہستی کشید از خشور ان فریاک بگذاشت تا فرودیان پیرایہ پویندہ و از سرشتہ کار بیخبر ماندہ بکیفر کردار نشر ولد آیندہ بیش ازین چہ باشد کہ در پسین دمان سروران سرور پیغمبران پیغمبر و خشوری فرستاد درخشان گوہر گزین یزدانی نہال نو رستۂ حدیقۂ رحمانی ؛ رباعی

احمد سر سروران عالم آمد ؛ ‌ در زہر چہ بگویند مکرم آمد ؛
کے ثانی او بمنکران نماید ؛ ‌ از نور خدا چو ذات اکرم آمد ؛

چون ایزدی نور تابرہ برین شید ریزان فروغ تابیدن گرفت خواست تا ہمیشہ ان دلل آئین حبیب خود را سترگی بخشد کہ تا فرو شدن آفتاب روز این ہفت طاق بلند درخشندہ باشد و ہر روزہ آب و رنگی دگر بر روے کار آید ہر یکے را از چہار ہمدرزان آن تمنائے در سینہ ایزدی بخلافت برگزید و اندرین فرجام گردش ہمچو فرستادہ تا پیشین ایشان را والائے بخشید ؛ رباعی

چون دین نبی کہ تاج ادیان آمد ‌ بوبکر گہر بحر عرفان آمد
و انگہ عمر آن شیر نیستان آمد ‌ عثمان و علی بو مہر تابان آمد

برین ہمہ سرافرازان فرگاہ ایزد دادار ارمغان درود و سلام فراوان باد سپس نازش خامہ و بالیدگی نامہ از انجاست کہ ثاقب تخلص دہلی موطن پہلوی سرا و اگر راست گویم شوریدہ سر آشفتہ نوا ستایش صحیفہ سپہر کہ صفحہ اش رشک دہ عارض حورست و درخشش سطورش رونق فروغ طور ہما تا گوہر آماے این ہر دو نامہ کہ اولین ازان تسکین قلب سلیم تذکرۂ طور کلیم و دومین نصرت چمن بزم سخن باشد

نیرین تابنده انداز اوج سروری و قمرین رخشنده انداز سپهر سخنوری اعنی والا
دودمان فرخ گهر مهرور زوفا پیوند ریخ گسل سخن آرا معانی پیرا جناب ابوالخیر سید
نورالحسن خانصاحب کلیم و سخنور ژرف نظر همه تن مهر سراپا وفا بهنگام آرش سنجی
معجز نما جناب ابوالنصر سید علی حسن خانصاحب سلیم سرمایهٔ زندگانی نواب همایون
امیر الملک والاجاه جناب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بهادر امیر کبیر ریاست
بهوپال آب ده این هر دو گلستان سخنوری هستند و حیات بخش قالب تهی ساختگان
معنی گستری اگرچه از ادب دور ست نادیده باوصاف ایشان سخن سرا آمدن
و بآفرین سرائی زبان کشودن اما نخستین ذوق سخنی این هر دو کارنامهٔ سخن
رخصتم نداد که بشاهراه ستایششگر گوهرآبا یانش نپویم دوم این ارشاد سخنور معنی
سنج مهین مهرورز من مولوی احمد خانصاحب صوفی صاحب مطبع مفید عام آگره
نگذاشت که دست از شیلان سخن درکشم و هر زه آبروی خود نزد بزم سخنوران
ژرف نگاه را آگهی باد که گفتار مرا اندرین ستایش از غلو تبلیغ و اغراق شیدائی
بلکه حق پنوشتی و حق گفتنی را آرزومند آیند زهی تذکره که تا پایان پذیرفت عیسی را
افسردگی روداد که دم عیسویش سرد شد و پیداست که مسیح دو کس را زنده ساخته
باشد و آنهم نه زنده جاوید و این گزین نامه ها از پاکیزگی گوهر و اعجاز کلام
خود بسا فرزانگان دهر را جان تازه بخشیده انداز حیات جاودانی و خجسته تذکره
که تا بانجام گرائید چه از میر و سودا بلکه بسیاری ریخته آرایان را که پروسادهٔ خاک
آرمیده بودند و بخواب جاوید خوابیده زندهٔ پاینده کرد که روان بی قالب
آنها نفسی سرزد و بدین زمزمه آشنا شد که چنانکه ماتیره بختان را بسجایهٔ دانگ
گیتی روشناس ساخت پیراستگان این شخل را هم باز زندگانی ارزانی ⁂

غزل

بازرونق یافت بازار سخن ٭ گرم شد دکان دیدار سخن

از کلیم سکته وان شد استوار ٭ کهنه و در رفته دیوار سخن

وازسلیم شاعر روشن گهر ٭ بازشد شاداب گلزار سخن

تا قبا آمد در و از هر روش ٭ مرد میدان و طلبگار سخن

یارب تا طور را از کلیم جلوه دهند و بزم سخن را از سخنوران بر سر اینند این طور کلیم در بزم سخن گفت جگر و جگر گوشه سخنوران باد ٭

قصیدهٔ تهنیت ازدواج مذکور از جامع فضل و ادب شیخ محمد بن شیخ حسین عرب نزیل بهوپال سلمه الله تعالی بسم الله الرحمن الرحیم

بدا بدر المسرة والتهانی ٭ فاشرق شمس دائرة المعانی

ونعنم بالسرور لنا سعود ٭ فاهلا بالسرور وبالتهانی

ولاح البشر فی الاقطار یزهو ٭ فاضحی ضاحکا وجه الزمان

مراکز انسنا فاقت وراقت ٭ برنات المزاهر والمثانی

فدارت حولنا للانس راح ٭ لها عبق یروح کل عانی

طفقنا نصرف الصهباء صرفا ٭ علی رجع البنان بالاغانی

طربنا اذ ثملنا من حبور ٭ ومن ترجیع الحان القیان

من الغید الکواعب فی نعیم ٭ یحکی الغید فی صور حسان

اذا اسفرت ارتك شقیق بدر ٭ وهیهات البدور لها تدانی

وان نطقت ارتك عقود در ٭ مباسمها اثنی الاقحوان

وان رمقت بمقلتها لبیبا ٭ عفیفا صار مسلوب الجنان

فصادت قلبی المضنی بالحظ ٭ کمثل باتر مثل السنان

وماست بالقدود وقد تثنت ... كخوط البان او اسل لدان
وليل الشعر جلته بصبح ... كبدر التم في اعلا مكان
فلام العاذلون على هواها ... لشدة ما راوا مما عاني
وقالوا ويك هل لك في مديح ... مديح الندب نادرة الاوان
صديق المكرمات ابو علي ... رفيع القدر ذو المال المهان
زكي فاطمي هاشمي ... وحبر في البيان وفي المعاني
هنيئا يا ابا النورين ربي ... انالك ما تروم من الاماني
ايا رب الفضائل والمعالي ... ويا بحر المعاني والبيان
ليهنك طالع التزويج فيه ... بدا بدر المسرة والتهاني
زواج بارك الرحمن فيه ... واسعد بالوفاق مدى الزمان
هنيئا فاح نشر المسك منهم ... فطابت منه اركان المغاني
اما ان الله يحفظكم جميعا ... ويحرسكم من الاعدا اللعان
وسبيل ستره ظلا ظليلا ... ويبقى دولة الشاهجهاني
ويظفرها على الاعداء طرا ... بحول الله من قاص ودان
ويكلؤها ويدرا حاسديها ... بعون الله والسبع المثاني
مليكتنا ابيت اللعن يا من ... على كسرى علوت انوشروان
نظمت لكم من الموفور بحرا ... كعقد الدر في جيد الزمان
وما التشبيب من شيمي ولكن ... هواك الى مديحك قد دعاني
اذا مدح الملوك فانت فخري ... فمدحي فيكما اقصى الاماني
وقدحي عندك القدح المعلى ... رقيت بمدحكما اعلى مكان
وحزت بمدحكم شرفا عظيما ... فكنوني ابا الشرف اليماني

وصلی اللہ ربی کل حین علی المختار مع آل وصحب		وسلم ما انار الفرقدان وتابعهم الی یوم التنادی

نتیجہ طبع آسمان سیر افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان متخلص بہ شہیر سلمہ اللہ تعالےٰ در تقریب طوی فرزندان حضرت نواب صاحب بہادر دام اقبالہ

بسامان می سراید مطرب جان بخش بستن سہرا
مبارک بر علی ابن حسن نور الحسن سہرا

بسر بردہ است با صد عالم گل می توان گفتن
وفا پرور در آغوش تمنائے چمن سہرا

بسے خروار گوہر خرمن گل رفت در کارش
نثار سے صد چمن دار و بسلکے صد عدن سہرا

ہوس میکرد ہر چیزے کہ دارد از رضا حاصل شد
نشاط تازہ باشد ز صہبائے کہن سہرا

بہر اختر نشان سلکے کہ از دُر و گہر باشد
نماید کہکشان آسمان انجمن سہرا

بتقریبے رسیدن تا برخ میخواست دانستم
ببین سرمایہ انواع طرز مکر و فن سہرا

بہر تار زر اندودش بود در چشم سنی این
شعاع نیر اقبال صدیق الحسن سہرا

بہار روزگار اعتبار خود بود شادی
شکوہ روز بازار متاع خویشتن سہرا

نیاز آویختن جا در کنار آرزو کردن
مگر باشد ببر گوہر بدن گل پیرہن سہرا

بزور انگند کوہ فرقت شیرین کلامان را
بود ہم بارہ اقبال سعی کوہکن سہرا

گلستان جمال امروز صرف دست و دامانش
نگار گل ربا یہ یا بہار یاسمن سہرا

جوابہ مہر و ماہ روئے خوب نیکوان دارد
نشان نمند عروج شان پروین و پرن سہرا

سلامت با طرب فرخندگی با عیش میگوید
ضمان حال من شادی کفیل کار من سہرا

متاع کاروان در کاروان در جیب دامانش
دراز دریا بہار از باغ نکہت از ختن سہرا

اگر بی‌اختیار از شام غربت این سفر بنمود	کند نقدِ صفا از کیسهٔ صبحِ وطن سهرا
گواهِ مایه‌دار بهار گلزار خیال آمد	گلِ رنگین بهار اوجِ دستارِ سخن سهرا
شهِ بزمِ دعوت پیشگان دستِ دعا بگشا	مبارکباد اے پروردگارا و من سهرا

نتیجهٔ طبع فلک پیما خلاصهٔ خاندان جناب مرتضےٰ مولوی سید حکیم حافظ اعظم حسین صاحب سندیلوی نزیل بھوپال سلمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیا تا مجلس بالانشینان جهان بینی	که در روی مزوجیدن به آیین گلفشان بینی
بساط بوقلمون کاری کش بهاران در چمن یابد	بهم برچیده زانجا چون حصیر برکران بینی
اگر در این بنیل چون کودکی ناگاه گم گردی	بیا تا بیخبر محو تماشا اندران بینی
ز بهر آنکه از پاشیدن عطر و گلاب آنجا	زمین نمناک دریاے هوا عنبرفشان بینی
شگرفا شادیان جمع همایون همنشین سنجی	که در جنت بساط افگنده زیر سایبان بینی
حریفان سرخوش آن بادهٔ ناب پنداری	که هر سو پیر جان‌ها از ساقی ارمغان بینی
ز چینی هاے الوانی که بر دیوار و در بستند	سهیل و زهره و شمس و قمر پرتوفشان بینی
نثار آیند درون انجمن گردند کز بیرون	گدایان جمله مروارید چین برآستان بینی
عنان اندر عنان بین صاحب چاوش گر خواهی	که طاوسان زرین بال در جنت روان بینی
عطر آسمانان پوشاک تن کز چین دامنها	صبا بگشاد مشکین نافه‌ها بر این و آن بینی
چه با ذوق نظر ورزی که در روے جلوه‌گر یکجا	دو خورشید سپهر برتری چون فرقدان بینی
بآیینه ببزم طوطی خود بسته هم پهلو	که از جوزا تماشا گر نگاه روشنان بینی
دو گل بشگفته از شاخ نهالی در نظر آری	دو شمع از یک چراغی گشته روشن درمیان بینی

یکی نور الحسن خان گرامی یار بشناسی
ز جوش مهر بتوانی که افشاندن نگه داری
عبیر افشان بهشتی بوزان عطر پیراهن
رطوبتها خود اینک از هوا بارد عجب نبود
بهار از برگ برگ لاله و نسرین که خندانند
بهم حوران جنت از پی گلدسته بندیها
بود فرخ چو جمع زهره با برجیس در طالع
بناز از یکه می در جام از مینا فرو ریزد
بتقریب چنین عشرت که زان سرمست پاکوبی
بصد خوگرمی پنهان بصد دمسازی پیدا
بخششها عیان گنجینه اش پرداختن دیدی
گروه وایه خواهان را که انسو باز پس گردند
نه از هنگامه باشد سرگران گر بهر انعامی
نه بر آوردن ابرام زان حیثی ستوه آید
ازین پس خوشه چینان را بکف خرمن فشان یابی
به پیراهن نمیگنجد خدا امش که هریک را
قباها کیقبادی حله خاصان را ببر یابی
برسم دعوت جمهور خوان گسترد در ایوان
جهان بنشسته مهمان وا گر حلقه در گر آید
روان مضراب بر ساز مبارکباد خوانا شد
ثنای خواجه در ضمن مبارکباد جا دارد

دگر فرزانه فرخ علی کامران بینی
دران حالت اگر با خویش گنج شایگان بینی
بهاران در نظر هر دیده را بر رنگ و نشان بینی
که زان بر خشک مغز از عطسه پیری سرگران بینی
طراز انگیز باغ کامدین در بوستان بینی
یکی گلچین و دیگر را ز گلبن گلفشان بینی
در انجم سر بسر پیدا اگر اشکال قران بینی
نزول فرخیها بر زمین از آسمان بینی
کلاه انداز بر رنگ هوا پیر و جوان بینی
امیر الملک را گرم نوازش بر جهان بینی
پیش بگشادن قفل از در گنج نهان بینی
بدامنها متاع خاصه دریا و کان بینی
بصد غوغا هجوم آورده بهمان و فلان بینی
که و در خواهش اعطا فضولی در میان بینی
ازین پس گلستانها را ازان باغبان بینی
بدارا هم قبا یابی بجم همطیلسان بینی
کمرها حمله بهرامی سپر را بر میان بینی
به پهنایی که وسع هفت کشور را ازان بینی
ز شورش جای خالی بر اطراف خوان بینی
که ناخن بر جگر زن از نوا خون چکان بینی
بدین آهنگ زین بعد هم عطارد همزبان بینی

گرامی خواجه والا جاه کز بین یمین او ... بجا تا نقش توقیع سلیمانی عیان بینی
ز انشا نمند هنریت دُنی که گر لشکر بروان دارد ... نخست از دو نثر پیدا درفش کاویان بینی
اگر موکب بهی راند و صد زرین شتابها ... باندازِ جلوریزی عنان اندر عنان بینی
سپهر صندی فروشد گر متاعی آرد گریم ... بقیمت برده از دست حاصل بازارگان بینی
جمالش گرم کرد از جلوه بازاری که هر سویش ... هجومی از خریداران یوسف بردگان بینی
لطافتهائے خویش سے انجمن تمثالها بندد ... که پیدا در لباس یاسمین و ارغوان بینی
کشد در رشتهٔ تالیف گوهرها که چون نیسان ... پیمبر از لب بارندهٔ هنگام بیان بینی
بهر دلهای تشنگان علم دین را بسر آبی ... که اعجاز نبوت داده پیر از زبان بینی
حقیقت آگها شد دلنشین راز نهان زد ... چنان گر زود سے الهامش رحق خاطر نهان آشنا بینی
بهرگه عیش جم جا باهمین روز طرب روزی ... هرا هم با الفشان از نشاط بیکران بینی
سخن سنجان گرافشانند گوهر نشاط آنجا ... هرا بهر نثار آورده مشتے اختران بینی
سوادِ نظم رنگینم تماشا کن اگر خواهی ... که گلها سر بسر شگفته در باغ جنان بینی
دعائے از رهٔ اخلاص اینک برزبان دارم ... نه مضمونے که در هم بستهٔ دستگران بینی
دعا گوئے تو گوئے بر اجابت زد که پیشگاهے ... که تیرش از کمان نگشاده ناوک بر نشان بینی
شب و روز و مه و انجم بکام خویشتن یابی ... بگیتی تا طلوع آفتاب از خاوران بینی

قطعهٔ تهنیت از منشی گنج منوهر لال بھوپالی بخشی محکمۂ نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ

عروسِ دولت جاوید در کنار آمد ... بکام دل برسیدی دلا مبارکباد
بعقدِ نوشتهٔ جان بانوی طرب آمد ... جهیز عشرت و راحت فزا مبارکباد
بساز و برگ نمایان رسید ساحق کام ... حصولِ حاشنی مدعا مبارکباد
فلک زمهر به بندد بکام دل کابین ... زروزگار نوید وفا مبارکباد

نہالِ تہنیت طوطی گلفشانی کرد
بعندلیب تکلم نوا مبارکباد

فروغ ناصیۂ جاہ ہردو آقا زاد
شدند آن نکو کہ خدا مبارکباد

بکارِ سہرہ درآمد ز روشنانِ سپہر
بہ بخت نیک سہیل و سہا مبارکباد

قبا ز تا فتۂ شید نیک آمد راست
فروغ نیرِ بخت ذکا مبارکباد

سر و زمزمۂ چشم روشنی ناہید
براستی کہ بہر دو دل خوشا مبارکباد

زمین ز لعل و گہر آور دشکر ریزی
ز چرخ شمس و قمر رونما مبارکباد

ہمین نہ روئے نما چرخ گرد سر گردد
درم نثار زمین زدندا مبارکباد

ز چشم روشنی جشن این ہیوگانی
نگندہ جوش سنجاط چہا مبارکباد

شہا کہ بانوی اقبال با تو تن درداد
بر تو جلوۂ او دائما مبارکباد

براں دلم کہ ز فرخندگی کشم گلبانگ
براں سرم کہ سرایم ترا مبارکباد

مرا بجاسے پدر آمدی ز تربیتم
نگویمت ز طرب من چرا مبارکباد

مراد و نفقۂ رشیدت برادر آمدہ اند
زجاے خیز مہ و سازم ادا مبارکباد

خجستہ باد بفرخندہ گوہرت این طوے
گزو بجان و دلم عیشہا مبارکباد

ہلا کہ سعد بود اجتماعِ شمس و قمر
قرانِ این مہ و مہرت شہا مبارکباد

قرانِ مشتری و زہرہ بس بود نیکو
ہمین قران دو اختر بسا مبارکباد

بود ز چاشنیِ عیش کام جان شیرین
ثمر فشانی نخلِ دعا مبارکباد

نگارِ عشوہ فروشِ مسرت و شادی
بدلفریبی ناز و ادا مبارکباد

ادائے رسم حنابندی مبارکباد
مبارک از قدر و ہم قضا مبارکباد

شکر شکن نشدہ نطقم لبم شکر افشان
ز شادی کہ بخوانم کرا مبارکباد

سزد کہ نوش دہانت ز در برآمایند
چہ خوب گفتہ نام خدا مبارکباد

کنون بزلفِ عروسِ دعا کشم شانہ
قبول شوے اجابت ورا مبارکباد

مدام تا کہ بود میلِ خلق با خاتون — بہ پہلوے تو عروس بقا مبارکباد
ہمان عروس بہ آقای زادگانم نیز — بفرخی رضاے خدا مبارکباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعات تاریخ جشن کتخدائی نور حدقۂ ابہت و کامگاری و نور حدیقۂ حشمت و بختیاری فروغ ناصیہ ذوالاجاہی تجلی سیماے دولت پناہی گوہر درج بہروزی اختر برج فیروزی چراغ کاشانہ جاہ و جلال شمع شبستان جود و نوال نقش نگین ریاست و کیاست چشم و چراغ امارت و فراست رونق مسند سعادت و سیادت زیب وسادۂ جلالت و جلادت میر ابو الخیر سید نور الحسن خان و میر ابو النصر سید علی حسن خان لازالت شموس اقبالہما طالعۃ ریختۂ خامۂ جادو نگار منشی محمد صابر حسین صاحب سہسوانی سلمہ اللہ تعالے ٭

قطعہ تاریخ فارسی

اے خوش نہار و زنکو کز اثر عیش و طرب — رخصت از دہر شدہ زشتی بخت طالع
غوش صبا گفت بتاریخ قران السعدین — جشن شادی دو فرزند سعید و صالح
۱۲۹۰

قطعہ دیگر

آمد نوید عشرت شادی ترانہ ریز — چون کتخدا شدند نار دو نوشہ بعز و جاہ
نور الحسن بہ عیش و بعشرت علی حسن — باشند شاد کام بہر شام و ہر پگاہ
گفتہ صبا بجشن دو تقریب میمنت — بشد جلوۂ قران مہ و مہر و مہر و ماہ
۱۲۹۰

غزل اردو تاریخ شادی

ہوئے نام خدا وہ کتخدا رشک چمن چارون | کہ ہین شمشاد و سرو و یاسمین و نسترن چارون
گلستان بنگئی ہے گلزمین خانۂ شادی | بہار رنگ گل دکہلاتے ہین گلچین سا چارون
عروسون سے ہے گہر روشن ہے نور بزم نوشون سے | یہہ ہین دو دو بہم دونون فروغ انجمن چارون
مزے نظارونکے اب لوٹ لین میٹہی نگاہون سے | شکر لب نوش لب شیرین زبان شیرین دہن چارون
رہے جبتک دورنگی دونون عالم کی نشاط افزا | رہین یکجان و یکدل یک زبان و یک سخن چارون
ازل سے ساتہہ لائے ہین ابد تک ساتہہ رکہینگے | حیا و شرم کا مہر و محبت کا چلن چارون
رہے دن رات شادی عیش مین شام و سحر گذرے | رہین محو طرب یا رب بطفیل پنجتن چارون
سرور و عشرت و عیش و طرب کی دیکہکر آمد | ہوئے رخصت ملال و کلفت و رنج و محن چارون
یہی شادی ہے تو صیاد و گلچین بلبل و قمری | مبارکباد سے سر پر اوٹہا لینگے چمن چارون
یہہ شادی کا عالم شیخ سے یاد خدا چہوٹی | خوشی کا ہے یہہ جلوہ بید بہولا برہمن چارون
یہہ وہ شادی ہے گردون پر خوشی سے رقص ہوتا ہے | قمر زہرہ عطارد مشتری ہین چرخ زن چارون
خوشی کی دہوپ چہان ہو گرم و سرد عالم امکان | رہین صبح و مسا خوشدل بفضل ذوالمنن چارون
ہجوم عیش دکہلاتے ہمیشہ دہوم شادی کی | رہین دلشاد یا رب باپ مان بہائی بہن چارون
ق
جواب سبط احمد و باقی جمیل احمد جلیل احمد | مبارکباد دیتے ہین عزیزان وطن چارون

صبا مین بہی اوٹہا کر ہاتہہ تاریخی دعا مانگون
رہین باہم صلاح و عیش سے دولہہ دولہن چارون

سہرہ از تصنیف سید جمیل احمد صاحب سہسوانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد لا طالع بیدار بنا کر سہرا | آج دو نوشون کا ہے ایک ترکا سہرا
جو کوئی دیکہتا ہے صل علیٰ کہتا ہے | قدرت اللہ کی ہے روئے نکو پر سہرا

ہے سوا چرخ سے دولہا تہہ زمین کا رتبہ
بڑہ گیا کاہکشان سے بہی یہہ گز بہر سہرا

تار باندہا ہے نظر بازون کے نظارہ نے
بنگیا سہرہ پہ ایک اور مکرر سہرا

بڑہ گئی نکہت گل سے بہی پسینے کی مہک
تیری خوشبو سے ہوا اور معطر سہرا

تو وہ ہے کان جواہر کہ بدولت تیری
اپنے دامن مین بہر کے رکہتا ہے گوہر سہرا

وہ نہین چرخ کو دیدین جو ستارے عوض
موتیون سے بہی نہ تولین گے برابر سہرا

ذکر کیا جلوۂ نوشاہ کے نظارہ کا
آنکہین کہلجاتین جو دیکہین مہ واختر سہرا

ہر لڑی موج ہے ہر پہول ہے دُرِّ خوشآب
آبرو رکہتا ہے دریا کی برابر سہرا

چشم بد بین سے رہے عارض نوشہ محفوظ
آڑ ہوکر یہہ بنے سد سکندر سہرا

سورۂ نور کا جلوہ ہے رخ نوشہ مین
والضحےٰ کی ہے یہہ تفسیر سراسر سہرا

کیا ہی موزون رخ نوشہ پہ ہے اللہ اللہ
واقعی سچ ہے حسینونکو ہے زیور سہرا

کچھہ نکچھہ گانٹھہ گرہ مین بہی یہہ لایا ہوگا
خالی موںہہ دیکہتا نوشاہ کا کیونکر سہرا

پہولا جامے مین سماتا ہی نہین جوش گل
آج اترایا ہے چڑہکر ترے سر پر سہرا

ہے مہک پہولونکی سرپیچ مرصع کی چمک
خوشنما ہے رخ نوشاہ پہ زیور سہرا

سر چڑہانے سے ترے عرش پہ رکہتا ہی دماغ
بڑہ گیا کاہکشان سے کئی نمبر سہرا

سنبلستان ہے رقم کہتے ہین اہل تنجیم
دیکہکر عارض نوشاہ کے اوپر سہرا

کتنا بیباک ہے لپٹا ہے رخ نوشہ سے
منہہ لگانے سے ہے گستاخ مقرر سہرا

کہہ اوٹہے سب شجر طور مین نکلی شاخین
قد پر نور پہ دیکہا جو منور سہرا

تہنیتین آپکے نوشہ مین مبارک ہو یہ جشن
نذر دیتا ہون مین اے ساقی کوثر سہرا

مین نہین چاہتا موںہہ دیکہی صفت اپنی جمیل
داد انصاف سے دین سنکے سخنور سہرا

ولہ قطعہ تاریخ جشن شادی

چون بہ صدیق حسن خان مبارک طالع — سعد و مسعود شدہ شادی نور العینین
سال تاریخ درین جشن چو میخواست جمیل — زد رقم خامہ دو تقریب قران السعدین ۹۸ ۱۲

پیشکش سید جمیل احمد سہسوانی

تاریخ جشن شادی از سید جمیل احمد سہسوانی سلمہ

خوشی کا ہو یارب یہہ جلسا مبارک — رہے سال فرخ مہینا مبارک
ہمایون ہو سر پیچ نوشہ کے سر پر — فلک کو ہو عقد ثریا مبارک
یہہ شادی کی محفل یہہ جلسہ خوشی کا — مبارک ہو اے شاہ والا مبارک
بجے در پہ نوبت نشاط و طرب کی — یہہ شادی ہو کہتی ہے شہنا مبارک
یہہ ہے جوش عشرت یہہ شادی کا عالم — کہ کہتا ہے سہرہ و برنا مبارک
مبارک سلامت کا محفل مین غل ہے — فلک پر سے کہتی ہے زہرا مبارک
جدہر دیکہو ہے عیش و عشرت کا جلوہ — خدا نے دکہایا دن اچہا مبارک
رہین شاد و آباد نوشہ ہمیشہ — الٰہی ہو خلعت شہانا مبارک
ہر اک کی زبان پر یہی ہے ترانہ — یہہ شادی یہہ محفل یہہ نوشا مبارک
تماشا دکہاتی ہین موجین خوشی کی — نہین شور کہتا ہے دریا مبارک
یہہ اک ایک سے کہہ رہا ہے خوشی مین — یہہ شادی کا شہرہ یہہ چرچا مبارک
کٹے رات دن چہہون مین الٰہی — یہہ عیش و طرب ہو خدایا مبارک
دلونکو لبہاتا ہے جوش مسرت — خوشی کا عجب وقت آیا مبارک

سعادت نے کہوئی نحوست جہانکی — زبان پر نہ لفظ آئیگا نامبارک
یہہ شادی وہ ہی کل جہانمین خوشی ہے — نہ کیونکر کہے ساری دنیا مبارک
ہوا اک سال کے بعد فرزند پیدا — خوشی پر خوشی ہو دوبالا مبارک

خوشی کے نکلتے ہین مضمون قلم سے
جمیل آج کا روز ہے کیا مبارک

قطعہ تاریخ

چون بہ نواب امیر الامرا والاجاہ — سعد و مسعود شدہ شادی نور العینین
سال تاریخ درین جشن طلبم خواست جمیل — زد رقم خانہ دو تقریب قران السعدین
١٢٩٧

سہرہ در تقریب شادی کتخدائی میر ابو الخیر نور الحسن خانصاحب و میر ابو النصر علی حسن خانصاحب دام اقبالہما از منشی شیخ محمد عبد العزیز بھوپالی عزیز تخلص تلمیذ افتخار الشعراء شہیر دام فیضہ

کیون نہ سو جان سے ہو قربان مقدر سہرا — آج نواب کے بیٹون کے بندھا سر سہرا
آفتاب فلک حسن ہین دونون نوشاہ — رشک دے تار شعاعی کو نہ کیونکر سہرا
عقل حیران ہے ترجیح کسے دون کس پر — ایک کے منہ پہ کھلا ایک سے بہتر سہرا
اونکے پابوس کی حسرت جو نہ ہوتی دلمین — یون لٹکتا نہ کبھی سر کو جھکا کر سہرا
دونون کے منہ کیطرف دیکھ کے کہتے ہین سب — ایک جا کہتا ہے دیکھو مہ و اختر سہرا
سارے عالم کو ہے اس شادی کی شادی ایسی — مرد و زن محو طرب گاتے ہین گھر گھر سہرا
کیون نہ حسرت سے تکے سوئے زمین چشم نجوم — عقد پروین سے زیادہ ہے منور سہرا

رشک دیتے ہیں کواکب کو ضیائیں گوہر ‏ ‏ چشمکیں مارتا ہے کاہکشاں پر سہرا

محفل عیش ہوئی صحن ارم خوشبو سے ‏ ‏ طرۂ حور سے افزوں ہے معنبر سہرا

دہوم ہے عالم بالا تلک اس شادی کی ‏ ‏ کیا عجب لائے جو رضوان بھی بناکر سہرا

آجکل زمزمہ سنجی نہیں انکی بے وجہ ‏ ‏ باغ میں گاتے ہیں مرغان نوا گر سہرا

اے نوا سنج دعا ہو کہ یہہ مقطع ہی عزیز
ختم نہیں مختصر اے یار رہا گر سہرا

یہہ وہ سہرا ہے جسے ذوق بھی سنکر کہتے ‏ ‏ آفریں خوب لکہا مرد سخنور سہرا

تا رہے دہر میں تقریب عروسی جاری ‏ ‏ تا بندہے ہند میں نوشاہوں کے سر پہ سہرا

فرط شادی سے رہیں خندہ زن احباب مدام
رشک کے تار کا ہو خصم کے سینہ پہ سہرا

فقرہ تاریخ شادی از نتائج فکر ادیب عالی درجت شیخ محمد عباس متخلص بہ رفعت بن شیخ احمد شروانی سلمہ اللہ تعالے

رسم نیک شادی ہر دو صاحبزادہ مبارکباد
۱۲۹۸ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی سید نور الحسن خانصاحب متخلص بہ کلیم از منشی فدا علیصاحب فارغ مراد آبادی سلمہ

عنوانہای تاریخی

ہو گیا عقد کلیم نیک بخت ‏ ‏ ۱۲۹۸ھ ‏ ‏ رہے بر بین عروس عیش دائم ‏ ‏ ۱۲۹۸ فصلی

مہ برجِ اقبال قطب ورع	سپہر شرف مہر نیک اختری
مجلی با نوار زہد و صلاح	محلی باخلاق پیغمبری
گہر بار و غواص بحر سلوک	یم بیکران کرم گستری
فروزندۂ شمع بزم کمال	فرازندۂ رایت سروری
زبان آور تازی و فارسی	فزایندۂ آب دُر دری
مضامین عالی وہ سحر حلال	کہ جن سے خجل جادوے سامری
سنو نام نور الحسن خان کلیم	گل گلشن شوکت و برتری
ہوے کتخدا خیر و خوبی کے ساتھ	بفضل خدا وند انس و پری

لکھا کلک فارغ نے سال نکاح
ہمایون ہو عقد مہ و مشتری ۱۲۹۸ھ

ایضاً فارسی عنوانہای تاریخی

بجلوۂ عیش رسیدہ کلیم عالی رای ۱۲۹۸ھ	کدخدا شد کلیم با بکرم ۱۲۹۸ھ

قطعہ

بر دلِ نور الحسن خان کلیم	عقد مسنون باز کردہ باب عیش
نونہال سال ومہ فارغ نشاند	یافت بلبل گل نشاد اب عیش ۱۲۹۸ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی سید علی حسن خان صاحب متخلص بہ سلیم

عنوانہای تاریخی

کدخدا شد علی حسن اکنون ۱۲۹۸ فصلی	گشت عقد سلیم مہر حیا ۱۲۹۸ھ

قطعه

چون میر علی حسن به تمکین / بر مسند عقد خویش بنشست

از برگ زبان نسیم شهرت / در عرصهٔ گلشن جهان جست

از نکهت روح بخش گشتم / سرور کمال بلکه بد مست

گلچین خیال من در اشغال / گلدستهٔ نغز سال و به بست

تا نذر کنم به پیش نواب / کو والی با وقار من هست

ای شاخ قلم ثنا بهارش / شمشاد بیاسمین به پیوست ۱۲۹۹ھ

قطعهٔ تاریخ عقد هر دو شادی نتیجهٔ فکر عالی ذکر مولوی سید محمد مبین صاحب آنریری اسپیشل مجسٹریٹ ضلع سهارنپور سلمه الله تعالی

تا ابد بادا مبارک ای کریم / از دواج مهر و ماه سروری

شادی دو یوسف کنعان حسن / گشته با دو غیرت حور و پری

همه گر بستند عقد دلکشا / بر طریق سنت پیغمبری

بر امیر الملک با مسعود باد / آنکه او هست آفتاب داوری

آن سلیمان شوکت و دارا حشم / زیر فرمانش سپهر چنبری

ز آستانش شان رفعت پست شد / اوج می خندد به بام قیصری

پیش او فرمانروایان را مدام / هست در سر جبههٔ فرمانبری

از امیران معالی مرتبت / کیست تا بندد خیال همسری

آن علی بند است رائے روشنش — شد دگر خاتون عالم زیوری
سال تاریخش ستاع فکر شد — در زمان سعد با نیک اختری
گفت ہاتف با سبین خیرخواہ — باہم گردید ماہ و مشتری ۱۲۹۸

دیگر اردو

شادی ہے اک امیر کے دونو یقین کی — موجود سب لوازم جاہ و حشم ہوے
اک مہر فضل دوسرا ماہ کمال ہے — فضل خدا سے دونون وہ عالی ہمم ہوے
خلعت بھی بخشے خوان بھی اونکو عطا کی — خادم تمام مورد لطف و کرم ہوے
وہ جود وہ کرم وہ عطا اور وہ نوال — محتاج سب جہان کے اہل کرم ہوے
نواب مستطاب کے فرزند نامدار — نوشاہ جنکے مہبط فضل و کرم ہوے
گلبانگ تہنیت ہے بلند آسمان تلک — اختر نثار او شبہ مثال درم ہوے
شادی کے اہتمام کو جسا دیکھکر — ایسی گھٹی کہ مردم چشم عدم ہوے
نواب نامدار وہ رتبہ ہے آپکا — جو سر بلند تھے پئے تسلیم خم ہوے
فضل و ہنر مین آپکا ہمسر کوئی نہین — علم اسقدر ملا کہ جہا نین علم ہوے
سن کے شادمان تو نہایت ہو مگر — حسرت یہی رہی کہ نہ موجود ہم ہوے
تھی فکر اسے سبین مجھے تاریخ عقد کی — آئی ندا یہ آج دو اختر بہم ہوے ۱۲۹۸

بزم مشاعرہ

بعد ختم این نامہ اتفاقاً در بزم سخنجان بر سبیل تذکرہ این مصراع حضرت شیفتہ
سے آپکو بھولے ہم اونکی یاد مین + بر زبان منشی محمد صابر حسین صاحب متخلص
بہ صبا گزشت چون این مصرعہ پسند خاطر بزم آرایان افتاد آنرا مصرع طرح

طرح گرفته سخن سنجانرا بطبع آزمائی اشارت رفت چنانچه هر یکے از ایشان باندازهٔ فکر خود سمند نظم را در میدان اندیشه جولان داد ازانجا که ضبط این مشاعره مناسب نمود گفتار هر یکے را نقطهٔ انتخاب زده در پایان این نگارش جلوه داده شد نخستین لغتی بدیع که از خامهٔ جادو نگار همین برادر گرامی قدر سید نور الحسن خان برکرسی وزن نشسته تماشا کردنی ست و آن اینست

کیا رکھا ہے قصۂ فرہاد مین ‌‌ فرق آتا ہے کسی کی یاد مین

کیا مبارک فکر آب و دانہ تھی ‌‌ صید آیا قبضۂ صیاد مین

کیون نہون غم سے کسی کے بہرہ مند ‌‌ شادیان ہین خاطر ناشاد مین

اقتضا ہے عاشقی کو کیا کرون ‌‌ ورنہ پنہان شکر ہے فریاد مین

جس نے یہ گلشن بنایا ہے اوسے ‌‌ کچھ بلا کی مشق ہے ایجاد مین

زاہدون سے وعدہ اور ہمکو عطا ‌‌ دخل ہے کسکو خدا کی داد مین

ہمکو ہے جس سے ارادت اے کلیم ‌‌ دوسرا اوس سا نہین ارشاد مین

سپس سحر سطور سلیم گام تیز نگار سخن کشا دو ابیات چند بدست قلم داد

عمر یون کاٹی کسی کی یاد مین ‌‌ شام نالہ مین سحر فریاد مین

کیا ہوا قد کے مقابل گر ہوا ‌‌ بات تیری سی کہان شمشاد مین

ہم اسیران محبت کا ہے گھر ‌‌ یا قفس مین یا کف صیاد مین

شوق نے اب اور مضطر کر دیا ‌‌ ہچکیان لیکر دل ناشاد مین

خفتگان خاک سمجھے صور حشر ‌‌ کیا قیامت تھی مری فریاد مین

کیون نہ تڑپون شوق ہے ہنگام قتل ‌‌ لطف آتا ہے تری بیداد مین

قتل مشتاق شہادت کیجیے ‌‌ ذبح کیجیے خنجر کف جلاد مین

تم نہ آئے تو بھی اک چرچا رہا ۔ کٹ گئی شب نالہ و فریاد مین

چھوڑ دو الفت بتون کی ای سلیم
دل لگاؤ اب خدا کی یاد مین

بعدہ چمن پیرای الفاظ و معانی منشی محمد صابر حسین صاحب صبا سہسوانی عندلیب خامہ را بہ انشا و نغمہ ہای شیرین آوردو از ہمصفیران گوی سبقت برد

کیا رہا ہے پہلے کیکی یاد مین ۔ شوخیان آئین دل ناشاد مین
کھینچتے ہی اونکی ابرو کی شبیہ ۔ کھینچ گئی ہے مانی و بہزاد مین
کیسے آنے سے یہ شادی مرگ ہے ۔ ملگیا شیون مبارکباد مین
کہتے ہین ضد سی کہ گئے اوظلم ۔ دیکھین کیا کیا ہین ستم فریاد مین
ڈھونڈھا رہتے تھی طور پر جو کلیم ۔ ہے وہ اک شوخ ستم ایجاد مین
پڑگیا کس سخت جان سے واسطہ ۔ دم نہین ہے خنجر فولاد مین
دل ہی اب پہلو تہی کرنے لگا ۔ ہوگیا تمسا تمہاری یاد مین
بنگئے وہ رنگ گردون کا اثر ۔ جو تلون تھے ستم ایجاد مین
داد خواہی کون محشر مین کرے ۔ ہے مزہ سبکو تری بیداد مین

اے صبا ہین اور خوشامد غیر کی
بھول اوٹھا سب کچھ کسیکی یاد مین

غزل دیگر بہ طرز اہل لکھنؤ

مرغ گویا ہے چمن کی یاد مین ۔ لعل او گلے خانۂ صیاد مین
اے گنہگاران الفت شاد ہو ۔ تیغ پہونچی قبضۂ جلاد مین

پاؤن پھیلانے لگا شوقِ جنون
دیکھکر بیڑی کفِ جلاد مین

آ گئے کیا راحت ٹھکانا ہی نہین
بھر گیا ہے غم دلِ ناشاد مین

حشر ڈہاتے ہین اسیرانِ چمن
ہے قیامت خانۂ صیاد مین

تیرے قد سے ہمسری کرنے لگا
شاخ اب کیا لگ گئی شمشاد مین

کیا اوڑہین اوس سے حسینانِ جہان
وہ پری پیکر ہے آدم زاد مین

کج ڈہایا سخت جانی کا غرور
زور تہا یہ بازوی جلاد مین

بات کہتے کہتے بوسہ لے لیا
تم بہی کامل ہو صبا ایجاد مین ؀

دیگر سید جمیل احمد جمیل سہسوانی بہ نواسنجی این غزل پردہ گوش سامعان نواخت

تنگ کیون ہے خاطرِ ناشاد مین
جی نکل جاتے کسیکی یاد مین

شوخیان ہین جو تری بیداد مین
وہ کہان چرخِ ستم ایجاد مین

ضعف سے یان لب بہی ہل سکتے نہین
کیا کرین گر ہے اثر فریاد مین

گر نہ کچھ ہم سے رکاوٹ تہی تو پہر
فرق کیون آیا تری بیداد مین

واہ کیا شوقِ شہادت ہے کہ ہم
دیتے ہین خنجر کفِ جلاد مین

بے سبب خاموشی زاہد نہین
بنگیا ہے بت خدا کی یاد مین

مٹ گیا سب سخت جانی کا غرور
جاتے جاتے کوچۂ جلاد مین

کیا سماتی شادیِ مرگِ عدو
تہا ہجومِ غم دلِ ناشاد مین

درد سے اسکے بہل جاتا ہے جی
اور تو کیا ہے دلِ ناشاد مین

ق

کہتے ہین وہ نام پہ مرتے ہین سب
مرنے والے عالمِ ایجاد مین

نام جسکا قیس ہے دیوانہ تہا
سو ڑہیرا این تہا فقط فرہاد مین

پائیگا طرز صبا کیونکر جمیل
فرق ہے شاگرد مین اُستاد مین

دیگر سرخوش صہبائے سخن دلکش منشی ارشاد احمد بیکش از مضامین رنگین بادۂ گلگون بکام جان ریخت

گرنہو ضبط نفس فریاد مین
ہو جواب آسمان بیداد مین

تیری چشم سرمہ سا کی یاد مین
قہر کی چپ ہے مری فریاد مین

یہان پڑا ہون جو مجھے ذوق ستم
وہان کمی ہوتی گئی بیداد مین

حشر کہتے ہین جسے تحقیق ہے
تیری ٹھوکر ہین مری فریاد مین

حضرت واعظ بجا حورونکا وصف
کسکو شک ہے آپکے ارشاد مین

میرے سینہ سے نہ نکلے گا کبھی
دم ہے جبتک خنجر جلاد مین

عشق مین تیری رقابت ہی ہم
دلبران خلخ و نوشاد مین

سخت ہی وہ بھی مگر نسبت کو کیا
تیرے سنگین دلمین اور فولاد مین

روز محشر سی ہزارون تنا ہو
عشق کی قید ابد میعاد مین

کسکو کہتے ہین قفس اور دام کیا
قید ہون ہین الفت صیاد مین

شیفتہ کا رنگ میکش اور مین
فرق ہے شاگرد مین اُستاد مین

بعد ازان عزیز مصر ناز کخیالی محمد عبد العزیز عزیز بھوپالی المسند افتخار الشعرا حافظ محمد خان صاحب شہیر لیخای مضامین ابجن معانی آراستہ

حور ہو تم گلشن ایجاد مین
ورنہ یہ حسن اور آدم زاد مین

آج اوسکا بھی ہوا ہون یا نصیب — ایک حسرت تھی دل ناشاد مین
کیا کہون حال چمن اے ہمصفیر — آنکھہ کھولی خانۂ صیاد مین
کچھہ نہین تو گالیان ہی دیجیو — لطف ہو کوئی نیا ارشاد مین
بوسونکی تکرار پر کہتے ہین وہ — پڑگئی بھول آہ کیون تعداد مین
کون ہے اسوقت مین اپنا رفیق — ایک دل سو بھی کسیکی یاد مین

ورد ہے نام اک صنم کا اے عزیز
کوئی جانے ہین خدا کی یاد مین

سپس منشی مقبول احمد مقبول المقبول نقد بضاعت سخن فن شعر را باین اعتبار بخشید

جب سے مشق اونکی ٹھہری بیداد مین — ایک مین کیا خلق ہی فریاد مین
کب تھے جوہر تیشۂ فرہاد مین — محضر خون تھا خط جلاد مین
کھینچے گر ابروے قاتل کی شبیہ — ہو قلم خنجر کف بہزاد مین
مرگیا مین اسقدر شادی ہوئی — اونکے آنے کی مبارکباد مین
ہے مری فریاد قمری کی صدا — عشق قد غیرت شمشاد مین
کسطرح حاصل ہو دلکی مراد — گھر ہمارا ہے مرادآباد مین

جور ہے کسواسطے مقبول پہ
کیا ہے ظالم فائدہ بیداد مین

بعدہ نقد سخن را عیار کامل محمد علاؤالدین بسمل جواہر سخن را بسلک نظم کشید

دم مرا نکلے تمہاری یاد مین — ہے یہہ ارمان خاطر ناشاد مین
آکے بالین پر مرے کہتے ہین وہ — کیا یہہ مرتا ہے کسیکی یاد مین

جی تڑپتا ہے لگی کسکی نظر — پھڑک گیا نالۂ دلِ ناشاد میں
مخلصی مشکل ہے اب تو مرغِ دل — پڑ گیا ہے پنجۂ صیاد میں

درد کا گھر سینۂ بسمل بنا
رات دن کی نالہ و فریاد میں

تقریظ بزم سخن از کمترین خلایق احمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

در بزم سخن سنجان گلدستہ کہ آب و رنگ معانی بخشد حمد بہار پیرائے گلشن ایجاد است
و شمعیکہ انجمن سخنوران را نور جاوید دہد ستائش باغبان چمن مراد است کہ مشعل گل افروختۂ
اوست و متاع صبر بلبل سوختۂ او دیدۂ نرگس چمن با نوازش روشن و جعد سنبل بہ نوازش
رنگ ختن اگر بپاے سرو آزاد موج آب زنجیر نمی شد براہش پاے شوق می کشاد
و اگر قمری را طوق گردن سرہ در گلو نمی ریخت سرود بستان یاد میداد مثنوی منہ

اے نور دہ چراغ بینش — روشن کن بزم آفرینش
پروانۂ شمع از تو در سوز — حسن تو بعاشقان نظر سوز
افروختۂ تو عارض گل — آتش زدۂ بجان بلبل
تو نقش بباغ می نگاری — از شاخ شگوفہ می بر آری
ہر لالہ کہ آتشین بہار است — از خامۂ صنع یادگار است
شفتی تو بسبزہ گوہرے چند — الماس و زمرد از تو دلبند
از رنگ گل و فغان بلبل — حسن تو بباغ میکشد گل

و درود نامحدود بر بزم افروز سخن کن فیکون کہ وجودش اصل موجودات است
و ذاتش خلاصۂ کائنات در بزم سخن شمع انا افصح العرب والعجم نور جاوید بخشید و کاشانۂ
معانی را بچراغ اوتیت بجوامع الکلم روشن گردانید فصیحان عرب پیش او با وجود

شیوا بیانی چون پیکر تصویر خاموش و زبان آوران بالکمال شیرینی گفتارش حلقه در گوش شوی مثنوی

شاه دو جهان گلیم پوشی | خود آب حیات و زهر نوشی
امی لقب و علوم دانی | از نون و قلم و حرف رانی
در ملک عرب شه جهانگیر | لعل سخنش چو شکر و شیر
طوطی نشان فداش بودند | پیش شکرش نه لب کشودند
هم حرف شکر فروش میراند | هم امی و صد کتاب میخواند
شیرین سخنی و هم ملیحی | نا مرد گری چو او فصیحی

امالعه بائین نشین بزم سخن صوفی پر سخن که رحیق سخن در پیمانه دلش جوش میزند و نشه معانی بدماغش راه عقل و هوش میزند ۵ منه

در بزم سخن منم چراغی | افروزم از آن چراغ داغی
روشن شوم از سواد نامه | کو بیکنم ز کاه خامه
از کلک من است زخم مرهم | تا سور فروشم و جگر هم
از نامه کنم چو موشگافی | یک شعر بود به بزم کافی
از شعله چو خامه بر تراشم | دل خون کنم و جگر خراشم
از آتش دل زبان بشویم | تا گرم حدیث عشق گویم
شیرین سخنی ز عشق رانم | بر زخم کهن نمک فشانم

در بزم اهل صفا لب بسخن آشنا میکند که سخن دل پسند متاعیست مشتری خیز و کلام جان نواز سرمایه ایست طرب انگیز آنرا که این گنج شایگان سید هند خسرو روزگار خویش است و آنرا که کلام شیرین نه بخشیده اند بزنگ فرهاد خسته دل ریش آری ۵

این سعادت بزور بازو نیست | تا نه بخشد خدای بخشنده

درین روزگار تیره و تار که خود سخن بزنگ در یتیم در صدف گمنامی افتاده بود و در

یاس و حرمان بر روے سخن سنجان کشاده بود مسبب الاسباب سببے برانگیخت و بادهٔ
کامرانی در جام شعراے ماضی و حال بریخت که آوازهٔ قدر دانی سخن از شهر دار الاقبال
بهوپال بلند گردید و شهرهٔ آبرو افزائی قافیه سنجان باکناف عالم رسید مردگان را
جان تازه و زندگان را مسرت بے اندازه رسید هم که تذکرهٔ بزم سخن فراهم آوردهٔ جناب
شمع انجمن بلاغت بهار صبح گلشن فصاحت ابو النصر سید علی حسن خان صاحب
بهادر دام اقباله طبع گردیده دیدهٔ مشتاقان را منور گردانید و بچشم نظارگیان
سرمهٔ صفاهان کشید آفرین بهمت همایونش که این جریدهٔ والا را چون لولوے لالا در
رشتهٔ ترتیب کشید و شعراے ماضی و حال را بکتاب خویش هم سبق گردانید کلکش
نفخهٔ صور است که مردگان را در شور نشور انداخت و همه را بصریر قلم اعجاز رقم زندهٔ
جاوید ساخت هر صفحهٔ این کتاب رنگین رنگین تر از چمن و هر ورقش غیرت دهٔ
یاسمین و نسترن سطرش چون حب سنبل به تسخیر دلها مائل و حروفش روشنگر سویداے
دل آغازش باشعار رنگین راحت بخش دل ناشاد و انجامش بقطعات تهنیت و
مبارکباد پیش ازین تذکرهٔ صبح گلشن باشعار فارسی گرد آورده شعراے فارس را
زنده ساخت اکنون ارد و گویان را از کنج خمول برآورده بوادی حیات ابدی
انداخت تا ابر جودش بر کشت همه ببارد و هیچکس را بر زمین تشنه نگذارد و بزم سخن
که ترتیب دادهٔ اوست اگر دران بزم ساعتے بنشینی بگلهاے مضامین رنگین
بهار روضهٔ رضوان به بینی آلهی تا بزم سخن را از شمع معانی پر نور داری و تا سطر کهکشان
بر صفحهٔ سپهر نگاری این بزم سخن مقبول انام و مطبوع طبائع خواص و عوام باد —
بالنبی و آله الامجاد این دعا از من و از جمله خلایق آمین فقط

تمت

قصیدۂ میرزا کمال الدین سنجر قزوینی شاگرد لسان الملک میرزا تقی سپهر

ماه من از در درآمد باد و زلف مشکبار — ماه را هرگز ندیدم مشک آرد در کنار

یکطرف بر سرو بسته دستهٔ سنبل به ناز — یکطرف از خط نموده هاله بر مه آشکار

یکطرف بنشانده بند و در لب آب بقا — یکطرف آب بقا را کرده لعلش شرمسار

یکطرف بنموده رو را کرده گیتی را ختن — یکطرف بگشوده مو را کرده گیهان را تتار

یکطرف غوغا نمودی از غرور حسن خویش — یکطرف کردی پریشان اندر زلف تابدار

یکطرف دادی فریبم کاین مرا گنج ست یار — یکطرف بر گنج خوابانده دو پیچان شاهمار

گفتمش ای مرغ گلزار بهشتی راست گوی — گفت گویم زانچه می پرسی جوابی سازگار

گفتمش در بوستان از چیست دارد لاله داغ — گفت باشد لاله از گلگونهٔ من داغدار

گفتمش لب غنچه کن بگشای آغوش الفیم — گفت پنداری ز من هم بوس خواهی هم کنار

گفتمش خط تو چون مور از زمشک آرد بتو — گفت زلفم مار گر از تار جان سازد نیار

گفتمش بینم سرشت را بخندد هم از طرب — گفت آری کبک خندد چون به بیند کوهسار

گفتمش زلف تو اندر چهر تو دانی که چیست — گفت اندر روم قومی از دیار زنگبار

گفتمش در سایهٔ زلفت رخت دانی که چیست — گفت از کس گر نگویی آفتابی سایه دار

گفتمش سر تا ست زلف تو گویا عاشق است — گفت آری سرو را عاشق بود پیوسته مار

گفتمش از انتظارت جان بلب آمد مرا — گفت بنشین آنقدر تا می برآید زانتظار

گفتمش آهوی چشمت از چه باشد شیرمست — گفت از آنرو تا تواند کرد شیران را شکار

گفتمش از تو کنار و بوس میخواهد دلم — گفت اندر عیش صاحبزادگان کامگار

گفتمش ای ترک صاحبزادگان کیستند — گفت صاحبزادگان حضرت صدر کبار

گفتمش آن صدر اعظم کیست با من باز گوی — گفت آن صدری که باشد بدر خلق روزگار

گفتمش از نام آن صدر مکرم باز خوان
گفت نواب امیر الملک میرزا مدار

گفتمش آن کو ره ملت ازو شد مستقیم
گفت آن کو پشت دولت گشته ازوی استوار

گفتمش آن کو بنای عدل ازو شد مرتفع
گفت آن کو بیخ ظلم از وی شده ستی تار و مار

گفتمش بر گوی صاحبزادگان را نام چیست
گفت یک ناطق کلیم و یک سلیم باوقار

گفتمش یعنی کلیم آن صاحب طبع سلیم
گفت آن کو طور دانش گشته ازوی نوربار

گفتمش آن کو سلیم است و سلیق همچون کلیم
گفت آری از کلامش زنده جان هوشیار

گفتمش این خواستگاری را چه کس آمد لیق
گفت یک با ماه یک با مشتری گردیده یار

گفتمش این عیش را ای شهره تاریخی بگوی
گفت لفظ (خواستگاری) را بتاریخ اندر آر

گفتمش زین رو زمین گیتی پر از شور شادی است
گفت هان زین روی گیهان گشته خرم چون بهار

حوریان گوئی پریشیدند زلف عنبرین
خیز سوی بوستان با دوستان پای گذار

بارگاه شاهی آمد گلستان از روی گل
کارگاه مانی آمد گلشن از نقش و نگار

در بن هر سرو میر قصد ز شادی فاخته
در سر هر شاخ گل از وجد می خندد هزار

کبک از شادی بود مشغول در قهقه زدن
پیچه بلبل را بپا هوش مغز هوشیار

بسته بر زلف بنفشه شاکیانی سلسله
کرده در گوش شقایق خسروانی گوشوار

در بن هر شاخساری گلعذاری جلوه گر
جانب هر مرغزاری مرغ زاری نغمه سار

چون شنیدم این خبر از صد وجد و نشاط
هان بیا کردم بساطی چون بهشت کردگار

مجلسی بر پا نمودم با نوای عود و رود
مجلسی آراستم با ارغنون و چنگ و تار

زهره در آن بزم آمد چون نکیسا چنگ زن
با رباب سان مشتری مشغول مزمار و ستار

یکطرف غوغای رود و یکطرف افغان چنگ
یکطرف آوای کباب و یکطرف آواز سار

یکطرف صوفی بروی شوق در وجد و حال
یکطرف عارف از روی ذوق آمد شاد خوار

گفتم ای ساقی ز جا خیز و بده جام شراب
ای که از رشک خط تو مشک باشد سوگوار

گیسوی خود برگشا بنمای مغز عنبرین — عارض خود را نما بنمای چشم لاله زار

برزنم دستی بزلفت تا که از هر تار او — زیر چو تار چنگ خیزد ناله افغان و زار

چون کشائی زلف تر سیمی بپوشد بر زمین — یکجهان دل بیخبر از هر شکنجش بیقرار

ساقیا ای ترک سیمین ساق از روی نشاط — می گسارا نیز از روی مهربانی می گسار

زان شراب آور که گر نوشد زروی و باد پیر — از طرب بیرون کشد از پیکر ضعیفم دمار

زان شراب ناب آور کز فروغ باده اش — راز قلب جو بیند کو را اندر شام تار
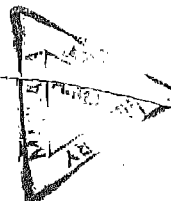
سرخوشم تا از آن باده که از روی شغف — تهنیت آرم به نزد آسمان اقتدار

سرخوشم تا چنان کز روی اخلاص و ادب — بازخوانم چامه در مدح امیر نامدار

راد امیر الملک عالی رتبه سید نوح حسن — خان والا جاه یعنی آسمان افتخار

آفتاب گیتی آرای سپهر داوری — ارد شیر شیر دل اسکندر دارا وقار

عارضش را پرتو انوار گیتی در یمین — خاطرش را خازن اسرار غیبی در یسار

با کف رادش محقر بذل چون می در نشاط — در دل شادش مقرر عدل چون یک در هزار

مدح خلقش گر نویسم خامه گردد مشک بیز — نقش جودش گر نگارم چامه گردد زرنگار

ای که اعوان تو دایم باد با عشرت قرین — ای که اعدای تو دایم باد بر محنت دوچار

سحر تا اندر آستین یا بهست دست زرنگار — برقها اندر نیزه زین یا بهست خنگ راهوار

از تو یکبار اگر بگو گیتی شود بیدار زکوب — وز تو یکبار ابل بگو کیهان شود بیدار سوار

تیغ و بخت تو نزار و فره آمد در نظر — ملک از آن سیمین و خصم تو از این گردد نزار

گر به بحر برقی از رحمت فرود آری نظر — قطره باش در شبه گردد چو در شاهوار

چشمه شمشیر خون ریز تو هنگام مصاف — هست برقی سحر پیما یا که ابر شعله بار

برق تیغ تو اگر آتش فشان گردد بقهر — سبزه اندر پاسش نروید هرگز اندر جویبار

آسمان آسا شمر اسپ تو در گاه جدال — بر رخ خورشید بنویسد سمین خط غبار

گویم ار از صولتت غوغا فتد در کاشغر | خواهم الا ز هیبت افغان شود در قندهار

با دو چشم خصم جاهت تیر جا نگاه تو کرد | آنچه تیر تهمتن با دیده اسفندیار

سیم سنگین سنگ را در روز بخشت گاه تو | با جوی او را نباشد هیچکس اندر شمار

هر کسی نازد بلطف پادشاه عصر خویش | منت ایزد را که ذات تست فخر شهریار

وقت مهرت از هوا خیزد نسیم عنبرین | گاه قهرت از سحاب آتش فشان جوشد شرار

شعر سنجر گشته چون جودت بگیتی مشتهر | گوییا این هر دو جاری باشد از یک چشمه سار

نسخها گفتم نانخه شعر من چون جود تو | در میان این و آن پیداست فرق بیشمار

چشمه سار شعر من مانا دواتست و قلم | جویبار جود تو باشد کلک گوهر نثار

زنده از سرچشمه جود تو باشد خاص و عام | تازه از سرچشمه شعرم روان هوشیار

من ز علم شعر باشم بر ادیبان مفتخر | تو ز فضل جود داری بر امیران افتخار

چشمه سار جود تو از شعر شاعر بی نیاز | فیض او عام ست بر هر کس ز لطف کردگار

چشمه سار شعر من محتاج فیض عام تست | شعر من باشد بجود حضرتت امیدوار

جود تو چون آفتاب و شعر من باشد چو ماه | ماه از خورشید میدارد شعاع مستعار

تو ز جود خود ببخشی بهر انعام و صله | من ز شعر خود نمایم خوشه پروین نثار

گر ردیف شعر سنجر شد مکرر باک نیست | این تکرر هم ز جودت کرده ام بهر شعار

تا فروزان باشد اندر گلستان رخسار گل | جمله ایام تو باشد شادمانی را دثار

داور را دایم کلیمت باد و جان بخش از کلام | سرور را دایم سلیمت با سلامت باد یار

مرغزار دشمنانت باد یکسر مرز غن | مرز غن بر دوستانت باد یکسر مرغزار